به عون صانع مکین و مکان فضل خلاق زمین و زمان
کلیات آتش
در مطبع نامی منشی نولکشور کانپور طبع تزئین مطبوع شد
و باہتمام پنڈت شیام ناتھ سے اشاعت یافت

اطلاع

اس مطبع مین ہر علم وفن کی کتب کا ذخیرہ سلسلہ وار فروخت کے لیے موجود ہے جسکی فہرست ہر ایک شائق کو چھاپے خانے سے ملسکتی ہے جسکے ملاحظہ ومعائنہ سے شائقان اصلی کتب کے معلوم فرماسکتے ہین قیمت بھی ارزان ہے اِس کتاب کے ٹیٹل پیج کے تین صفحہ سادہ مین کلیات دوداوین اُردو ودوین فارسی درج کرتے ہین تاکہ جس فن کی یہ کتاب ہے اُس فن کے اور بھی کتب موجودہ کارخانہ سے قدر دانون کو آگاہی کا ذریعہ حاصل ہو

کلیات ودواوین اُردو

کلیات انشاءاللہ خان از نتیجہ طبع شاعر نامی میر انشاءاللہ خان۔

کلیات نساخ۔ عمدہ کلیات جس مین نادر رسائل شامل ہین۔

ا۔ شاہد عشرت (۲) سخن شعرا
(۳) اشعار نساخ (۴) مرغوب دل
(۵) دفتر بیمثال (۶) گنج تواریخ
(۷) چشمہ فیض (۸) قند پارسی
(۹) زبان ریختہ (۱۰) قطعہ منتخب

از جلوہ گری طبع وقاد مولوی عبدالغفور خان بہادر

کلیات سودا۔ قصائد ومثنویات ودواوین ورباعیات۔ از کلام تاج الشعرا مرزا رفیع السودا

کلیات نظیر اکبرآبادی

کلیات تراب۔ مجموعہ جس مین چند کتاب ہین ا۔ دیوان۔ ۲۔ مثنوی عاشق صنم ۳۔ ٹھمریان شجرۂ نادریہ۔

کلیات ناسخ۔ طبعزاد سخنور نامی شیخ امام بخش ناسخ معاصر آتش لکھنوی۔

کلیات تسلیم۔ جسکا نام تاریخی نظم ارجمند ہے از جوش فکری زبان آور بلند خیال کنشی امیر اللہ تسلیم شاگرد نسیم دہلوی

کلیات ظفر۔ کلام الملک ملک الکلام چار جلد مین۔ جلد اول ودوم یکجائی۔
جلد سوم وچہارم یکجائی۔

کلیات مومن خان

بہارستان سخن۔ اسمین تین اُستادون کا کلام ہے ہمطرح وہم ردلیف وہم قافیہ غزلین
ا۔ شیخ امام بخش ناسخ ۲۔ خواجہ حیدر علی آتش
۳۔ مہدی حسین خان آباد۔

دیوان رند۔ مسمیٰ بہ گلدستۂ عشق کلام نواب سید محمد خان رند شاگرد خواجہ حیدر علی آتش۔

دیوان گویا۔ از طبعزاد رسالدار فقیر محمد خان گویا

به عون صناع مکین و مکان و فضل خلاق زمین و زمان
کلیات آتش
در مطبع نامی منشی نولکشور کانپور الطبع مزین مطبوع شد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حباب آسا میں دم بھرتا ہوں تیری آشنائی کا
نہایت غم ہے اُس قطرہ کو دریا کی جدائی کا

اسیر اے دوست سیر عاشق شیدا رہتے ہیں
گرفتار آہنی زنجیر کا یہ وہ طلائی کا

تعلق روح سے مجھکو جسد کا ناگوارا ہے
زمانے میں چلن ہے چار دن کی آشنائی کا

فراق یار میں مر مر کے آخر زندگانی کی
رہا صدمہ ہمیشہ روح و قالب کی جدائی کا

ہوئی منظور محتاجی نہ تجھکو اپنے سائل کی
بنایا کاسۂ سر دار گردوں کاسہ گدائی کا

نظر آتی ہیں ہر سو صورتیں ہی صورتیں مجھکو
کوئی آئینہ خانہ کارخانہ ہے خدائی کا

نکل ایجان تن سے تا وصال یار حاصل ہو
چمن کی سیر سے انجام بلبل کو رہائی کا

وصال یار کا وعدہ ہے فردائے قیامت پر
یقین مجھکو نہیں ہے گو رتک اپنی رسائی کا

بھروسا آہ پر ہرگز نہیں ہے یار عاشق کو
شکار اب تک نہیں دیکھا کہیں تیر ہوائی کا

زیرِ زمین سے آتا ہے جو گُل سو زر بکف	قارون نے راستے مین لٹایا خزانہ کیا
اُڑتا ہے شوقِ راحتِ منزل سے اسپِ عمر	مہمیز کسکو کہتے ہین اور تازیانہ کیا
زینہ صبا کا ڈھونڈھتی ہی اپنی مشتِ خاک	بامِ بلند یار کا ہے آستانہ کیا
چارون طرف سی صورتِ جانان ہو جلوہ گر	دل صاف ہو ترا تو ہے آئینہ خانہ کیا
صیاد اسیرِ دامِ رگِ گُل ہے عندلیب	دکھلا رہا ہے چھپ کے اُسے آب و دانہ کیا
طبل و علم ہے پاس اپنے نہ ملک و مال	ہم سے خلاف ہو کے کریگا زمانہ کیا
آتی ہے کس طرح سے مری قبضِ روح کو	دیکھون تو موت ڈھونڈھ رہی ہی بہانہ کیا
ہوتا ہے زرد سُنکے جو نامرد مُدّعی	رستم کی داستان ہے ہمارا فسانہ کیا
بے یار سازِ وار نہوئیگا گوش کو	مطرب ہمین سُناتا ہی اپنا ترانہ کیا
صیادِ گلعذار دکھاتا ہے سیرِ باغ	بُلبُلِ قفس مین یاد کرے آشیانہ کیا
ترچھی نگہ سے طائرِ دل ہو چکا شکار	جب تیر کج پڑیگا اوڑیگا نشانہ کیا
بیتاب ہے کمال ہمارا دلِ حزین	مہمان سراے جسم کا ہوگا روانہ کیا

یون مُدّعی حَسَد سے نہ دے داد تو نہ دے
آتش غزل یہ تو نے کہی عاشقانہ کیا

بیمارِ عشق رنج و محن سے نکل گیا	بیچارہ منہ چھپا کے کفن سے نکل گیا
مرغانِ باغ آتشِ گُل نے جلا دیے	صیاد دل کے ہاتھ چمن سے نکل گیا
یک نگاہ چشمۂ حیوان دہن مین ہے	بچکر اگر یہ چاہِ ذقن سے نکل گیا

[illegible]

شہر مین قافیہ پیمائی بہت کی آتش
اب ارادہ ہے مرا بادیہ پیمائی کا

۱۸

اے فلک کچھ تو اثر حسن عمل مین ہوتا
شیشہ اک رات تو قاضی کی بغل مین ہوتا

وعدۂ وصل کہان عاشق بے صبر کہان
کام محتاج کا ہے لیت و لعل مین ہوتا

بل نہ نکلا تری زلفونکا صنم شانے سے
واقعی زور نہین پنجۂ اشل مین ہوتا

عید نوروز دل اپنا بھی کبھی خوش کرتے
یار آغوش مین خورشید حمل مین ہوتا

عرش کی سیر ریاضت نے مجھے دکھلائی
دخل مزدور ہے سلطانکے محل مین ہوتا

سخن سخت مین سنتا ہون لب شیرین سے
عہد مین اپنے نہین موم عسل مین ہوتا

داغ ہر مین یون دل نازک مین چراغ روشن
جلوہ گر جیسے ہی شیشے کے کنول مین ہوتا

آنکھ عاشق سے لڑانے مین گریز اچھی نہین
امتحان مرد کا ہے جنگ و جدل مین ہوتا

عزل و نصب اوسکو شب و روز ہے منظور آتش
لطف کیا چرخ کو ہے پھیر بدل مین ہوتا

۱۹

خاک مین ملکے بھی مین اسکو نہ دشمن سمجھا
گردش چرخ کو اک گردش دامن سمجھا

چوٹ جو دل کو لگی اسکے سہی سب بے یار
خندۂ کبک کو مین سنگ فلاخن سمجھا

چھوڑتا میرے گریبان کو نہین دشت جنون
کیا یہ اسکو کسی محبوب کا دامن سمجھا

بسکہ تھی اس سے عیان سینہ غارت کی صفا
چہرۂ یار کو مین نے دل روشن سمجھا

زلفین سنبل ہین تو پھر نرگس شہلا آنکھین
جسنے دیکھا ترے مکھڑے کو وہ گلشن سمجھا

[illegible]

یہ سنی یار نے اک بات سخن سازونکی
پرکترنے سے تو صیاد چھری ہی پھیرے
برہمن کھولے ہی لگا بتکدہ کا دروازہ
یاد آتی ہین ادائین جو تری اے محبوب
مرغ دل صید گہ عشق چلا ہے دیکھین
رو ٹھکر ملنے جو جاتا ہون تو کہتا ہی وہ شوخ

رہ گئے کھول کے سینہ مفسد پرواز اپنا
قصہ کوتاہ کرے حسرت پرواز اپنا
بندہ رہنے کا نہین کار خدا ساز اپنا
بھول جاتے ہین حسینان جہان ساز اپنا
طعمہ کرتا ہے اسے کون سا شہباز اپنا
کل تھا تم تھے مزاج آج ہی ناساز اپنا

خبر اول و آخر نہین مطلق آتش
نہ تو انجام ہے معلوم نہ آغاز اپنا

غم نہین گر دے فلک تب ہی مجھکو خار کا
زلف کے حلقہ مین الجھا سبزہ گوش یار کا
ناخدا ہے موت جو دم ہی سو ہے باد مراد
خانہ زنجیر سے مثل صدا اوڑتا ہون اب
جوش گریہ نے کیا ہے ناتوان اتنا مجھی
کھاگئی آخر مجھے چشم سیاہ سرمگین
سعی لاحاصل مداوائے مریض عشق ہی
ہاتھ قاتل کے گریبان تک پہونچ سکتا نہین
پھول جو ہے اپنے گلشن کا سپر کا پھول ہے

آفتاب اک زرد پتا ہی مرے گلزار کا
ہو گیا سنگ زمرد خال چشم مار کا
عزم ہے کشتی تن کو بحر ہستی پار کا
یاد آتا ہے کف پا مین کھٹکنا خار کا
ٹوٹنا ممکن نہین ہے آنسوؤن کے تار کا
رزق قسمت نے دیا زنگی آدم خوار کا
تھامنا ممکن نہین گرتی ہوئی دیوار کا
اور فرط شوق ہے یان زخم دامن دار کا
ہر شجر اس باغ مین لاتا ہی پھل تلوار کا

23

24

کلیات آتش ۱۲

بیشتر حشر سے ہوتی ہے قیامت برپا — جو چلین چلتے ہین خوش قد یہ چلن ہے کسکا
دست قدرت نے بنایا ہے تجھے اے محبوب — ایسا ڈھالا ہوا سانچے مین بدن ہے کسکا
کسطرح تم سے نہ مانگین تمھین انصاف کرو — بوسہ لینے کا سزاوار دہن ہے کسکا
شادی مرگ سے پھولا مین سمانیکا نہین — گور کہتے ہین کسے نام کفن ہے کسکا
دہن تنگ ہے موہوم یقین ہے کسکو — کمر یار ہے معدوم یہ ظن ہے کسکا
مفسد ہوکے ہون اس چشم سیہ کے ہم ہین — فتنہ پردازی جسے کہتے ہین فن ہے کسکا
ایک عالم کو ترے عشق مین سکتا ہوگا — صاف آئینہ سے شفاف بدن ہے کسکا
حسن سے دل تو لگا عشق کا بیمار تو ہو — پھر یہ عناب لب و سیب ذقن ہے کسکا
گلشن حسن سے بہتر کوئی گلزار نہین — سنبل اسطرح کا یہ پیچ و شکن ہے کسکا
باغ عالم کا ہر اک گل ہے خدا کی قدرت — باغبان کون ہے اسکا یہ چمن ہے کسکا
خاک مین اسکو ملا دو اُسے برباد کرو — جان کسکی ہے مری جان یہ تن ہے کسکا
سرو سا قد ہے نہین مد نظر کا ہیرے — گل سا رخ کسکا ہے غنچہ سا دہن ہے کسکا
کیون نہ بیساختہ بندی ہون دو جان سی تنا — قدرت اللہ کی بے ساختہ پن ہے کسکا
آج ہی چھوٹے جو چھٹتا یہ خرابہ گل ہو — ہم غریبون کو ہے کیا غم یہ وطن ہے کسکا

یار کو تم سے محبت نہین تو اے آتش
خط مین القاب یہ پھر مشفق من ہے کسکا

روز مولود سے ساتھ اپنے ہوا غم پیدا | 28 | لالہ سان داغ اٹھانے کو ہوئے ہم پیدا

کلیات آتش ۱۳

جوش وحشت میں بیابان کو گیا مانند روح
جسم خاکی کی طرح سے میں زندان رہ گیا

پاس الفت سے جنون میں بھی نہ کپڑے پھاڑے
طوق بنکر میری گردن میں گریبان رہ گیا

اے صبا جاوے چمن میں تو تو کہیو یار سے
باغ میں جا کر تو اے سرو خرامان رہ گیا

دوستی نبھتی نہیں ہرگز فرومایہ کے ساتھ
روح جنت کو گئی جسم گلی یان رہ گیا

سامنے ہوتے ہی مژگان کے ہوا دلکو یقین
موت سی اب تیر کے پلہ کا میدان رہ گیا

پہلے ہی پرزے اڑا ہونے نہ پایا سینہ چاک
یار ثابت وقت بد میں اک گریبان رہ گیا

حسن میں بھی عزت و ذلت خدا کے ہاتھ ہی
گل کو پیراہن ملا تو شعلہ عریان رہ گیا

بستیاں ہی بستیاں ہیں گنبد افلاک میں
سیکڑوں فرسنگ مجنون سی بیابان رہ گیا

بعد مدت ساتھ اس گلرو کے جو دیکھا مجھے
اوڑ گئے مرغ چمن خالی گلستان رہ گیا

چال ہے مجھ ناتوان کی مرغ بسمل کی تڑپ
ہر قدم پر ہی یقین ہاں رہ گیا واں رہ گیا

کر کے آرائش جو دیکھی اس صنم نے اپنی شکل
بند آنکھیں ہو گئیں آئینہ حیران رہ گیا

راہ الفت میں نہیں اندیشہ پست و بلند
گر کے کب یوسف میان چاہ کنعان رہ گیا

جان شیرین ہو فراق یار سی کیونکر عزیز
مرگ صاحبخانہ ہی فاقہ جو مہمان رہ گیا

میری وحشت نے چراغ راہ جو سمجھا اسے
آنکھ دکھلا کر مجھے غول بیابان رہ گیا

لاشہ اٹھوا کر نکر اسکو بھی اے قاتل اجاڑ
ہے فقط آباد داغ گنج شہیدان رہ گیا

کھینچکر تلوار قاتل نے کیا مجھکو نہ قتل
شکر ہے گردن تک آ کی آتی احسان رہ گیا

کیا بیان عالم زوال حسن خوبان کا کرون
روشنی جاتی رہی سرو چراغان رہ گیا

کرم کیا جو صنم نے ستم زیاد کیا
کریمی ہین تری شک ہو جسے وہ کافر ہے
یہ دل لگانے مین مین نے مزہ اُٹھایا ہے
بہا جو نرگس فتان یار سے سرمہ
ہماری آہ سے اے منکرو حذر مانگو
بچا مین جان کو کرکے تصدق غرت
کہون جو حالت دل یار سے تو کہتا ہے
حسد سے جل کے دبے پاؤن اُٹھ گئے اغیار
عوض یہی ہے زمانہ مین راست بازی کا
یہی کہونگا خدا سے مین روز محشر کو

شب فراق مین مین نے خدا کو یاد کیا
مجھے ملول تو دشمن کو سیر شاد کیا
ملا نہ دوست نہ دشمن سے اتحاد کیا
تحریر مین نے چہرہ پر اوسکو یقین صاد کیا
ہوائے تند نے کیا حال قوم عاد کیا
وگرنہ دل نے نہین کونسا فساد کیا
جو کچھ کہ تو نے کہا مین نے اعتماد کیا
ہمارے نالون نے حبب کا ربرق و باد کیا
سلوک تو نے جو اے چرخ کج نہاد کیا
فراق یار نے ناشاد نامراد کیا

کرون مین شکر الٰہی کہان تلک آتش
درون صاف دیا پاک اعتقاد کیا

یہ انفعال گنہ سے مین آب آب ہوا
دل اپنا خون جو بے ساقی و شراب ہوا
کنوئین مین یوسف کنعان کو پھینکا اخوان نے
گرہ بھی دل کی نہ بس حسرت ہم آغوشی
شکار گاہ جہان مین عزیز ہر دل تھا

کہ میرا کاسۂ سر کاسۂ حباب ہوا
ہوائے سرو سے کیا کیا جگر کباب ہوا
نہ مجھے مصر کے چلنے کا پا تراب ہوا
فشار گور کا راحت مجھے عذاب ہوا
بچا جو باز سے مین طعمۂ عقاب ہوا

نزع میں آیا نہ بالین پر مرے یار اس لیے
آخر ہر ماہ ہے معمول چھپنا ماہ کا

ہوں وہ ابتر طفل جسکو جان کھونا کھیل ہے
گنج ابرقد ہے گھر وندا میری بازیگاہ کا

آسمان گرد زمین ہے یار ماہ چاردہ
حلقۂ احباب گرد اسکے ہے ہالہ ماہ کا

وہ دہان چشمۂ شیرین تبسم موج ہے
وہ ذقن ہے چاہ خال اسمین تو اک ہی چاہ کا

ناتوان میری طرح سے ہو جو عشق حسن سے
کوہ سے بھاری تراز دمین ہو پلہ کاہ کا

شعر کہتا ہون میں اے آتش خدا کی حمد میں
میری ہر اک بیت پر عالم ہے بیت اللہ کا

فرش ہے اے یار خاک دست دشمن زیر پا
ہم گریبان پھاڑ نکلے آیا جو دامن زیر پا

سنکر روز قیامت ہیں بہت بے اعتقاد
لا کبھی اے سرو قامت اپنا مدفن زیر پا

رنگ گل سے خون ہمارا اسلوبکا شوخ ہے
نقش پا سے پھولتا جاتا ہے گلشن زیر پا

خار کا کھٹکا نہیں رکھتے ہیں ہم آتش قدم
موم ہو جاوے اگر آ جاوے آہن زیر پا

انگلیان کانوں میں دیتا ہے دم رفتار یار
ہر قدم پر آتی ہے آواز شیون زیر پا

بت پرستی ہم اگر تیری طرح کرتے تو پھر
سنگ رہ کو بھی نہ لاتے اے برہمن زیر پا

شاہ راہ ہستی موہوم میں وہ چال چل
اپنی آنکھوں کو بچھا دیں وقت دشمن زیر پا

سرکشی زیبا ہے ہم دیوانگان عشق کو
خم ہوئی ہے سیکڑوں کانٹوں کی گردن زیر پا

رہگذر میں دفن کرنا اے عزیزان تم مجھے
شاید آ جائے کسی کے میرا مدفن زیر پا

پا برہنہ ہی رہے ہم خاکسار اتنے لیے
گوش زد ہووے ہمارا سا نہ دشمن زیر پا

فرصت اک دم عہدِ طفلی میں نہ رونے سے ملی
پرورش پایا ہوا ہوں دامنِ سیلاب کا

عاشقوں سے اپنے وہ چتون بھوئیں ٹیڑھی ہوئیں
اہلِ قبلہ سے پھرا منہ کعبہ کی محراب کا

سوسن ان ہونٹھوں کی مستی دیکھ کر نیلی ہوئی
رنگ پھینکا فندق پا نے کیا عُناب کا

سیر کر کے دو گھڑی دل اس میں بہلا لیتے ہیں
دل ہمارا ہے مرقع صحبتِ احباب کا

جائے تن ہو گیا راہِ عدم میں نذرِ گور
بوجھ اُٹھایا تھا مگر کے لئے اسباب کا

جان آنکھوں میں ہے صورت دیکھنے کی دیر ہے
یار کا آنا ہے یاں آنا اجل کے خواب کا

مسندِ شاہی کی حسرت ہم فقیروں کو نہیں
فرش ہے گھر میں ہمارے چادرِ مہتاب کا

ساحلِ مقصود دیکھا میں نے جا کر گور میں
ڈوبنا کشتیٔ تن کو مژدہ تھا پایاب کا

بے تکلف آستانِ یار پہ رکھا قدم
دور کو سوں رکھیا ہم سے محل آداب کا

چشمِ تر سے کانپتی ہے قالبِ خاکی کی روح
کس طرح کشتی نشیں کو ڈر نہ ہو گرداب کا

سنبلِ زلفِ بتاں کا ہو نہ آتش شیفتہ
بھولنا ہی دل سے بہتر ہے پریشاں خواب کا

زلف زیبا ہے قریبِ رخِ جاناں ہونا
گنج کا سانپ کو لازم ہے نگہباں ہونا

نہ رلا مجھکو تو اے دوری گھر سے مقصود
راہ میں ظلم مسافر کو ہے باراں ہونا

عشق نے حال کیا مردہ بے وارث کا
میرے اوپر ہے یقیں قبضۂ سلطاں ہونا

آفتِ جان ہوئی اس رو کتابی کی یاد
راس آیا نہ مجھے حافظِ قرآں ہونا

داغ چیچک کے ہیں زیبا ذقنِ یار کے گرد
لطف دیتا ہے لبِ چاہ چراغاں ہونا

۲۰

اے تپ غم گور مین لیجل جوانی مین مجھے
دوپہر ہے موسم گرما مین وقت آرام کا

تختۂ میت فراق یار مین معراج ہے
وحی آتا جاتا ہون موت کے پیغام کا

بادشاہی ہے گدائی کوچۂ دلدار کی
زیر پا ہر اک قدم ہے یان محل آرام کا

اے صنم عاشق سے ملتی ہین نہین آنکھین تری
نشہ الندہ ہے شراب حسن سے دو جام کا

خاتم دست سلیمان قدر کیا رکھتی ہے یان
لوح محفوظ اک نگینہ ہے ہمارے نام کا

گیسوؤن نے کر دیا دہ چند حسن روے یار
نور ہوتا ہے زیادہ تر چراغ شام کا

طوق تزئین گردنون مین قمریونکی چاہیے
سیر گلشن کو ہے عزم اس سرو سیم اندام کا

عرصۂ روے زمین ہو جائے دشت کربلا
یار کو میرے ارادہ ہو جو قتل عام کا

ہمت عالی نہ بعد مرگ بھی زائل ہوئی
گر ہوا سبزہ بھی مین تو تیر پشت بام کا

داخل کعبہ ہوا کشتہ عدم سے برہنہ
پردہ عاشق نے نہ رکھا جامۂ احرام کا

سیکڑون ہی دل ہین شل ماہی بے آب اسیر
یار کا چاہ زنخدان بھی ہے چشمہ دام کا

ہے سیہ مستی مین اپنے عالم دیوانگی
حلقۂ چشم پری خط ہے ہمارے جام کا

سرکشی آخر فرومایہ کو دیتی ہے شکست
ٹوٹتا ہے نخل پر انجام خشت خام کا

یاد جو آیا طواف کعبہ مین آتش وہ ماہ
حال بدتر تھا کتان سے جامۂ احرام کا

زخم کاری کے جو کھانے کو مرا دل دوڑا
سر بکف مین طرف کوچۂ قاتل دوڑا

ناتوانی نے یہ حالت مری پہونچائی ہے
دو قدم مین جو چلون سیکڑون منزل دوڑا

۲۲

پھر کسے کوئی مین منہ دیکھکے رہجاتا ہون	کم دماغی نے کیا ہے مجھے حیران کیاکیا
گرم ہرگز نہ ہوا پہلوے خالی بے یار	یاد آویگی مجھے فصل بہستان کیاکیا

کوئی مردود خلایق نہین مجھسا آتش
کیا کہون کہتے ہین ہندو و مسلمان کیاکیا

چشم باران مین مرے بعد نہ خوناب اترا	یاد آیا نہین پھر دھیان سے جو خواب اترا
شرط ہے رتبۂ مردان خدا کا انصاف	ڈوبا فرعون وہین موسی وہین پایاب اترا
ہوگیا شوق شہادت سے حلال اپنا لہو	سان پر چڑھ کے اگر دستۂ قصاب اترا
عشق اس چاہ زنخدان کا ہوا جسدن سے	مین نے سمجھا کہ لحد مین دل بیتاب اترا
روز روشن شب تاریک ہوا آنکھون مین	بام پر سے جو وہ خورشید جہانتاب اترا
قتل مستی مین کیا دوست جو مجھسا اوسنے	دشمن جان سے مرے نشۂ احباب اترا
سامنا روے منور سے ہوا ہے کسکے	چہرۂ ماہ ہے پھیکے اے شب مہتاب ترا
وقت مشکل مین ہین سب اہل کرم کے محتاج	دیکھ رے لشکر جنگی کو لب آب اترا
آتش عشق مین ثابت دل بیتاب ہوا	آنچ کھا کھا کے ہی قایم ہی سیماب اترا
بوسۂ لب کا مزہ لیکے پیا ہے مین نے	حلق سے میرے ہی جب شربت عناب اترا
برق وش دیکھکے گیسوے سیہ کو تیرے	چشم انصاف سے ہی ابر سیہ تاب اترا

بھولنا بحر محبت کے غریقون کو نہ یار
پار بیڑا یہ ترا آتش بیتاب اترا

بغل میں لیکے یوسف کو اکیلا وانسے گذرا میں
قدم رکھتے ہوئے جس راستے میں کارواں کھٹکا

محبت دل سے نہ کی کس بے یقین عیار سے آتش
جو کچھ نیکی کی بھی ہم نے کہی وہ بدگمان کھٹکا

لب لعلیں نے بدخشان و یمن دکھلایا
مشک بو زلف نے تاتار و ختن دکھلایا

راز سے حسن کے عشاق نہ آگاہ ہوئے
نہ کمر تو نے دکھائی ۔ نہ دہن دکھلایا

اپنے سودائی کو کیا کیا نہ تری لفوں نے
عالم پیچ و خم و چین و شکن دکھلایا

آسمان ظلم کئے زیر زمین بھی تو نے
جامہ زیبوں کو رخ زرد کفن دکھلایا

تری رفتار کا انداز نہ پایا ہم نے ۔
کبک و طاؤس نے بھی اپنا چلن دکھلایا

پانون شل ہوگئے ٹھوکریں کھاتے کھاتے
ہم غریبوں کو خدا ہی نے وطن دکھلایا

یاد دلوائی چمن نے وہ تری گفت و شنید
گوش گل نے مجھے غنچہ نے دہن دکھلایا

تا دم مرگ نہ بیمار ہوا پھر وہ مریض
اک نظر تو نے جسے سیب ذقن دکھلایا

کوچۂ یار بھی مجھکو وہی دکھلادیگا
جسنے بلبل کو تماشائے چمن دکھلایا

نوجوان مہر تھا یار کے بوسے ملتے
ایسا اک ماہ نہ اے چرخ کہن دکھلایا

تا سحر میں نے شب وصل اُسے عریان کھا
آسمان کو بھی نہ جس مہ نے بدن دکھلایا

دل کو اُن آنکھوں کا دیوانہ سمجھ صحرا نے
سیکڑوں ہی مجھے خوش چشم ہرن دکھلایا

وہی چاہے گا تو اس سے یہ چھٹے گی آتش
حکم اللہ نے ہے روح کو تن دکھلایا

کلیات آتش ۲۴

دکھائی آنکھوں نے سیر جہان نگارنگ
کریگی برق جمال اوسکی بند آنکھوں کو
یقین ہوا کہ ہے ظلمت میں چشمۂ حیوان
اوڑھائی چادر آب اوسکو میں نے زور دکر
پیالے پانی کے دکھلائی دینگے کاسۂ چشم

قفس کے چاکوں سے مجھکو چمن نظر آیا
وہ خلوتی اگر اے انجمن نظر آیا
شب وصال ہمیں وہ دہن نظر آیا
کوئی جو مردہ مجھے بے کفن نظر آیا
رلائیگا جو وہ چاہِ ذقن نظر آیا

کیا ہے عشق کو آسان سمجھ کے آتش نے
کمال ہم کو تو مشکل یہ فن نظر آیا

زخم دل بھرتا ہی جلوہ چہرۂ پُر نور کا
سختی ایام ہے میرے لئے سامان عیش
کچھ نہ حاصل ہووے کیسی ہی مشقت کیجئے
میں وہ مسکیں ہوں چمن میں جسکی صورت دیکھکر
داغ سینے ہوتے ہیں گل کھاتے ہیں عاشق
دیں نہ ارباب صفا ہرگز کسی کے دل کو رنج
آ کے سینے سے لبوں پر دم اٹکتا ہی عبث
پھاڑ کر کپڑے نکل جاتا ہوں یاد آتا ہی جب
تشنۂ خوں ہی گیا مجھ ناتوان کا تیر یار
ہو نہ اوس لیلیٰ وحشی کا دل دیوانہ محو

چاندنی میں یاں اثر ہے مرہم کافور کا
خشت بالیں کو سمجھتا ہوں میں انگور کا
عشق بازی کام ہے بیگار کی مزدور کا
آب ہو جاتا ہے شیرہ دانۂ انگور کا
گرم بازار جنون ہے مرہم کافور کا
گوشۂ دامن سے الجھا جھاڑ کب بلور کا
ٹھہرنا اچھا نہیں جب ہو ارادہ دور کا
موسم سرما گذرنا بے تکلف عور کا
گرسنہ مہمان پھرا جاتا ہی بے مقدور کا
بید مجنوں سے کہاں پیوند نخل طور کا

نی سبیل اللہ دو ساقی نے کی ہے خم خم / دست سائل میں پیالہ چاہیے بلور کا

آمد خط پر تو بوسہ کا نہ کر انکار یار / شام کو ملتا ہے روزینہ ہر اک مزدور کا

میرے یوسف سے زمین و آسمان کا فرق ہے / خاک کا پتلا ہے یوسف یار پتلا نور کا

یار کے دل میں کب اوس سے راہ پیدا ہو سکے / آہ میں میری ہے عالم گردن مغرور کا

ظرف پیدا کر جو چاہے شہرۂ آفاق ہو / نام اک عالم میں چینی سے ہوا فغفور کا

بوسۂ عناب لب کیجیے نہ عاشق سے عزیز / توڑنا اچھا نہیں ہے خاطر رنجور کا

غلغلہ حرف انا الحق کا ہے قلقل کی صدا / بادۂ وحدت کا شیشہ سینہ ہے منصور کا

اڑ کے آتش سے کہاں مضمون عالی جا سکے / شاہ تیر انداز کب چوکا نشانہ دور کا

صاف آئینہ سے رخسار ہے اوس دلبر کا / یہ خدا کا ہے بنایا تو وہ اسکندر کا

چشم مستانہ کی گردش میں تصور ہے جل / غفلت انجام ہے جب دور چلے ساغر کا

ولیہ چوٹ اوس رخ رنگین کے نظارے سے لگی / پھول سے صدمہ پہونچتا ہے مجھے پتھر کا

جوش وحشت ہے پے قطع تعلق متعرض / سنگ دیوانہ کو پابند نہ دیکھا در کا

قلب ماہیت ارباب صفا کھوتی ہے / عدم آب سے ارزان ہو بہا گوہر کا

عاشقون سے طلب بوسہ کہاں جاتی ہے / شور سے ہو نہ سکے ترک کبھی شکر کا

آفت جان ہے فرومایہ کو طاقت ہونا / چوب کو تیر کے ملتا ہے قیامت پر کا

چرخ کے پار گذر جاتی ہے آہ عاشق / سقف کو توڑتا ہے دود مرے مجمر کا

ہوا جو دن تو ہوا اوسکو پاس سوائی ۔۔۔ جو رات آئی تو پھر نیند کا بہانہ ہوا

تپوچھ حال مرا چوب خشک صحرا ہون ۔۔۔ لگا کے آگ مجھے کاروان روانہ ہوا

نگاہ ناز بتان سے جو چشم زخم بھی رکھ ۔۔۔ کسی کا یار نہین فتنۂ زمانہ ہوا

اثر کیا طپش دل نے آخر اوسکو بھی ۔۔۔ رقیب سے بھی مرا ذکر غائبانہ ہوا

ہوائے تند سے پیتا اگر کوئی کھڑکا ۔۔۔ سمند باد بہاری کا تازیانہ ہوا

زبان یار خموشی نے میری کھلوائی ۔۔۔ مین قفل بن کے کلید در خزانہ ہوا

کیا جو یار نے کچھ شغل برق اندازی ۔۔۔ چراغ زندگی خضر تک نشانہ ہوا

رہا ہے چاہ ذقن مین مرا دل وحشی ۔۔۔ کنوئین مین جنگلی کبوتر کا آشیانہ ہوا

خدا دراز کرے عمر چرخ نیلی کی ۔۔۔ یہ بیکسون کے مزار و نگاشامیانہ ہوا

نہین ہے مثل صدف مجھسا دوسرا کمبخت ۔۔۔ نصیب غیر مرے منہ کا آب و دانہ ہوا

حنائی ہاتھون سے چوٹی کو کھولتا ہی یار ۔۔۔ کہان سے پنجۂ مرجان حریف شانہ ہوا

دکھائی چشم غزالان نے حلقۂ زنجیر ۔۔۔ ہمین تو گوشۂ صحرا بھی قیدخانہ ہوا

ہمیشہ شام سے ہمسائے مرتے ہے آتش
ہمارا نالۂ دل گوش کو فسانہ ہوا

درد دل سے اسقدر کاہیدہ مین غمگین ہوا ۔۔۔ جسم زار آخر کو تار بستر و بالین ہوا

دل کو اپنے کر دیا نازک مزاجی نے حباب ۔۔۔ کاہ کا سایہ بھی ہمپر کوہ سے سنگین ہوا

اپنے خون کی بو ہمین آتی ہی تجھسے اے نسیم ۔۔۔ ہاتھ مہندی سے کسی محبوب کا رنگین ہوا

حنا کا رنگ بھی ہوا جس نازک طبیعت پر / بھلا پہنے وہ کیونکر پاؤن مین جراب کا جوڑا

شب فرقت مین کافر ہون جو میری آنکھ جھپکی ہو / عبث بہتان غش نے آکے مجھپر خواب کا جوڑا

لگاؤن ماہ کے سر پر اگر ہاتھ آئے لے آتش
ستارون کا وہ پائے مہر عالمتاب کا جوڑا

آنکھیں عاشق کو نہ تو اے گل رعنا دکھلا / تیلیون کا کسی نادان کو تماشا دکھلا

یار کی آنکھ سے تو آنکھ ملائی تو نے / گردش چشم بھی اے نرگس شہلا دکھلا

آسمان اور زمین کا ہے تفاوت ہر چند / اے صنم دور ہی سے چاند سا مکھڑا دکھلا

اے جنون تجھسے مری آنکھ جھپکنے کی نہین / قید خانہ تو دکھایا اب مجھے صحرا دکھلا

قلزم عشق مین کبتک رہون اے حسن تباہ / لب دریا جو نہین تو تہ دریا دکھلا

چوٹی اس حور کی ایڑی سے بھی بڑھنے لگی / صبح محشر بھی پھر اب اے شب یلدا دکھلا

باغبان کون سی صورت مرے جی لگنے کی / ایک تو مجھکو قد یار کا بوٹا دکھلا

ایک مدت سے ہون آفت طلب اے گردش چرخ / کوئی معشوق مجھے آگ بگولا دکھلا

کالے کوسون نظر آتی ہے ولا منزل گور / آہ کا ابلق ایام کو کوڑا دکھلا

عاشقون سے ترے کرتا ہے نہایت گرمی / روے خورشید قیامت کا تماشا دکھلا

دھیان آتا ہے جو چوٹی کا کسی کافر کے / کہتی ہے فکر رسا باندھکے جوڑا دکھلا

چرخ نیلی ہے بہت اپنی شفق پر نازان / لب لعل آن کے تو بھی کفک پا دکھلا

بندہ شاہ نجف آتش دلخستہ ہے / یا الٰہی اسے اب مرقد مولا دکھلا

نہین کچھ امتیاز اس عشق کو گم نام و نامی کا
یہ لکھوا تا ہی خط مولا سے بندہ کی غلامی کا

لہو کا اپنے شل کو ہکن مین آپ پیاسا ہون
فرہ پڑتا نہ مجھکو کاش اس شیرین کلامی کا

بلا سے مجھکو ایذا ہو برائے جوش جنون ہو نہ بچے
زبان خار صحرا کو نہ صدمہ تشنہ کامی کا

گیا گو جان سے مین آے سوز غم پر شکر کرتا ہون
کباب دل مین تو نے نقص تو رکھا خامی کا

گلوی نالہ کو کرتا ہون تہ تیغ خاموشی
مبادا بار خاطر ہو کسی طبع گرامی کا

تعاقب کچھ سمجھکر بھی کسی کا کوئی کرتا ہی
نہ تھا اندیشہ اے فرعون تجھے موسی کی حامی کا

حلاوت کچھ تو ہے جو دیکے اپنی جان شیرین کو
مزہ چکھتے ہین مردم جانکنی کی تلخ کامی کا

شکار اپنے ہمائے حسن کا شاید وہ کھیلے گا
پہنتا ہے مرا صیاد پیراہن دوامی کا

بسر ہو جائیگی کس کے سایہ مین فقیرونکی
مبارک اہل دولت کو ہو تمگیرہ تمامی کا

ابھی سیف زبان سے تو ہمین کار ذوالفقار آتش
کوئی کافر جو منکر ہو مری معجز کلامی کا

جذبہ دل سے کمال کہربا ہو جائیگا
سبزۂ بیگانہ اپنا آشنا ہو جائیگا

جو قناعت کے مزے سے آشنا ہو جائیگا
بھیک کا کاسہ اسے دست دعا ہو جائیگا

تیرے کشتون سے جو صورت آشنا ہو جائیگا
زندگی سے دم مسیحا کا خفا ہو جائیگا

حالت اوسکی اور میرے ہتھوا آنکی ایک ہے
شمع کافوری کا پروانہ ہما ہو جائیگا

پیس ڈالا دل کو خال عنبرین یار نے
کیا سمجھتا تھا مین دانہ آسیا ہو جائیگا

کیمیا ہے مہربانی صاحب تاثیر کی
مس کیا پارس نے جب آہن طلا ہو جائیگا

خوف نافہمی مردم سے مجھے آتا ہے
گاو خر ہونے لگے صورت انسان پیدا

روح کی طرح سے داخل ہو جو دیوانہ ہے
جسم خاکی سمجھ اوسکو جو ہو زندان پیدا

سمجھا ہون کہ اگر شہر ہے اقلیم عدم
دیکھتا ہون جسے ہوتا ہے وہ عریان پیدا

اک گل ایسا نہین ہووے نہ خزان جسکی بہار
کون سے وقت ہوا تھا یہ گلستان پیدا

مقطع

ہو جدا اسکی ہے سیہ روزی ہماری آتش
ہم نہ ہوتے تو نہ ہوتی شب ہجران پیدا

اُسکے کوچے مین مسیحا ہر سحر جاتا رہا
بے اجل وان ایک دو ہر رات مر جاتا رہا

کوے جانان مین بھی اب اسکا پتا ملتا نہین
دل مرا گھبرا کے کیا جانے کدھر جاتا رہا

جانب کہسار جا نکلا جو مین تو کوہ کن
اپنا تیشہ میرے سر سے مار کر جاتا رہا

نے کشش معشوق مین پاتا ہون نے عاشق مین جذب
کیا بلا آئی محبت کا اثر جاتا رہا

واہ رے اندھیر بہر روشنی شہر مصر
دیدۂ یعقوب سے نور نظر جاتا رہا

تشنہ ہی مین یا الٰہی کشتون کو موت دے
کہا گہر کی قدر جب آب گہر جاتا رہا

اک نہ اک مونس کی فرقت کا فلک نے غم دیا
درد دل پیدا ہوا درد جگر جاتا رہا

حسن کھو کر آشنا ہم سے ہوا وہ نونہال
پہونچے جب زیر شجر ہم جب ثمر جاتا رہا

رنج دنیا سے فراغ ایذا دہندون کو نہین
کب تپ شیر اتری کسدن درد سر جاتا رہا

فاتحہ پڑھنے کو آئے قبر آتش پر نہ یار
دو ہی دن مین پاس الفت اسقدر جاتا رہا

کلیات آتش ۳۳

ہماری قبر سے شاید کہ بوے شیر آتی ہے — وگرنہ یار کا گھوڑا تو ہاتھی سے نہین ٹھٹکا

سمجھ لیتے ہین مطلب اپنے اپنے طور پر سامع
اثر رکھتی ہے آتش کی غزل مجذوب کی بڑ کا

ہے جب سے دستِ یار مین ساغر شراب کا — کوڑے کا ہو گیا ہے کٹورا گلاب کا

صیاد نے تسلی بلبل کے واسطے — کنجِ قفس مین حوض بھرا ہے گلاب کا

دریای خون کیا ہے تری تیغ نے رواں — حاصل ہوا ہے رتبہ سرونکو حباب کا

جو سطر ہے وہ گیسوے حورِ بہشت ہے — خال پری ہے نقطہ ہماری کتاب کا

نو آسمان ہین صفحۂ اول کے نو لغت — کونین اک دو ورقہ ہی اپنی کتاب کا

اے موج بے لحاظ سمجھکر مٹائیو — دریا بھی ہے اسیر طلسم حباب کا

بچھوائیے نہ چاندنی مین بام پر پلنگ — منحوس ہے قران مہ و آفتاب کا

اک ترک شہسوار کی دیوانی روح ہی — زنجیر مین ہمارے ہو لوہا رکاب کا

حسن و جمال سے ہی زمانہ مین روشنی — شب ماہتاب کی ہی تو روز آفتاب کا

اللہ رے ہمارا تکلف شب وصال — روغن کے بدلے عطر جلایا گلاب کا

مسجد مین سجدہ مین مجھے نشہ ہے گیا — بوے شراب جادہ تھی راہِ ثواب کا

انصاف سی وہ زمزمہ ہیرا اگر سنے — دم بند ہو وے طوطی حاضر جواب کا

الفت جو زلف سے ہی دل داغدار کو — طاؤس کو یہ عشق نہ ہوگا سحاب کا

مخمور جو ہوا عرقِ رخ سی وہ ذقن — مضمون مل گیا مجھے چاہِ گلاب کا

آنکھوں مین تیرے چاہنے والونکے داغ ہے	شبنم پسند ہووےگا حسن آفتاب کا
دو نعمتین بہیری ہین مین ہون فقیر مست	اک نان خشک ایک پیالہ شراب کا
اندیشہ گفتگوے نکیرین کا نہین	رد کردہ ہے سوال ہمارے جواب کا
چاہے شکست جہل تو تحصیل علم کر	وابستہ طلسم ہے لوح کتاب کا
بے معنی شعر مین نے کسی کا سنا نہین	او سے ہوا یقین مجھے بیت خراب کا
اُس ترک تک پہونچنے کی تدبیر ہے یہی	تعویذ خط ہے بازوے مرغ کتاب کا
حد سے نکل چلا ہے بہت سرمہ پونچھیے	لگتا ہے داغ سوے مژہ کو خضاب کا
خورشید حشر کا جو کسی نے کیا ہے ذکر	دکھلا دیا ہے یار نے چہرہ عتاب کا
دیکھے جو تیرے دست حنائی کی رنگ کو	شرمندگی سے رنگ ہوا نیلا شراب کا
دریا مین غسل کے لئے اترا جو وہ صنم	ناقوس مچھلیون نے بجایا حباب کا
جو چاہین لکھ لین کاتب اعمال چار زن	دیکھونگا روز حشر مین کاغذ حساب کا
بیخود ہو سُنکے مدعی شور و شر پسند	افسانہ اپنا شعر ہے فتنے کے خواب کا

آتش کی التجا ہے یہی تم سے یا علی
صدمہ نہ ہو فشار لحد کے عذاب کا

چمن مین شب کو جو وہ شوخ بے نقاب آیا	یقین ہو گیا شبنم کو آفتاب آیا

رونے کے بدلے حال پہ اپنے ہنسا کئی
پردا اٹھا ہوا نہ فاش ہمارے ملال کا

دکھلایا بے نقاب جسے بندہ ہو گیا
وہ روے سادہ نقش ہے صنع کمال کا

کرتی ہے بیان زبان کمر یار مین کلام
معدوم ہے جواب ہمارے سوال کا

آتش لحد سے اٹھونگا کہتا یہ روز حشر
مشتاق ہون مین یار کے حسن و جمال کا

اس ترک کی ثنا مین جو حرف رقم ہوا
خنجر زبان بن گئی نیزہ قلم ہوا

گستاخ ہاتھ گردن دلبر مین خم ہوا
حد ادب سے شوق کا باہر قدم ہوا

نے یار بلغ خانہ بیمار ہو گیا
پھولا جو غنچہ مین نے یہ سمجھا درم ہوا

پیدا کی رفتہ رفتہ رسائی کمر تلک
گیسوئے یار جادۂ راہ عدم ہوا

اقلیم فقر سایہ نے اسکے کیا خراب
منحوس چند سے بھی ہما کا قدم ہوا

یاد آیا طوف کعبہ مین ہندوستان مجھے
کوئے بتان کا سایہ لباس حرم ہوا

بڑا ہمارے قتل کا کیونکر اٹھاؤ گے
کسکر کمر بندھی ہے تو ورد ستم ہوا

وقت اخیر جذبۂ دل کھینچ لائیگا
دیکھین گے روے یار جو آنکھون میں دم ہوا

ٹوٹے ہین لاکھ شیشۂ تیزاب ہر قدم
کانٹون پہ آبلون سے ہماری ستم ہوا

دنیا مین نیک سے ہی فزون بد کا اعتبار
کیا کیا گران نہ شہد سے قیمت مین سم ہوا

شغل تصرف آج کس اہل نظر کو ہے
ہر آئنہ سکندر رہا ہر جام جم ہوا

نقش دوئی مٹا کے بنا گھر خدا کا دل
کعبہ ہوا خراب جو بیت الصنم ہوا

اہل زمین سے صاف کہان آسمان ہوا — کس ذرّہ برج ماہ ہے فرش کتان ہوا

معدوم داغ عشق کا دل سے نشان ہوا — افسوس بے چراغ ہمارا مکان ہوا

دو ٹکڑے ایک وار مین خود حباب ہے — گرداب موج تیغ کو سنگ فسان ہوا

دیکھا جو مین نے اسکو سمندر کی آنکھ سے — گلزار آگ ہو گئی سنبل دھوان ہوا

ملتا نہین دماغ ہی گیسوے یار کا — کچھ ان دنون مین مشک کا سودا گران ہوا

خوش چشمون کے فراق مین کھائے پیچ و تاب — شاخ غزال اپنا ہر اک استخوان ہوا

سختی راہ عشق سے واقف ہوئی نہ پاؤن — جوش جنون مرے لئے تخت روان ہوا

انبوہ عاشقان سے ہوا حسن کو غرور — کثرت سے مشتری کی یہ سوداگران ہوا

پیوند خاک ہو گئے اک بت کی راہ مین — پتھر ہماری قبر کا سنگ نشان ہوا

پھینکا گیا نہ پیر فلک نعل کی طرح — کوئی نہ طفل اشک ہمارا جوان ہوا

تو دیکھنے گیا لب دریا جو چاندنی — استادہ تجھکو دیکھ کے آب روان ہوا

انسان کو چاہئے کہ نہ ہو ناگوار طبع — سمجھے سبک اُسے جو کسی پر گران ہوا

اُس گل سے عرض حال کی حسرت ہی رہ گئی — کانٹے پڑے زبان مین جو بلبل بیان ہوا

اللہ کے کرم سے بتون کو کیا مطیع — زیر نگین قلمرو ہندوستان ہوا

انصاف مین نے عالم اسباب مین کیا — بیتوائی چاندنی جو میسر کتان ہوا

گردش نے اُسکی سرمہ کیا اپنا استخوان — چکی ہمارے سینے کو آسمان ہوا

قاتل کی تیغ سے رہ ملک عدم ملی — آہن ہمارے واسطے سنگ نشان ہوا

ایک عالم سے رسا سنتا ہوں میں مجنون اُسے
میری گردش تک ترے گیسو کا حلقہ آئیگا

سرد ہو ویگا یہ ہنگامہ نہیں رہنے کا گرم
آتش گل دامن بادِ صبا بھڑکائیگا

چار دیوار عناصر کی ہے وسعت اسقدر
شش جہت کو تنگ کر دیگا جو وسعت پائیگا

عرش ہے اُس بادشاہِ حسن کا تختِ رواں
وہ صنم کوتل کبود چرخ کو دوڑائیگا

بعد مُردن بھی رہیگا زلفِ مشکین کا بیان
گور مین بھی میرے سر کے ساتھ سودا جائیگا

خم لگا دے مُنہ سے ساقی لب تر ہو دین کے
مجھسے دریا نوش کو کیا کشتیٔ مے لائیگا

اپنی زلفون کے اُلجھنے سے خفا وہ شوخ ہے
جس نے سیدھی بات کی اُلٹا اُسے لٹکائیگا

مجھ قدح کش سے بخار دل بھی ہوتا ہے شریک
اک نہ اک دن ابرِ آبِ آتشین برسائیگا

یہ صدا آئی مجھے دیوانے کی زنجیر سے
امن چاہے تو دیارِ بیخودی مین پائیگا

آستانِ یار سے اُٹھنے کا قصد آتش نہ کر
چھوڑ کر اس کو سرِ دیوار سے ٹکرائیگا

عیسیٰ سے نالۂ دردِ دل کی خبر نہ کرتا
ذکر درونِ خانہ بیرون در نہ کرتا

دربانِ یار مجھپر شفقت اگر نہ کرتا
دیوار پھاند جاتا مین در گذر نہ کرتا

زرگر نگین سے ہرگز پیوندِ زر نہ کرتا
اسمِ مبارک اسکا جو نامور نہ کرتا

تلوار کو اگر تو زیبِ کمر نہ کرتا
قاتل اُدھر کی دُنیا کوئی اودھر نہ کرتا

حُسن اُسکو پیشِ خدمت اپنا اگر نہ کرتا
خط عاشقون کے دل کو زیر و زبر نہ کرتا

اے آفتابِ محشر آنکھون سے گر گیا تو
مُنہ پھیرتا جدھر سے پھر مُنہ اودھر نہ کرتا

واہ رے لوہے کبھی سان کے اوپر چڑھے
تیغ ابرو نہ گئی خنجر مژگان نہ گیا

ہمرہی روح روان کی تن خاکی نے نہ کی
ساتھ یوسف کے زمانہ سے یہ زندان نہ گیا

صبح کی شام نظارہ مین رخ روشن کے
رات بھر گھر سے ہمارے مہ تابان نہ گیا

اور طرح کے پہونچا مدد جوش جنون سے وان تک
پاؤن سے اپنے مین دیوانہ بیابان نہ گیا

روز و شب زلف و رخ یار کا افسانہ رہا
ذکر صبح وطن و شام غریبان نہ گیا

مرغ بسمل کی طرح رقص کرینگے طاؤس
چار دن اور اگر ابر گلستان نہ گیا

کون سے دل مین نہین یار ترے عشق کا نشتر
کس قلمرو مین شہ حسن کا فرمان نہ گیا

صادق القول نہین دوسرا مجھسا مے کش
شیشہ سے عہد تو پیمانہ سے پیمان نہ گیا

کون سے شانہ کا سینہ نہ کیا زلف نے چاک
کون سا آئینہ اُس حسن کا حیران نہ گیا

خاک پا تو نے نہ اُس عیسی نفس کی چھڑکی
باغبان نرگس گلزار کا یرقان نہ گیا

مجھسا غم دوست نہو دیگا کوئی دنیا مین
کونسی مجلس ماتم مین مین مہمان نہ گیا

اے شرر ہون مقر آتش قدمی کا تیری
کوئی دنیا سے تری طرح گریزان نہ گیا

پھوٹ کر آبلون نے خشک زبانین تر کین
تم سے شرمندہ مین اے خار مغیلان نہ گیا

عاشق اُس غیرت بلقیس کا ہون اے آتش
بام تک جسکے کبھی مرغ سلیمان نہ گیا

حال زار اپنا فنا کے بعد بھی روشن رہا
زرد رو ژولیدہ ہمارا سبزۂ مدفن رہا

مردہ سے بدتر زبس احوال مجھ مجنون کا تھا
خانۂ زنجیر مین دن رات اک شیون رہا

کلیات آتش ۴۳

حنا دیکھی تو بیس چشم تیرے دست نازک تھے	تری انگشتری یاد آئی جب نام نگین آیا
مبارک گلستان نے کی گلستان ہند کو ہو وین	جہاز و ہمین فرنگستان سے آب آتشین آیا
نہ گھبرا جارونکے واسطے ای روح قالب مین	گیا جب اس مکان سے پھر نہین اسکا مکین آیا
نہایت تشنہ دیدار ہین خوب اسکو جو سین گے	اگر اپنے لبون تک کوئی لعل آتشین آیا
یہ جنس دل مقرر اک نظر اسکو دکھا دینگے	جو کوئی مشتری بازار عالم مین کہین آیا
مشقت سی مشقت کی ہی آہ عشق مین ہمنے	پسینا پاؤن کا کس وزیان سر تک نہین آیا
نچھوڑیگا کسی کو آسمان سب کو زمین بھیجے	سمجھ زیر زمین اسکو جو بالای زمین آیا
سگ کوے شکار اوسکا بتان خوش نگہ کرکے	نہ شہر ہند تک زندہ کوئی آہوی چین آیا
گریبان تک بھی ان سے جنون ہو نہا اسکا	لغل سے ہو کے دامن تک جو کچھا آستین آیا
مری آنکھون سے اس آئینہ کی صورت نہ دیکھیگا	کھلے گی حسن کی قلعی جو کوئی تیغ بین آیا
مصور کو تری تصویر کا سودا سیا رکھا ہو	مقام گیسوی مشکین و خال عنبرین آیا

رجوع اپنے دل روشن سے کر آتش جو مضطر ہے
گیا خرم جب اس درگاہ مین اندوہگین آیا

عدم سے جانب ہستی جوان تجھسا نہین آیا	بہ پشت اسپ تک تیری سواری کو نہ زین آیا
کیا شکرانہ آب بقا سیکر دسے ہم نے	جو اس ظلمت سرا مین اپنے تک آب آتشین آیا
غنیمت جان اہل نقش عشق یار جانی کو	شرف ہے اس مکان کا جسمین مہمان حسین آیا
کبھی قسمت کے لکھے سے زیادہ لکھ نہین سکتا	وہ نادان ہے جسے خوف کراما کاتبین آیا

وہ دہن ہون نہ نکلا حرفِ غرور ‖ وہ زبان ہون نہ جس سے لاف ہوا

گر د اس کوچے کے پھرا آتش
حاجی سے کعبہ کا طواف ہوا

پیری نے قدِ راست کو اپنے نگون کیا ‖ محراب قصرِ تن کا ہمارے ستون کیا

جامہ سے جسم کے بھی مین دیوانہ تنگ ہون ‖ اکی بہار مین اُسے نذرِ جنون کیا

دیوانے تیرے یون تو ہزارون ہین اے پری ‖ شیشہ مین جسنے تجھکو اُتارا افسون کیا

مجھ صوفی کے جو نعرہ سے حال اسکو آگیا ‖ مطرب نے ٹکڑے سر سے مرے ارغنون کیا

کس کس نگاہ ناز سے دیکھا مری طرف ‖ کیا کیا نہ چشم یار نے مجھ پر فسون کیا

گرگ بغل کو پہلو مین دل کی طرح رکھا ‖ یوسف سے بھی عزیز اُسے ہم نے فزون کیا

آرایش اہلِ حسن کی جادو سے کم نہین ‖ نے تیغ تیرے دستِ نگارین نے خون کیا

آئی بہار کپڑے لگا پھاڑنے جنون ‖ عامل نے سالِ حال کا اپنے شگون کیا

فرہاد سر کو پھوڑ کے تیشہ سے مر گیا ‖ شیرین نے ناپسند مگر بے ستون کیا

دریا بہا شراب کا بے یار رات بھر ‖ مثلِ حباب کاسۂ مے واژگون کیا

مضمون بند ہا نہ ہم سے کبھی مر لکے داغ کا ‖ بیرون لبِ زبان سے نہ سوزِ درون کیا

جوہر وہ کونسا ہے جو انسان مین نہین ‖ دیکر خدا نے عقل اُسے ذوفنون کیا

کیا کیا نہ داغ مجھکو دئے شوقِ بوسہ نے ‖ کیفِ شراب نے جو وہ رخ لالہ گون کیا

آنکھون سے جا ری اشک ٹپکنے لگا لہو ‖ آتش جگر کو دل کی مصیبت نے خون کیا

راہ دے صورتِ موجِ گئی ہمین بحرِ ہستی
زیرِ دیوار ہمین ہم بام کے اوپر وہ ماہ
بحرِ ہستی مین یہ طوفان ہے عدم چھٹنے سے
صبحِ محشر بھی نہون خواب لحد سے بیدار

کشتی دل سے نہ ہوویگا گذارا اپنا
ہم زمین پر ہین فلک پر ہی ستارا اپنا
غوطہ کھلواتا ہے ساحل سے کنارا اپنا
منہ نہ دکھلائے ہمین عمرِ دوبارا اپنا

سالہا سال سے تحصیلِ سخن ہے آتش
اس قلمرو مین ہے مدت سے اجارا اپنا

ایسی وحشت نہین دل کو کہ سنبھل جاؤنگا
وہ نہین ہون کہ رکھائی سی جو ٹل جاؤنگا
شامِ ہجران کسی صورت سے نہین ہوتی صبح
کھینچکر تیغ کمر سے کسے دکھلاتے ہو
شبِ ہجر اپنی سیاہی کسے دکھلاتی ہے
کوچۂ یار کا سودا ہے مرے سر کیسا تھا
ضبطِ بیتابیِ دل کی نہین طاقت باقی
طالعِ بد کے اثر سے یہ یقین ہے مجھکو
چار دن زیست کے گذرینگے تاسف مین مجھے
شعلۂ دل ہون کو دکھاؤ نہ مجھے اے آنکھو
چھلے گل کھانے کو ہوتے نہین غنایت مجھکو

صورتِ پیرہنِ تنگ نکل جاؤنگا
آج جانا تھا تو ضد سے تری کل جاؤنگا
منہ چھپا کر مین اندھیرے مین نکل جاؤنگا
نافِ معشوق نہین ہون جو مین ٹل جاؤنگا
کچھ مین لڑکا تو نہین ہون کہ دہل جاؤنگا
پانوٗن تھک تھک کے ہلانا ہون کہ کستل جاؤنگا
کوہِ صبر اب یہ صدا دیتا ہے ٹل جاؤنگا
تیری حسرت ہی مین اے حسنِ عمل جاؤنگا
حالِ دل پہ کفِ افسوس مین مل جاؤنگا
موم سے نرم مرا دل ہے پگھل جاؤنگا
گرمیان ہین جو یہی آپ کی جل جاؤنگا

ہوا سر دے تو سودا دی تری زلف پریشان کا
جگر خون ہاں کھا کر کرے جلے لعل بدخشان کا
دل صد پارہ کو سودا ہی اک گیسوی پیچان کا
خدائی بخت کے عشق نے اسمین جگہ کی ہے
دل اسکا ہے خیال یار اگر تشریف فرما ہو
فتیلہ اسکا اسکی ناک مین دیتا ہون مجنون
خیال تن پرستی چھوڑ فکر حق پرستی کر
شب مہتاب مین منہ دیکھ کر دہ شوخ سوتا ہی
کہان جاتی ہی یہ ہر چند بھاگے شوق تیر کے
خوشا حال اسکا امداد جنون سے جو برہنہ ہے
جمال یار نے جو نقش اپنا اسمین بٹھلایا
معطل ہین اطبا سنکے بیمار اچھے ہوتے ہین
جبین پر اپنے افشا انکو جو اس محبوب نے چھڑکا
پھرے رہتے ہین مشتاقون سے اپنے آجکل وہ بھی
ملال آیا ادھر اسکو فنا تھا دم ادھر اپنا
رخ روشن ترا جو دیکھتا ہی وہ یہ کہتا ہے
زبان سے اسکے افسانہ دہان یار کا سنتے

جو آنکھیں ہون تو نظارہ ہو ایسے سنبلستان کا
ملو مہندی جو پھیرا چاہتے ہو منہ مرجان کا
نگہبان افعی مسکین ہے اس گنج شہیدان کا
نگین دل پر اپنے نقش ہے مہر سلیمان کا
قدم آنکھوں سے اور پر سر کے اوپر ایسے مہمان کا
مری دیوانگی دم بند کرتی ہے پری خان کا
نشان رہتا نہین ہے نام رہجاتا ہی انسان کا
ستارہ آج کل چمکا ہوا ہی ماہ تابان کا
ہمین آگے ہین جب پیچھا کیا عمر گریزان کا
گریبان گیر ہی کوئی نہ اپنے دامن عریان کا
دل مشتاق پر عالم ہوا یوسف کے زندان کا
فسانہ تیرے عناب لب و سیب زنخدان کا
کتابی نقشے نے چہرہ دکھایا لوح قرآن کا
ان آنکھوں پر بھی سایہ پڑگیا برگشتہ مژگان کا
بلا سے جان خفا ہوتا ہی جوش اسلوب انسان کا
سحر کو کوئی منہ دیکھے تو ایسے مہر تابان کا
پیمبر سا کوئی ہوتا جو واقف راز پنہان کا

کلیات آتش ۴۷

باغ طلسم چہرۂ رنگیں ہے یار کا
رہتا ہے چار فصل میں موسم بہار کا

داماں زین چھوا ہے جو اس شہسوار کا
ہے عرش پر دماغ ہمارے غبار کا

سودا ہوا ہے مرغ جنوں کے شکار کا
پھندا بنا رہا ہوں گریباں کے تار کا

اس بادشاہ حسن کے در کا فقیر ہوں
ظل ہما سواد ہے جس کے دیار کا

پیری میں داغ عشق نہ کیوں کر عزیز ہو
بے فصل کا ثمر ہے یہ گل بے بہار کا

وعدہ خلاف یار سے کہیو پیام بر
آنکھوں کو روگ دے گئے ہوا انتظار کا

آتی ہے مجھکو شہر خموشاں سے یہ صدا
تاریکی لحد ہے سواد اس دیار کا

فصل بہار آئی کہیں قطع ہو چکے
دامن سے سلسلہ یہ گریباں کے تار کا

دست علی کی ضرب کا جنبش میں ہے اثر
ان ابرؤں میں معجزہ ہے ذوالفقار کا

بعد فنا ہے کوچۂ گیسو کی جستجو
سودا تو دیکھیو مرے مشت غبار کا

چلتی رہی چھری تری اے ترک صید پر
فوارہ چھوٹتا رہے خون شکار کا

گیسو نے قرب آئینہ رو سے یار سے
ڈانڈا ملا دیا ہے حلب سے تتار کا

پیچھے نہ پاؤں معرکۂ عشق سے ہٹے
تلوار کھا کے بوسہ لیا دست یار کا

باز آئینگے نہ مر کے بھی صورت کے عشق سے
آئینہ سنگ ہوگا ہمارے مزار کا

پھندے میں زلف یار کے جب سے پھنسا ہے دل
دیتا ہے صدمہ روح کو صیدہ شکار کا

آتش یہ کسکی چاہ کا دم مارتے ہو تم
وہ دلربا ہے دشمن جان دوستدار کا

…ے پری پیکر نہ جبتک مین ترا دیوانہ تھا | یہ جو روشن ہے چراغ حسن بے پروانہ تھا
…ن عالمگیر چھپ سکتا چھپائے سے نہین | پردہ مین کوچہ و بازار مین افسانہ تھا
…ٹھتے ہی تیرے دگرگون ہوگیا رنگ نشاط | جام خالی میکدہ مین سنگ ماتم خانہ تھا
…ہ رے انداز و ناز اللہ رے کبر و غرور | جان یان جاتی رہی وان ناز معشوقانہ تھا
…حکل سے سلسلہ مہر و محبت کا نہین | عالم ارواح مین میرے ترے یارانہ تھا
…یند اڑ جاتی جو سنتا یار میرا حال دل | خواب شیرین تلخ کر دیتا یہ وہ افسانہ تھا
…نت علم عشق کے قابل نتھا دو نہین ایک | کوہکن بے غیر تھا مجنون خبطی تھا دیوانہ تھا
…دلہے گوش تک سننی کو آجاتی ہے جان | کس قدر دلچسپ حسن یار کا افسانہ تھا
…ل پر اپنے توجہ کی نظر تھی جن دنون | آفتاب ذرہ پرور جلوۂ جانانہ تھا
…ہر جام جہان بین سنکے یہ روشن ہوا | بادۂ نیرنگ سے لبریز اک پیمانہ تھا
…ل لب دو نون تھے اے محبوب لعل شب چراغ | دانت تھا جو تیرے منہ مین گوہر یکدانہ تھا
…شق ناوک فگنی کرتا تھا جب وہ شمع رو | سیکڑون ہی تودۂ خاکستر پروانہ تھا
…صحف رو حقیقت کی تلاوت سے کھلا | عشق معشوق مجازی ابجد طفلانہ تھا
…تا کیا تعریف تیرے میکدہ کی کیا کرون | ساتھ کیفیت کے تھا لبریز جو پیمانہ تھا
…بسکہ رکھتا تھا ہر اک انمین سے ہیرے کی چمک | جوہرون سے خنجر قاتل جواہر خانہ تھا
…ادہ ری نیرنگ سازی طلسم زندگی | محویت آنکھین تھین دل اللہ کا دیوانہ تھا
…سایۂ بال ہما سے سرفرازی تھی حصول | پادشاہ دخت زلفون مین تمہارے شانہ تھا

زبان سے اپنی تعریف اپنی آنکھونکی ہو کرتے ہین
لب معجز بیان سے سنتے ہین افسانہ افسون کا

کہن سالی مین بھی الفت وہی ہے نوجوانونکی
وہی عشق آجتک ہے مجھکو حسن روز افزون کا

زوال حسن مین تو لوٹ لیتے دیجے کیفیت
بہار آخر ہے چلتا دور ہے صہبای گلگون کا

لب جان بخش کی جنبش سے ایما ہے ان آنکھون سے
تمھارے اور اپنے فرق ہے اعجاز و افسون کا

نگہ میری نہین مد نظر پر غیر کے پڑتی
وہ شاعر ہون نہین جو آشنا بیگانہ مضمون کا

قرار و سکو نہین آتا ہماری بیقراری سے
زمانہ آئینہ ہے اپنے احوال دگرگون کا

سیہ شوخی سے اپنی ہو کے منہدی اس پری کی
حنا پیدا کریگی رنگ مجھ سودائی کے خون کا

تلاش ہی تو گل خندان ہے تیری جسقدر مجھکو
نہ ہوگا اسقدر شاعر بھی جویا تازہ مضمون کا

بنایا صبح سے تا شام ان کو آئینہ رکھکر
بلا سے اسمین سودائی ہو کوئی زلف شبگون کا

محبت ہوتی ہے معشوق کو بھی عشق کامل سے
زمین مین ساتھ قارون کے گڑا ہے گنج قارونکا

نشاط و عیش کا سامان ہے تجھ بن مرگ کا سامان
صدای چنگ گویا تیر ہے آوازہ قانون کا

چمن کی سیر کو خورشید سے پہلے وہ ترک آوے
نسیم صبح سے آگے قدم ہو اُسکے گلگون کا

نہایت دل مرا دیدار کا قاتل کے بھوکا ہے
قضا دکھلا چکی منہ مجھکو میری تشنہ خون کا

گھلاوے ہڈیان سوز فراق یار جب چاہے
سگ لیلی کا حق ہے استخوان ہے جو کہ مجنون کا

بنایا ہے زبس حکمت سے اپنی دست قدرت نے
وہ رخ جوش صفا سے رشک ہے قلب فلاطون کا

جنون بیچل عدم کو یان بھی گھبراتا ہے دل اپنا
کیا ہے تنگ وحشت نے ہماری عرصہ ہامون کا

مزا ملتا نہین مفت سے اپنی بدنصیبون کو
نہ دیکھا لالہ داغی کو اک دن نشہ افیون کا

منزلِ مقصود دکھلاوے گی توفیقِ ازل
دوست دشمن ہوگئے ہمراہ رہزن ہو جائیگا
یار مہمان ہوگا آخر وصل کی شب ہی سہی
خانۂ شادی مرا بیت الحزن ہو جائیگا

بعد مردن بھی رہیگا شوقِ عریانی مجھے
ہمکنار اکدن مری تمثال ہوگے یار سے
پھاڑ کر پیوند مین مجنون کرونگا ہر برس
چشم کے چشمون مین انکا اتفاق اچھا نہین
موت کے آنیکی ہوگی اسقدر شادی مجھے
روے بت پر آنکھ میری طرح رغبت کی ڈال
سکۂ داغِ وفا اکدن مرے کام آئینگے
مدعی کیا تشنۂ دیدار ہوویںگے ترے
چار دن ہی گرم بازارِ شباب اے نونہال
شاعرون کے کہنے پر اترا نہ اے گیسوے یار
خط کے آنے کی خبر بھی روے رنگین کسے
دخترِ رز ہوگی حلقے مین ہمارے بے نقاب
دم فنا اپنا کریگا کوہکن سر پھوڑ کر
ہر گھڑی ہر دم ترقی ہے جمالِ یار کو
وجد ہوگا ہر شجر کو دیکھکر اسکی بہار
دم مین دم جبتک ہے گھٹنے کا نہین تارِ سخن
قفلِ بے مفتاح کا عالم کریگی خامشی

روح کو جسمِ مثالی پیرہن ہو جائیگا
آئینہ جوشِ صفا سے وہ بدن ہو جائیگا
پیرہن درویش کا دلقِ کہن ہو جائیگا
اشک کے قطرون سے دریا موجزن ہو جائیگا
پھٹ کے اوتریگا شکنجہ پیرہن ہو جائیگا
سامنا قصاب کا اے برہمن ہو جائیگا
عشق کے بازار مین ان کا چلن ہو جائیگا
آبِ زہرہ دیکھکر چاہِ ذقن ہو جائیگا
کوڑیون کے مول سیبِ ذقن ہو جائیگا
عنبرِ سارا نہ تو مشکِ ختن ہو جائیگا
کیا سمجھتا تھا مین خارستان چمن ہو جائیگا
خلوتی کو اشتیاقِ انجمن ہو جائیگا
غمزۂ شیرین قریبِ پیرزن ہو جائیگا
روح سے بہتر لطافت مین بدن ہو جائیگا
لالۂ غربت مرا داغِ وطن ہو جائیگا
سیر اسکے اتفاقِ روح و تن ہو جائیگا
مثلِ ماہی بے زبان اپنا دہن ہو جائیگا

یری نے دیا ہے رتبہ اعلی بادشاہی ہر
آیا زخمِ دل نہ چونسے سی یارِ جانی کے
اہ زہر آلودہ سے ان کا یہ اشارہ ہے
ے ورگی فقیری کو شرف ہی بادشاہی کا
افسوس مل کر گریبان چاک کرتا ہون
و باقی کیا ہے شوق نے اس کعبہ کو کر کے

دو عالم مین مرا دل ہی جہانمین جام ہی جم کا
تھا معلوم شہدِ لب اثر رکھتا ہی مرہم کا
کہان تریاق سے تصفیہ ہو سکتا ہی اس سم کا
گواہ اس قول کا ہی حال ابراہیم ادہم کا
خیال آتا ہے اے رشکِ پری جب تیری محرم کا
ہمارے دیدۂ تر پر ہے عالم چاہِ زمزم کا

زبان پاک اگر پیدا کرے انسان اے آتش
ہر اک نام الٰہی مین اثر ہے اسمِ اعظم کا

رگئے پر نہ اثر حبِ شفا کا دیکھا
رے پھرتے ہی اُداسی سی چمن مین چھا ئی
لو رے مُنہ کی ترے یاد آئی سنہری افشا
ماسنے آئینہ رکھتے تو عشق آ جاتا
رست و پا یار کے جو مونگا یہ تحفہ دے کر
ز معشوق سے غمزہ مین زیادہ نکلے
جامہ زیبی ترے اندام کے اوپر ہوئی ختم
تیری درگاہ کا اللہ رے جلال اے شہ حسن
پھانسی مرنے مین احبا کی نہ کوتاہی کر

درد مندون نے ترے سُنہ نہ دوا کا دیکھا
رنگ بیرنگ گلستان کی ہوا کا دیکھا
لوح سیمین پر اگر کام طلا کا دیکھا
تمنے انداز نہین اپنی ادا کا دیکھا
نوچتا ہون جو کہین پیڑ حنا کا دیکھا
آئے جب راستہ برسون ہی قضا کا دیکھا
تجھکو پہنا کے جو انداز قبا کا دیکھا
عرش پر ہم نے دماغ اسکے گدا کا دیکھا
حوصلہ ہمنے تری زلفِ رسا کا دیکھا

کلیات آتش

۵۱

۵۲

لہرا کے نہ الجھے مژۂ یار سے گیسو
اک ترک کے ابرو کے اشارے کا ہون بندہ
فرقت مین ترے صبر نہین ہو سکیگا مجھسے
قد سرو ہے رخسار ہین گل آنکھین ہین نرگس
تفتیش جو کرتے ہین مری حالت دل کی
سودا زدہ کی طرح کیا کرتے ہین باتین
پرسان جو ترے حسن کے عالم کا ہے مجھسے
اک آبلہ پک پک کے خموشی سی ہوئی ہے
زیبندہ سخن گویون مین ہے خواجگی ہمکو
غنچہ نہ دہن ہے نہ رگِ گل وہ کمر ہے
پیری مین بھی دل سے نہ مٹے داغ محبت
رخ پھیر لیا بوسہ طلب کرتے ہی ہمسے
کھودی گئی کوچہ مین ترے قبر ہماری
طوفان نہ کرائے گل مجھے ہنس ہنس کے نہ بلوا
بے مثل ہے یکتا ہے جو تصویر ہے اسکی
دنیا کے خرابے مین نہ گھر جس نے بنایا
لطفِ عدو جہان حسن سحر ہے یار مین میرے

سوزن نہین دیسکتی ہے زنجیر کا ٹانکا
در کار مرے گوش مین ہے حلقہ کمان کا
بوجھ اٹھے گا سینے سے نہ اس سنگ گران کا
نقشا مین عالم ہے ترے باغ روان کا
در پردہ پتہ پوچھتے ہین تیرے مکان کا
بے فصد گذارہ نہین اب اپنی زبان کا
مشتاق ہے موسیٰ سے تجلی کے بیان کا
کیا شعر کہون قافیہ ہے تنگ زبان کا
ہے لطف بیان نام غلام اپنی زبان کا
اندیشۂ باطل ہے ترے وہم و گمان کا
گل صبح کو بھی ہو نہ چراغ اپنے مکان کا
کیا حوصلہ ہے تنگ ترے تنگ دہان کا
دروازہ کھلا اپنے لئے باغ جنان کا
بھاری ہے جبین پر قدم اس آب روان کا
کھینچا ہوا اسکا یہ مرقع ہے جہان کا
جنت مین نہ نکلے گا جواب اسکے مکان کا
چہرہ ہے پری کا تو بدن حور جنان کا

نالان ہوا مین اس رخ رنگین کو دیکھ کر
بلبل مجھے نظارۂ گلزار نے کیا

ہکلا کے مجھسے بات جو اس دلربا نے کی
کس حسن سے ادا اوسے تکرار نے کیا

الٹا اودھر نقاب تو پردے پڑے ادھر
آنکھون کو بند جلوۂ دیدار نے کیا

لذت کو ترک کر تو ہو دنیا کا رنج دور
پرہیز بھی دوا ہے جو بیمار نے کیا

ناصاف آئینہ ہو تو بدتر ہے سنگ سے
روشن یہ حال ہمکو جلاکار نے کیا

حلقہ کی ناف یار کی تعریف کیا کرون
گول ایسا دائرہ نہین پرکار نے کیا

دیوان حسن یار کی آتش جو سیر کی
دیوانہ بیت ابروے خمدار نے کیا

ہشیاری رنج دیتی ہے قید فرنگ کا
دیوانگی نشانہ بناتی ہے سنگ کا

سودائی ہے جو تیرے خط سبز رنگ کا
رہتا ہے اوسکو آٹھ پہر نشہ بھنگ کا

اللہ رے دماغ بت شوخ و شنگ کا
نازک مزاج شیشہ ہے پتلا ہے سنگ کا

دریاے حسن چہرہ ہے اس شوخ و شنگ کا
مژگان نہین ہے آرہ ہے پشت نہنگ کا

کلمہ پڑھینگے دونون مرے خانہ جنگ کا
زاغ کمان ہوا ہے مین کہ طوطا تفنگ کا

مہمان بہار باغ ہے دو چار روز کی
چندے ہے دور دور شراب فرنگ کا

غیرت کا کوے عشق جنون مین گذر نہین
ہوتا ہے تنگ جو صدیان عار و ننگ کا

صوفی ہین دور جام ہین جوش بہار ہے
کرتے ہین اور داغ مے لالہ رنگ کا

اے بت خدا کیواسطے دل کو نہ سخت کر
اس کعبہ مین ضرور نہین فرش سنگ کا

ردیف کاف ۵۴

دل تنگ جھمپٹ کے زلف گرہ گیر سے ہوا — سودا انکل کے خانۂ زنجیر سے ہوا

بے یار غم عشق کی تحریر سے ہوا — کانون مین درد چنگ کی تقریر سے ہوا

مردان عشق زلف کے پھندے مین پھنس گئے — شیرون کو سلسلہ تری زنجیر سے ہوا

دکھلائی شان طالع بیدار حسن نے — یوسف عزیز خواب کی تعبیر سے ہوا

شداد کو خدا سے نہ کرنی تھی ہمسری — دوزخ مین گھر بہشت کی تعمیر سے ہوا

گرمی جو کی مقابلہ مین روے یار نے — خورشید سرد قرص طباشیر سے ہوا

جھڑنے لگے جو منھ سے اس آرام جان پھول — دل باغ باغ یار کی تقریر سے ہوا

دنیا سے بے نیاز قیامت نے کر دیا — اکسیر کا جو کام تھا اکسیر سے ہوا

مارا نگاہ ناز سے اوس ترک نے اُسے — استادہ جو کہ فاصلۂ تیر سے ہوا

آئینہ خیال کو منظور تو ر + + + — جب سامنا ہوا تری تصویر سے ہوا

وحشت ہوئی تصور رخسار یار سے — دیوانہ آفتاب کی تسخیر سے ہوا

خمخانۂ حدوث مین مست قدیم ہون — طفلی مین مجکو نشۂ شیر سے ہوا

اچھا کیا فلک نے جو رکھا مجھے علیل — بہتر ہوا جو مصلحت پیر سے ہوا

مارا پڑا مین جنبش ابرو سے بیگناہ — رتبہ شہید کا تری شمشیر سے ہوا

یاد آئی زلف یار جو سنبل کو دیکھکر — گلزار تنگ حلقۂ زنجیر سے ہوا

بچھڑ کا کیا مرقع عالم کے حسن پر — ہر روز عشق اک نئی تصویر سے ہوا

آغاز خط کا زلف مسلسل سبب ہوئی — انبوہ سور روانۂ زنجیر سے ہوا

وہان یار کے بوسہ کی دل نے رغبت کی — خیالِ خام کیا طالبِ محال ہوا
رہا بہار و خزان مین یہ حال ہودے کا — بڑھا تو زلف ہوا گھٹ گیا تو خال ہوا
جنون مین عالمِ طفلی کی یادِ شباہت کی — کھلونا آنکھون مین اپنی ہر اک غزال ہوا
سنا جمیل بھی تیرا جو نام اے محبوب — ہزار جان سے دل بندۂ جمال ہوا
لکھا ہے عاشقون مین اپنے تو نے جسکا نام — پھر اوسکا چہرہ نہین عمر بھر بحال ہوا
گنہ کسی نے کیا تھر تھرایا دل اپنا — عرق عرق ہوئے ہم جسکو انفعال ہوا
ترے دہان و کمر کا جو ذکر آیا یار — گمان و وہم کو کیا کیا نہ احتمال ہوا
کمال کون سا وہ ہے جسے زوال نہین — ہزار شکر کہ مجھکو نہ کچھ کمال ہوا
تمہاری ابروے کج پر تھا دوج کا دھوکا — سیاہ ہوتا اگر عید کا ہلال ہوا
دیا جو رنج ترے عشق نے تو راحت تھی — فراق تلخ تو شیرین مجھے وصال ہوا

وہی ہے لوحِ شکستِ طلسمِ جسم آتش
جب اعتدال عناصر مین اختلال ہوا

وحشت نے ہمین جبکہ گلستان سے نکالا — غیرت نے قدم پھر نہ بیابان سے نکالا
ہاتھون کو جو مہندی سے نگلستان سے نکالا — سُرمہ کو ان آنکھون نے صفاہان سے نکالا
کاہی ہوئی شوخی سے ترے ہاتھ کی مہندی — یہ رنگ نیا پنجۂ مرجان سے نکالا
سوزن نے کیا خارِ کفِ پا سے جو باہر — گویا کہ وہ گل میرے گریبان سے نکالا
باتین سُنی اللہ کی مشتاق تھے جسکے — مطلب تھا جو کچھ اپنا وہ قرآن سے نکالا

۵۸

جنبش اس مژگان نے کی مجھ پر چھری سی چل گئی — مرغ بسمل کی طرح آخر تڑپ کر ہو گیا

عشق کا قصہ کہینگے ہم حضور شاہ حسن — وقت شب دربار اگر اپنا مقرر ہو گیا

کو بکو پھرتا ہون مین خانہ خرابون کی طرح — جیسے سودیکا ترے سر مین مرے گھر ہو گیا

رتبہ سنبل کو بہم پہونچا خس و خاشاک کا — پیش زلف یار مٹی مشک و عنبر ہو گیا

صورت قاتل کے دیکھے سے ہوئی ایسی خوشی — اپنی آنکھون مین ہلال عید خنجر ہو گیا

قبر پر بیٹھا ہمارے ہو کے وہ قاتل فقیر — نقش جانبازی کا اپنی اسکے دل پر ہو گیا

چھوٹ کر مرجع سے اپنے ہے پریشان حال روح — بھول کر گھر کو تباہی مین کبوتر ہو گیا

بوجھ ہے حمال کا قاصد سے اٹھنے کا نہین — طول شرح شوق مین مکتوب دفتر ہو گیا

لعل و گوہر اس لب و دندان سے کھوٹے ہو گئے — پانی پانی اس طلائی رنگ سے زر ہو گیا

فکر رنگین نے بنایا باغ دیوان کو مرے — برگ گل صفحہ رگ گل نقش مسطر ہو گیا

گوش عارف مین یہ گورستان سے آتی ہے صدا — آسمان ہے وہ زمین کے جو برابر ہو گیا

آنکھ سے دیکھا سنا کرتے تھے صحبت کا اثر — تیری گردن مین صراحی دار گوہر ہو گیا

قتل عاشق کا اشارہ تو تم ابرو سے کرو — تیغ سے پیدا جو خونریزی کا جوہر ہو گیا

کشور دل کو کیا غارت خط سبزرنگ نے — گرد لشکر مین جسے سمجھا تھا لشکر ہو گیا

تیرے پہلو سے جدا ہوتے ہی ای آرام جان — استخوان جو تھا مرے پہلو مین خنجر ہو گیا

خطبہ بلبل نے پڑھا تیری بہار حسن کا — نام گلبن سنتے تھے جس کا وہ منبر ہو گیا

شوق خود بینی ہوا تجھ کو جو ای سلطان حسن — آئینہ تمثال سے تیرے سکندر ہو گیا

غائب آنکھون سے خیال یار اے آتش نہ ہو
جان کے اوپر بنے گی دل اگر محزون ہوا

دوست تھا لازم ہے ماتم تمکو مجھ مایوس کا
مرگ دشمن پر بھی ہوتا ہے مقام افسوس کا

خار سے آنکھون مین گل باغ جہان کے تجھ بغیر
دل نہین لگتا کسی صورت ترے مانوس کا

مشت خاک اپنی غبار راہ ہوگی بعد مرگ
سر مین سودا ہے چلے ہین یار کے پابوس کا

ہے سر بازار پی کر ہو نہ رسوا اے صنم
توڑنا اچھا نہین ہے شیشۂ ناموس کا

موسم گل کی ہوا پلوا کے مے رکھتی ہے مست
رقص دکھلا دیتا ہے ابر کرم طاؤس کا

پاکدامانی کا تیرے جب گذرتا ہے خیال
کرنے لگتا ہے دل اپنا ذکر یا قدوس کا

عالم مستی مین چلتا ہے جو تیری چال پر
اپنی آنکھون پر قدم پڑتا ہے الٹوس کا

سرو پر ہوتا ہے آنکھون کو قد بالا کا شک
دیتی ہے دھوکا قبائے گل تری ملبوس کا

روشنی شمع رکھتا ہے خیال روے یار
منزل دل پر ہے عالم گنبد فانوس کا

کچھ نہین سنتا خبر جا کر کہے کیا یار سے
دم خموشی مین ہمارے بند ہے جاسوس کا

چشم بینا چاہیے تو جلوہ گر ہے ہر طرف
پردہ ہے اے شمع پردہ ترا فانوس کا

آدمی کو موت کے آنے کی لازم ہے خوشی
عید ہے جس روز چھٹکارا ہوا محبوس کا

حسن مین تیرے خدا کی شان ہے اے نازنین
دیکھکر بت تجھکو نالہ کرتے ہین ناقوس کا

ایک شاہ حسن کی فرقت مین دل بیتاب ہے
سینہ کوبی مین ہماری غلغلہ ہے کوس کا

ڈھونڈتی ہین آنکھین اُس محبوب کا نقش قدم
چاہتا ہے دل کرے حاصل شرف پابوس کا

جلوۂ یوسف دکھایا حسن روے یار نے | وہ لبِ جان بخش نورِ دیدۂ مریم ہوا
پھر گئے آنکھون مین مشتاق گذشتہ تشنہ مین | دورِ جام مے مین اکثر ذکر خیر جم ہوا
روز مردانہ اکھاڑا ہے اکھاڑا عشق کا | چار دن کشتی لڑا جو اس مین وہ رستم ہوا
عاشقون سے جھک کے کب ملتا ہی وہ بالا بلند | قمریون سے سرو کا کسدن اکڑنا کم ہوا
دیکے پھانسی مجھ سے بے تقصیر کو کیکو یار | گردن اہلِ ندامت کی طرح سے خم ہوا

شعر رنگین میرے بلبل نے جو اے آتش پڑھے
چہرۂ گل پر پسینا قطرۂ شبنم ہوا

قبضہ ہے اسیر تمھارے حسن سے خونریز کا | کام ابرو کے اشارے سے ہو تیغِ تیز کا
کشتہ ہے سو جان سے دل نرگسِ خونریز کا | سر کو ہے سودا تری زلفِ بلا انگیز کا
جب لبِ شیرین سے گالی دی ہی ہمکو یار نے | ذائقہ حاصل ہوا ہے شہد زہر آمیز کا
تا ابد دل کو نہ بھولیگی ملاحت یار کی | عشق ہے روز ازل سے حسنِ شور انگیز کا
بیستون تیشے بنا کھود اُسکو پہلے کوہکن | دل مین شیرین کے ہوا ہی وہ جو گھر پرویز کا
چاہیئے آغاز خط ہو گل سے رُخ پر یار کے | دل کو بھر آتا ہے جوبن سبزۂ نوخیز کا
عاشقون کے خون مین نہلا کے تیغ یار نے | رنگِ گلگون کر دیا اوس ماہ کے شبدیز کا
نشتر مین دکھلا کے آنکھین قتل کرتا ہی وہ ترک | کام کرتی ہے شرابِ تند۔ تیغ تیز کا
بھولتی آنکھین نہین اکدم مجھے ای شہسوار | یاد تیری دل سے رکھتی ہے خلش مہمیز کا
جب سے دکھلایا ہے آنکھون نے ترا حسن شباب | نشہ رہتا ہے ہمین اک ساغرِ لبریز کا

عشق نے آنکھوں کو دیدار دکھایا آخر
نیستاں تو کل ہے کرم نے بھر دی
چھوڑتا عاشق شیدا انہیں بے قتل کئے

پردہ پوشی سے ہوا حسن یہ پنہان تیرا
سیر نعمت سے دو عالم کی ہے مہمان تیرا
تیغ عریان کی طرح حسن ہے عریان تیرا

کس پری رشک کا دیوانہ ہے تو اے آتش
چاک رہتا ہے مرے یار گریبان تیرا

ہاتھ قاتل کا مرے خنجر تک آ کر رہگیا
باغ میں ہیں بلبلوں کو جو اڑا کر رہگیا
ہو چکی تھی میرے نالوں سے قیامت آ گئی تھی
کارواں یار دیکھا پہونچا منزل مقصود میں
ٹوٹ چکے تھے دست گستاخ اُس کمر کے دونیا
سوزش دل سے جلے لیکن زبان سے اُف نکی
کر چکی تھی موسم گل کی ہوا منتشر طلب
جب کسی لیلی شمائل کا سنا کانوں نے ذکر
ہنس پڑے تیری طرح سے گل جو مجھ پر باغ میں
شہر خوبان میں رہا کرتا ہوں میں خانہ بدوش
چھپ نہ رہتا تھا دلا فکر دہان یار میں
ٹھوکروں سے راہ کی از بسکہ حالت غیر تھی

کہنیوں تک آستینوں کو چڑھا کر رہگیا
خندہ زن گل ہو گئے غنچہ مسکرا کر رہگیا
خواب سے سر فتنہ محشر اٹھا کر رہگیا
میں بگولے کی طرح سے خاک اڑا کر رہگیا
شوق وصل یار دل کو گدگدا کر رہگیا
صورت تبخالہ دل ہونٹھوں پر آ کر رہگیا
خون جتنا تھا بدن میں جوش کھا کر رہگیا
بید مجنوں کی طرح میں تھرتھرا کر رہگیا
پانی پانی ہو گیا آنسو بہا کر رہگیا
شب ہوئی جس کوچہ میں بستر لگا کر رہگیا
بول اٹھتا تھا جگہ محبت کی پا کر رہگیا
پاؤں اپنا یار کے کوچہ میں جا کر رہگیا

جام بھر بھر کے مے ناب کے دیتا جمشید
آئینہ تجھکو دکھاتا جو سکندر ہوتا

گر دکھیرتا کبھی آغوش مین لیتا گاہے
یار کے قد سے جو اونچا صنوبر ہوتا

تیری فرقت مین شب ای ترک تنگ آیا تھا
چیرتا پہلوے خالی کو جو خنجر ہوتا

عشق ہو بند کی حسن سے باہر کیونکر
دوست اللہ کا کیسا ہی پیمبر ہوتا

ساغر مے کا طلبگار نہین اے ساقی
دونون آنکھون سے تری مست جو ساغر ہوتا

باغ بے یار جو جاتا تو پئے غارت دل
تختۂ لالہ قزلباش کا لشکر ہوتا

باغ عالم کے تماشے کا یہی حاصل ہے
لالہ تھا داغ محبت جو میسر ہوتا

سوزش عشق مین یہ دل ہی ہے قایم آتش
پانی ہو ہو کے بہا ہوتا جو پتھر ہوتا

ردیف یاے تازی

گرم ہو کیسا ہی کتنا ہی کھینچے دور آفتاب
روبروے یار ہے اک قرص کافور آفتاب

یار کو دیکھے تو اندھا ہو رقیب رو سیاہ
دیدۂ خفاش کو کرتا ہے بے نور آفتاب

سنہ ندیکھا ہو ترا اس رشک سے جلتا ہو نمین
اے صنم جب پوجتے ہین گبر مغرور آفتاب

مہ طینت مین بتان مہ طلعت کی نہین
سبز کر دیتا ہے کیونکر تاک انگور آفتاب

نیش سے لگتے ہین حجر یار مین تار شعاع
آسمان نیلگون چھتا ہے زنبور آفتاب

داغ پہلو ہی جو پہلو مین وہ مہ پیکر نہو
چشم حربا مین پری بن جائے یا حور آفتاب

حسن غارتگر سے نسبت کون دیتا ہی اسے
تابۂ آہن ہے پیش روے پر نور آفتاب

بام پر وہ مہر وش آتا ہے صبح عید ہے
پردۂ شب سے نہ نکلے تا بمقدور آفتاب

لکھتا ہوں بیت ابروِ محبوب کی جو شرح
شمشیر کھینچتا ہوں میں شمشیر کا جواب

گویا زبانِ شعلہ سے ہرگز ہوئی نہ شمع
تدبیر سے محال ہے تقدیر کا جواب

آتش کہاں تک اپنے نوشتہ کو روؤں میں
لکھا نہ یار نے مری تحریر کا جواب

خط سے اُس رُخ کا حل ہوا مطلب
شرح سے متن کا کھُلا مطلب

تو وہ مرجع ہے جس سے دیکھتے ہیں
کافر و رند و پارسا مطلب

منزلِ گور میں وصال ہوا
گوشہ میں چھپ کے ہو گیا مطلب

التجا ہے یہی زبان سے مجھے
گوشش سے ہو نہ آشنا مطلب

بیت ابرو کی کیا کروں تعریف
سوجھتا ہے نیا نیا مطلب

دہن زخم کشتگاں سے ہے
میرے قاتل کو مرحبا مطلب

برہمن سے نہ پوچھا اک بُت نے
کیا ہے اے بندۂ خدا مطلب

بند خط اُس نے پھاڑ کر پھینکا
ہم نے جب کھول کر لکھا مطلب

اے شہِ حُسن ہم فقیروں کو تو
ہے زبان سے تری دعا مطلب

دہن و زلف کا میں مائل تھا
کبھی اُلجھا کبھی رُکا مطلب

حُسن سے عشق کون کرتا ہے
کسکو ہے درد بے دوا مطلب

فتنہ پرداز چشم کو اوس کی
مکر منظور ہے دغا مطلب

جو کہ شاکر ہوا مقدر پر
خطِ پیشانی کا پڑھا مطلب

شاعرِ حال گو تھا میں آتش
میرے ہر شعر میں بندھا مطلب

رنج و اندوہ و ملال اپنے ہمزاد ہیں سب
روز اول سے ہیں سایہ کی طرح وہ ہمراہ
مستحقانِ کرم موردِ بیداد ہیں سب
آجکل چاہنے والوں سے خفا ہے وہ شوخ
کوئی شاگرد کسی کا نہیں استاد ہیں سب
مکتبِ عشق میں جو ہے سو فلاطونِ عصر
خانہ بربادیِ احباب کی بنیاد ہیں سب
صورتِ سیل [illegible] ایجاد ہیں سب
معترض [illegible] ایراد ہیں سب
[illegible] استاد ہیں سب
قطرہ ہو جائے اگر [illegible]
پھر گرفتار نہیں ہیں کوئی آزاد ہیں سب
دفترِ عشق بھی کیا دفتر [illegible]
نقطے فرد نہیں ایسے کوئی صاد ہیں سب
عشوہ و غمزہ و بد مذہب و ناز و انداز
واسطے تیرے گنہگاروں کے جلاد ہیں سب
آفتِ جان نہیں ہوں میں سنانِ مژگان کا
خلش و کاوش و پرخاش کی بنیاد ہیں سب

شوقِ دل میں ہے [illegible] آنکھوں میں تصور اُسکا
[illegible] آباد ہیں سب
[illegible] جلوۂ محبوب [illegible]
صاف آئینہ سے ہیں تیغ سے خونریز [illegible]
ان حسینوں میں غرض جوہرِ فولاد ہیں سب
[illegible] عشق اے حسن
[illegible] عمر برباد ہیں سب
[illegible] نالہ و فریاد ہیں سب
[illegible] آہ و فغاں [illegible]
[illegible] استاد ہیں سب
[illegible]

اس جفا جو کو نہین قدر وفاداری کی	رایگان محنتین ہین کوششین برباد ہین سب
دل نہ کیونکر ہو حسینانِ جہان پر مائل	غیرتِ حور ہین سب رشکِ پریزاد ہین سب
قامتِ یار ہی بانیِ قیامت آتش	فتنہ پردازیان اس چشم کی ایجاد ہین سب

ردیف بای فارسی

بہتر دکھائی دیتے ہین شمس و قمر سے آپ	دیکھین جو آئینہ کو ہماری نظر سے آپ
ہوتے ہین گوش زد لب شیرین سے حرف تلخ	اپنے دہن کو صاف کرین نیشکر سے آپ
دربان غریب خاک کرے عرض بار بار	کانون کو بند کرتے ہین میری خبر سے آپ
فریاد عاشقون کی گوارا نہ کیجیے	واقف نہین ہین آہ و فغان کے اثر سے آپ
آئینہ نے جو زلف کا عالم دکھا دیا	دیکھینگے راہ شام کی صاحب سحر سے آپ
خط نے غرورِ حسن کو کھویا ہی مہربان	مجبور ہو گئے ہین قضا و قدر سے آپ
اُس نازنین کو دیکھ کے کہتے ہین غیب دان	کچھ ناز کی مین کم نہین اپنی کمر سے آپ
آئینہ دیکھنے کا کہان ہی تمھین دماغ	زلفون مین شانہ کرتے ہین کس دردِ سر سے آپ
اچھا ہون یا برا ہون تمھارا ہون جو کہ ہون	آگاہ ہین غلام کے عیب و ہنر سے آپ
کیا کیا ہمارا طائرِ دل ہی پھڑک رہا	کس دن شکار کھیلنے نکلینگے گھر سے آپ
ہوش ایسے اُڑ گئے ہین خبر کچھ نہین رہی	آتے ہین کس طرف سے گئے ہین کدھر سے آپ
بدنام ہو گئے تم بھی جو رسوا کیا ہمین	ہی خیر اس مین باز رہین اب بھی شر سے آپ
زاری بھی کر کے اپنے نصیبونکو دیکھلین	ہاتھ آئے زور سے نہ تو ہمکو نہ زر سے آپ

دن کو تو چین لینے دی اے گردش فلک	کافی ہی مجکو گردش ساغر تمام رات

راحت کا ہوش ہی کسے آتش بغیر یار
بالین مین خشت خاک ہی بستر تمام رات

روز شب ہنگامہ برپا ہی میان کوے دوست	ہڈیون پر میری لڑتے ہین سگان کوے دوست
حور کی تعریف گویا یار کی تعریف تھی	ذکر کو جنت کے مین سمجھا بیان کوے دوست
تشنۂ خون جہان ہی یہ تو وہ قتال خلق	آفت جان ہین زمین و آسمان کوے دوست
قاصد کشتہ نظر آتا ہی ہر ذرہ مجھے	مجکو گورستان کے اوپر ہی گمان کوے دوست
ہمنشین کہتے ہین افسانہ سے آجاتی ہی نیند	ہجر کی شب مین سنونگا داستان کوے دوست
رشک سے کہتے ہین مینے صاف اسے سمجھا رقیب	صورت دیوار اگر دیکھی میان کوے دوست
نقش پاے غیر پاتا ہون پس دیوار مین	آشناے درد نکلا پاسبان کوے دوست
قاصدون کے پانون توڑے بدگمانی نے مری	خط دیا لیکن نہ بتلایا نشان کوے دوست
جادہ رہ نقش قدم ہی خار رہ قزاق ہی	ہو چلے دشمن ہمارے رہروان کوے دوست
آتش اہل کربلا سے چلکے اب کہتا ہی یزید	ای خوشا طالع تمھارے ساکنان کوے دوست
تار تار پیرہن مین بھر گئی ای بوے دوست	مثل تصویر نہالی مین ہون پا پہلوے دوست
چہرۂ رنگین کوئی دیوان رنگین ہی مگر	حسن مطلع ہین مین مطلع ہی صاف ابروے دوست
ہجر کی شب ہو چکی روز قیامت ہی دراز	دوش سے نیچے نہین نہین ترے ابھی گیسوے دوست
دور کر دل کی کدورت محو ہو دیدار کا	آئینہ کو بس صفائی نے دکھایا روے دوست

جب اڑائی ہی ہواے تند خاک کوے دوست
یاد کرکے اپنی بربادی کو رو دیتے ہین ہم
دل سوا شیشے سے نازک دل سے نازک خوے دوست
خشت زیر سر نہین بالین تھا زانوے دوست
فرش گل بستر تھا اپنا خاک پر سوتے ہین اب
چار تلوارون مین شل ہو جائیگا بازوے دوست
داغ دل پر خنجر گذری تو غنیمت جانیے

نظر آتا ہی مجھے اپنا سفر آج کی رات
نبض چل بسنے کی دیتی ہی خبر آجکی رات
جلوہ گر ماہ ہی خورشید تھا دلبر ماہی
جمع ہین گھر مین مرے شمس و قمر آجکی رات
بھولتا ہی کوئی بیتابی دل کا عالم
یاد آویگی کل اے درد جگر آج کی رات

[illegible]

دعلت

وصلت حور کی ہر صبح دعا ہی مجکو — روز اللہ سے کرتا ہون تقاضائے بہشت
عشق مین تیرے رہین اشکون سے آنکھین لبریز — ہی دو چشمے ہین دُنیا مین دو دریائے بہشت
سائل کوے حسینان ہون خدا سے اپنے — کافرِ عشق ہون مجکو نہین پروائے بہشت
گل جنت سے ہی خوشتر گلِ رو رنگین — پست بالا کی بلندی سے ہی طوبائے بہشت
حکم سے اپنے جہنم مین جسے تو بہیجے — پہر وہ کافر ہی جو اسکو رہے پروائے بہشت
داورِ حشر سے محشر مین کہونگا مین کبہی — یہ گنہگار بہی رکھتا ہی تمنائے بہشت
محفل حور وشان کو یہی میری ہی دعا — تجھکو آباد رکھے انجمن آرائے بہشت
تیرے کوچہ کی ہوا اسمین نہ چلتی ہوگی — مر کے بہی دیکھ لین مشتاق تماشائے بہشت
حور کی آنکھون سے شرمائی ہوئی ہین آنکھین — صورتِ یار کے دیوانے ہین شیدائے بہشت
دیکھے رضوان جو تری چشم سیہ کو تو کہے — اسکی ہم چشم نہین نرگس شہلائے بہشت

عاشق ساقیِ کوثر ہون مین رند ای آتش
مے کوثر کے لیے ہی مجھے سودائے بہشت

آئے بہار جائے خزان ہو چمن درست — بیمار سال بہر کے نظر آئین تندرست
نشہ سے جب کریگی تجھے پیر زن درست — صورت دکھائی دیگی نہ ای کوہکن درست
منصور بہی جو ہون تو انا الحق کہین نہ ہم — اپنے طریق مین نہین یہ ما و من درست
سجدہ کرین تجھے بت و زنار توڑ کر — چاہین حقیقت اپنی اگر برہمن درست
رنگین خیال میری طرح ہو جو باغبان — ہر ایک فصل مین رہے رنگِ چمن درست

وہ رشکِ باغ سیر کو آتا ہی باغ مین
پانی نہ نکلے جسمین سے ناقص ہی وہ کنوان

کہہ دو کہ ہو رہین گل و سرو و سمن درست
نزدیک اپنے تو نہین چاہِ ذقن درست

آتش وہی بہار کا عالم ہی باغ مین
تا حال ہی دماغ ہوائے چمن درست

کون سی جا ہی جہان تیرے نہین ای یار مست
کہکے یہ ساقی سے رکھتے ہین گر دستار مست

حسن کے نظارے سے ہوتی ہی کیفیت حصول
فصلِ گل ہی ساقی یوسف لقا ہین ساتھ ساتھ

کون پوجے بت کو کس سے ہوتی ہی یادِ خدا
حسن کی نیرنگ سازی سے عجب اسکا نہین

میکدہ مین نشہ کی عینک کھاتی ہی مجھے
زاہدونکی پنجگانہ سے فضیلت ہی اُسے

ساقی و پیرِ مغان سے ملتجی ہوتے نہین
دخترِ رز کے لیے ہوتا ہی اکدن کشت و خون

منکشف ہی مجھکو احوالِ خراباتِ مغان
عام ہی سودا تمھارے گیسوئے پُر پیچ کا

زاہدانِ خشک کو کیفیت و نیا نہین

دیکھیے جس کوچہ مین پڑ جاتے ہین چار مست
سر برہنہ ہی جو مستون مین وہ ہی سردار مست

عشق رکھتا ہی ہمین بے بادۂ گلنار مست
لالہ گون جو پیتے پھرتے ہین سر بازار مست

اپنے اپنے حال مین ہین کافر و دیندار مست
مست ہو ہشیار تجھکو دیکھکر ہشیار مست

آسمان مست و زمین مست و در و دیوار مست
نشہ کے عالم مین کرتے ہین جو استغفار مست

دیکھ لیتے ہین تری صورت ترے دیوار مست
محتسب پر کھنچتے ہین آجکل تلوار مست

میرے آگے کہتے ہین میخانہ کے اخبار مست
روز بزمِ خیر و ن مین جھگڑے جاتے ہین دو چار مست

ساغرِ گل سے ہوے کسدن چمن مین خار مست

گڑ گڑ گئے ہین سروچمن قد کو دیکھکر	گردن کشون کے سر ہوئے ہین پائمال دوست
انداز جو ہی یار کا ہی مصلحت وہی	اک ایک سے ہی خواہ جمال و جلال دوست
رہتی ہین آنکھین بند تصور مین یار کے	تا رنگ سے اپنے بندھا ہی خیال دوست
دل کو خیال یار کا ہر آن چاہیے	آئینہ چاہیے نظر ہے بمثال دوست
مانگین جو بوسہ ہم تو نہ انکار کیجیے	اے یار دوست رد نہین کرتے سوال دوست
رخسار یار پر ہی کسے آرزوے خط	ہو روسیاہ اُسکا جو چاہے زوال دوست
خواہان جان ہوا جو وہ دلدار کی طرح	دشمن پر اپنے مجھکو ہوا احتمال دوست
آتش یہ وہ زمین ہی کہ صائب نے ہی کہا	خوشتر ز گوشوارہ بود گوشمال دوست

ردیف تای ہندی

گل کو قبا ہین کے تو ای کج کلاہ کاٹ	تار سیاہ زلف سے سنبل کی راہ کاٹ
شوخی حسن کا ہی اشارہ یہی اُسے	صورت دکھا کے رنگ رخ مہر و ماہ کاٹ
مختار کر دیا تجھے اے ناز زلف یار	سوتے ہین سو نگھہ جاگتے ہین مجکو خواہ کاٹ
عاشق ہون بوسہ آجکا کل پر نہ ٹال یار	روز رینہ فقیر کا اے بادشاہ کاٹ
اُس ترک سا ہی کونسا خونریز دوسرا	کسکی کمر کی تیغ کا ہی بے پناہ کاٹ
کہتا ہی بہ جمین ہی اُس شعر کا دھیان	تو روشنی کے شغل مین روز سیاہ کاٹ
اے ترک تیرے قبضہ مین ابروی تیغ ہی	چُن چُن کے شوق سے تو سر بیگناہ کاٹ
موے مژہ ہر ایک چھری ہی بکیت کی	بدبین سلائین آنکھ تو بنر نگاہ کاٹ

اے بتو تمکو بھی دعواے الوہیت ہے
عاشقون سے نہین کیا سجدہ ادا ہو سکتا

توڑ کر دل کو مرے کعبہ کو ڈھاتے ہو عبث
داغ پیشانی زاہد کو لگاتے ہو عبث

غافلو منزل دنیا ہے سراے فانی
مرد تلوار کے آگے سے کہین ہٹتے ہین

اس خطرگاہ مین تم چھاؤنی چھاتی ہو عبث
ہمکو ابرو کے اشارے سے ڈراتے ہو عبث

صاحب سیب زنخدان وہی غبغب ہو
جانب شیشہ جو دیکھو تو مغان کہتے ہین

کس زبان سے مین کہون تم مجھے بھاتی ہو عبث
آنکھون مین دختر رز کو پیے جاتے ہو عبث

بوسے لیتا ہون تو کہتا ہے وہ رشک یوسف
شاعر وذکر دہان کمر یار رہو

گرگ کی طرح سے پھاڑے مجھے کھاتی ہو عبث
سر مخفی ہین زبان پر انھین لاتے ہو عبث

سایہ سان لگ چلو آتش نہ بت عیار سے تم
دشمن و دوست کی آنکھون مین سماتے ہو عبث

ردیف جیم تازی

نازک حباب سے ہے مرا دل مرا مزاج
بہ جاے پانی ہو کے جو بدلے ہوا مزاج

اک دم رہے نہ باغ جہان مین شگفتہ ہم
پژمردہ غنچہ تھا کوئی اپنا رکا مزاج

دشمن بھی ہو تو دوستی سے پیش آئین ہم
بیگانگی سے اپنا نہین آشنا مزاج

اکدن رکا نہ تنگ بغل مین لیا ہزار
اُس گلبدن کا پا گئی ہے کیا قبا مزاج

پابوس سے ترے یہ ہوا ہے اُسے شرف
کب ایسا شوخ رکھتا تھا رنگ حنا مزاج

مشق ستم ہے اسلیے اس طفل شوخ کو
اصلاح پر نہ مجھسے کبھی آئے تا مزاج

صحت نہین نوشتۂ بیمار عشق مین
چھٹ جاتی ہے غذا نہین پاتی دوا مزاج

نقش آسیب پری ہو صورت زیبا پری
ہوش مین آتا ہی مجکو دیکھکر دیوانہ آج

زلف کو لٹکاتے ہین رخسار پر سو سو طرح
آئینہ اُنکا مصاحب ہی مقرب شانہ آج

کل ہمارا اور اُسکا امتحان ہو جائیگا
آشنائی کا ترے دم تو بھرے بیگانہ آج

میرے مرنے کی دُعا مانگے وہ بت پڑھکے نماز
کس طرف جاکر کرون مین سجدۂ شکرانہ آج

وصل کی شب ہو کہان ساقی تکلف بر طرف
مین تمھین پیمانہ دون تم مجکو دو پیمانہ آج

دیکھون تو کیونکر پری ہوتی نہین شیشین بند
بعد مدت ہوش مین آیا ہون مین دیوانہ آج

مال ہو اپنا جو یوسف آگیا بازار مین
ہی زر قیمت مگر مین ہاتھ مین بیعانہ آج

عرش پر سر ہو اندنون مین اہل دُنیا کا دماغ
کونسا گھر ہی نہین ہی جسمین بالاخانہ آج

چشم وحدت بین مین اپنی نیک و بد دونون ہین ایک
گرگ یوسف سے برابر ہی ہمین یارانہ آج

خال مشکین کو ترے ازراہ سمجھکر مول لون
قیمت خرمن بھی گر دیکر ملے یہ دانہ آج

مرغ کی مشکل بھی آسان ہوتی ہی آتش نہ ڈر
شاہ مردان سے طلب کر ہمت مردانہ آج

عاشق مہجور کے مانند ہی بیتاب موج
رکھتی ہی دریا مین حال ماہی بے آب موج

غرق ہونا پار اترجانا ہی بحر عشق سے
کھینچلے کشتی کو اپنی جانب گرداب موج

ڈوبے رہین دریا مین تیرے عاشق بیتاب بھی
شل عنبر کیا عجب پیدا کرے سیماب موج

اپنا مہمان طفیلی جانتے ہین ہم اسے
آئیگی گھر مین ہمارے ہمرہ سیلاب موج

دم فنا ہووے تو ممکن سخن گوئی ہر اک
آب دریا خشک ہو جائے تو ہونا یاب موج

وصل مین ہجر کا دھڑکا جو لگا رہتا ہی
شام سے پھرتی ہی آنکھوں مین مری صورت صبح

کوچۂ یار کو کہتے ہین بہشت اے قاصد
یاد رکھیو یہ نشان آٹھ پہر حالت صبح

عہدِ پیری مین تو کر یاد الٰہی غافل
رات تو کٹ گئی غفلت مین نہ کھو فرصت صبح

نور کا نام سیہ خانۂ گردون مین نہین
گور مین ساتھ ہی لیجاؤنگا مین حسرت صبح

آتش اک رات جو تنہا وہ دل آرا ملے
سجدۂ شکر کرون پڑھکے مین دو رکعت صبح

ردیف خا

ہوتی جو اے صنم تری سیبِ ذقن کی شاخ
بڑھ چل نکلتی ایک نہال چمن کی شاخ

مارا پڑا ہون مین کسیکے اک سیوتی رنگ کا
لازم جریدہ تن کو ہی نسترن کی شاخ

جو خال عنبرین ہی وہ اک مشک نافہ ہی
آنکھین تری ہرن ہین بھوین ہین ہرن کی شاخ

دیکھا جو سخت روے انبہاے دہر کو
سمجھا مین نرم موم سے بھی کرگدن کی شاخ

بوٹے سے قد کا تیرے نظارہ لگائے گا
کس کس تو ہوشیار کو دیوانہ پن کی شاخ

باغ جہان مین کیا کہون کیا حال ہی مرا
سوکھی ہوئی ہو جیسی درخت کہن کی شاخ

روے صبیح یار کی الفت کے روگ سے
گھل کر ہوا ہی اپنا بدن یاسمن کی شاخ

تشبیہ دیتے ساعدِ زیباے یار سے
ہوتی جو خار دار نہ نازک بدن کی شاخ

صحرا کو وہ دیکھے گلستان کی سیر کی
ہاتھ آئی آتش اپنے نہ سیبِ ذقن کی شاخ

ٹونے کیے قد ارب شوخ و شنگ سرخ
کندن کا اور آگ مین ہوتا ہی رنگ سرخ

تجرف سے ہوا ہی سپاہی کا رنگ سرخ
ہوتا ہی چہرہ نازنیون کا وقت جنگ سرخ

لکھا جو ہی جواب خط شوق یار نے
قاصد کا مثل رقعۂ شادی ہی رنگ سرخ

کہتے ہین اشک خون شب ہجر یار مین
کشتی کی چار پائی ہی اپنا پلنگ سرخ

عاشق نشانہ رہتے ہین اس ترک شوخ کے
چھتنک کر گرم ہوے نہ ہوے تفنگ سرخ

ساحری چشم فسونگر کی فسون سازی سے — لب جان بخش کے ہونے سے یکا ہی وہ رخ
دم نظارہ لڑے مرتے ہین عاشق اسیر — دو لب حسن کی پیش آنے سے دنیا ہی وہ رخ
سایہ کرتے ہین ہما اڑ کے پرونسے اپنے — تیرے رخسار سے دلچسپ ہو عنقا ہی وہ رخ
گل غلط لالہ غلط مہر غلط راہ غلط — کوئی ثانی نہین لاثانی ہی یکتا ہی وہ رخ
کون سا اسمین تکلف نہین بہاتے ہر چند — نہ مرصع نہ مذہب نہ مطلا ہی وہ رخ
خال ہندو ہین پرستش کے لیے آئے ہین — پتلیان آنکھونکی وہ بت ہین کلیسا ہی وہ رخ
کونسا دل ہی جو دیوانہ نہین ہی انکا — خط شبرنگ سے سرمایۂ سودا ہی وہ رخ
اسکی دیوانہ کی کیونکر نہون آنکھین مشتاق — دلربا سے ہی عجب صورت زیبا ہی وہ رخ
تا کجا شرح کرون حسن کی اسکی آتش — مہر ہی ماہ ہی جو کچھ ہی تماشا ہی وہ رخ

ردیف دال

قاتل اپنا جو کرے گنج شہیدان آباد — دہن زخم کہین خانۂ احسان آباد
کون ہی جو تری دوری مین نہین مرتا ہی — ایک گھر رہنے نہ دیگی شب ہجران آباد
بعد فرہاد کے پھر کوہ کنی مین نے کی — بعد مجنون کے کیا مین نے بیابان آباد
مدتین دل کے خرابہ کو ہوئین ہین دیکھین — پھر بھی ہوتا ہی کبھی یہ دہ ویران آباد
مسروا کرتے ہین تو غنچے ہین شگفتہ ہوتے — یونہی رہجاے الٰہی یہ گلستان آباد
کوچۂ یار مین ہو روشنی اپنے دم کی — کعبۂ و دیر کرین گبر و مسلمان آباد
کثرت داغ محبت سے الٰہی بھر دے — منزل دل کو کرین آکے یہ مہمان آباد

رنگ رخسار گل ولالہ دگرگون ہوگا
نہ رہے گی یہ گلستان کی ہوا میرے بعد

زندگی تک ہین قیامت کے یہ دو شکر گسار
مجکو کیا غم ہی اگر حشر ہوا میرے بعد

دوستداری کا گنہگار ہون وہ دشمن ہون
مغفرت کی مرے مانگے گا دعا میرے بعد

مین جو نوشہ تو وہ بن جائیگی آغوش گور
گور سے آئے گی شہنا کی صدا میرے بعد

خون ناحق کا مرے کھینچے گا خمیازہ
ہاتھ ملیگا بہت بلکے حنا میرے بعد

قفس تن سے چھٹا مین تو چمن سے لاکر
بوے گل کسکو سنگھاویگی صبا میرے بعد

کل کچھ نہین رہنے کی تمھارے سر پر
تنگ و چست ایسی نہو ویگی قبا میرے بعد

ہڈیان کھاکے جو مجھ کشتہ کی لذت پائی
صدقے ہوگا مرے قاتل کے ہما میرے بعد

مین نہونگا تو نہوگا یہ تمہارا الفت
کوئی بدنے کا نہین شرط وفا میرے بعد

کو رتک ساتھ رہے پڑھکے جنازہ کی نماز
قرض جو تھا سو کیا تمنے ادا میرے بعد

آئینہ رکھکے بنانے کے نہین شانے سے
مختصر ہوویگی یہ زلف رسا میرے بعد

قبر پر فاتحہ کو آئے وہ شوخ اے آتش
نیک توفیق دے اُس بت کو خدا میرے بعد

چاندنی راتمین کھولون جو تہ خواب مین بند
عمر بھر آنکھ نہو پھر شب مہتاب مین بند

شمع سان سوزش دل ہمسے کسی نے نہ کہی
رہ گئی اپنی زبان محفل احباب مین بند

یار کے واسطے لکھون جو خط شوقیہ
یکقلم ہوویں سیہ سیکڑون القاب مین بند

اپنے ہمجنس سے شاید کہ یہ بہلے کوئی دم
دل بیتاب کو کیجیے چہ سیماب مین بند

زور بازو ہی کو بازو کا میں سمجھا تعویذ
بس ہی انسان کو تقدیر کا لکھا تعویذ

دشمن و دوست بس از مرگ میں گے آنکھیں
نقش حب کا ہو مرے سنگ لحد کا تعویذ

دل سے دشمن سے رہی جنگ ہمیشہ درویش
نہ زرہ پہنی کبھی میں نے نہ باندھا تعویذ

جذبۂ دل سے پریرویونکو تسخیر کیا
نہ تو گاڑا نہ جلایا نہ بہایا تعویذ

ذقن یار کے بوسے کی تمنا ہی رہی
لکھے گے کس روز کنوئیں میں نہیں ڈالا تعویذ

جی کی تکلیف نہ کیونکر کریں ان آنکھوں کی جام
موے سر ابر سیہ برق سنہرا تعویذ

نہیں ٹلتی کسی صورت سے بلاے ہبرم
ڈھونڈھے کسواسطے آتش کوئی گنڈا تعویذ

ردیف را

شانہ ٹوٹا تار گیسوے معنبر توڑ کر
پھل نہیں پاتا کوئی شاخ صنوبر توڑ کر

اُس نگہ سے سینہ میں ممکن نہیں دل کو پناہ
قلعہ میں تیر قضا لگتا ہی بکتر توڑ کر

شاخ گل پر سے کیا تھا بسکہ بلبل کو اسیر
ہاتھ پر صیاد نے ٹھلا لیا پر توڑ کر

چھوڑنا تیشہ سے اپنا سر تھا ای کوہکن
چھینا شیریں کو تھا پرویز کا سر توڑ کر

باز آیا فعل سے اپنے نہ بستی میں بھی
شیشہ کو منھ سے لگایا میں نے ساغر توڑ کر

ایدل صد چاک الجھکر زندگی سی ہو نہ تنگ
بیچ کا اُن گیسوؤں کے شانہ بنکر توڑ کر

درد باز میں رہیگا سخت جانی سے مری
خون عاشق کی قسم کھاؤ گے خنجر توڑ کر

شیشہ کو توڑا اگر تونے لڑا کر جام سے
محتسب کھوے تری گردن برابر توڑ کر

آئینہ لیتا تو ہی وہ لاابالی دیکھتا
پھیر دیگا چار دن میں ای سکندر توڑ کر

دل تو کتا تھا نکل چلنے کو پر چلتے وقت
بیشتر دل سے ہوئی جان ہماری تیار

مجکو مجنون سے بھی جسوقت کہ لاغر پایا
کشتی گرنے کو ہوئی باد بہاری تیار

اس قدر تنگ گریبان نہین یا یارے
پھانسی دیجیے اسے گردن ہی ہماری تیار

سُرمہ اندھیر حنا قہر قیامت مستی
فتنہ انگیزی کی ترکیبین ہین ساری تیار

ہار پھولون کے پہنتے ہو تو میری خاطر
بدھی زخمون کی کرے تیغ تمھاری تیار

رزق ہر صبح پہونچتا ہی مجھے بے منت
خون دل لخت جگر کی ہی نہاری تیار

زندگی مین جو فراغت نہوئی تو نہوئی
ای فلک تنگ نہو گور ہماری تیار

اس زمانے مین سپاہی نہین بیگاری ہین
نہ تو تلوار سجی ہی نہ کٹاری تیار

قند سے دھیان اسکو تکلف کا نہ آیا ہرگز
رہی لگ چلنے کو دامن سے کناری تیار

تیرے دیوانے کی وحشت ہی زیادہ ہر سال
بیڑیان ہوتی ہین ہر مرتبہ بھاری تیار

کبریا رکا شک انکی کمر پر جو پڑا
بھاؤ کھانے کو ہوے بوند شکاری تیار

تخت تابوت کہان نکلے غبار اُڑ جاؤ
پاؤ نکلے گھوڑے کی آتش ہو سواری تیار

دیکھی جو صبح زلف سیہ فام دوش پر
نظارہ کرتے کرتے ہوئی شام دوش پر

طفلی سے ہون دوچار نشیب و فراز دہر
راحت نہ گور مین تھی نہ آرام دوش پر

مجھ سخت جان کا سایہ جو سیلاب پڑے
لادے پھرے حباب در و بام دوش پر

نادانی کا سبب ہی جو ہی طفل کو فرار
رہنے نہ دیگی گردش ایام دوش پر

جنون لیچل بیابان کو مین باز آیا گلستان سے
یہ صرف سینہ کوبی ہے وہ صرف لعل ماتم ہے

خوش آئی ہے کسے چشمک نی نرگس کی سوسن پر
مرے ماتم سے رقت رہتی ہے اک سنگ آہن پر

ہر اک مصرع مین یان مضمون ہے آتش دوستداریکا
ہمارے شعر کا انصاف ہے انصاف دشمن پر

بہار آئی ہے عالم ہے گل و نسرین و سوسن پر
جوانان چمن نازان ہین اپنی جوبن پر

نقاب اُٹھنے جو تو رخسار آتش رنگ سے اپنے
پر پروانہ سے آرے چلین شمعون کی گردن پر

دل نازک کو اپنے جنبش مژگان سے کیا ڈر ہے
چھری چلتی کبھی دیکھی نہین شیشہ کی گردن پر

حذر عالی مقامونکو ہے لازم خاکسارونسے
پیا دے غالب آئے ہین سوارے پشت توسن پر

ادب آموز ہے ہر ایک ذرہ اپنے وادیکا
نہین ممکن کہ گرد اُڑ کر پڑے رہرو کے دامن پر

حشیم اکثر آئے ہین تماشا دیکھنے اسکا
کمند آہوے شہری ہے سبزہ اپنے مدفن پر

نہایت بلبل شیدا کا اسنے دل جلایا ہے
جو لس ہووے تو رکھدون آگ مین گلچین کے دامن پر

نہ دیکھا سخت طینت کو کبھی سر سبز دنیا مین
شگوفہ پھولنا باقی نہین دیوار آہن پر

ذرہ جسدن سے اے قاتل گلے مین تو نے ڈالی ہے
طلاؤ نقرہ کو اک رشک ہے اقبال آہن پر

نہانے کو نجا حمام مین ہمرہ رقیبون کے
لٹا دیگا ہمین رشک آتش سوزان گلخن پر

نہ سمجھا پر نہ سمجھا میرے خط شوق کا مطلب
مقدر نے مجھے عاشق کیا کس طفل کودن پر

تری زلف سیہ اکدن سفیدی پر ہووگی
یہ وہ شب ہے چلے گی جو طریق روز روشن پر

حرارت طور کے شعلہ کی ہر اک دانہ رکھتا ہے
یقین ہے خاک ہو بجلی گرے گر اپنے خرمن پر

۸۰

کس گل کے خط سبز کے کشتہ ہین اہل شرع
جائز رکھا ہی سجدہ انہون نے گیاہ پر

دندان یار جب سے سمائے ہین آنکھو مین
لیتے ہین موتی جوہری اپنی نگاہ پر

شہر بتان مین حوصلہ فریاد کا نہ کر
یان رسم درّے پڑنگی ہے داد خواہ پر

مشتاق اہل میکدہ ہین یان کرم کرے
ابر سیہ کا لطف نہین خانقاہ پر

آتش زمین کو بھی سمجھا ہون آسمان
ہوتا ہی برج دلو کا شک مجکو چاہ پر

حکم رانی پہ ہوا میل سلیمانی بہار
عشق پیچان بن گیا طغرائے فرمان بہار

زخم خندان یار بن ہی رو کے خندان بہار
تیر باران بلا ہی مجکو باران بہار

بے بقا ہی ہستی شبنم سے باران بہار
برق کی چشمک سے کم وقفہ ہی دوران بہار

زلف کو سنبل سمجھے گوش گل کو جانیے
نرگس شہلا کو کہیے چشم فتان بہار

شاخ گلبن پر یہ طفل غنچہ سے ظاہر ہوا
نے سواران چمن ہین مرد میدان بہار

کیا سمجھکر روندتے ہین مجکو سیار چمن
سبزہ بیگانہ ہون لیکن ہون مہمان بہار

زلف کا ہونا قریب چہرۂ رنگین ہی شرط
باغ بے سنبل ہی بے شیرازہ دیوان بہار

چاک پیراہن ہر اک گل کا بعینہ زخم ہی
کھیست ہی تلوار کا یارب کہ میدان بہار

روشنی ہووے جو آنکھون مین سیر باغ کر
لالۂ آتش زبان ہی شمع ایوان بہار

آب جو مین ہین صفا سے سینۂ اشراقیان
ہر گل خوشبو ہی افلاطون یونان بہار

پیش آتے ہین بدذات سے بھی کرم کے ساتھ نیک
رزق زنبور عسل ہی ریزۂ خوان بہار

اس قدر توسعی کرتا ہون مین ہاعشق مین
فکر کی گرمی سے جلتا ہی زبس میرا دماغ
لکھ کے خط حسرت مین قاصد کے ہونٹ مجنون ہوا
ایکدن تو بام پر سے روے نورانی دکھا
صورت یوسف ہی وہ طفل حسین ہر اعزیز
کونسا گلرو ملے گا مہندی اپنے پانون مین
حسرت شاہی ترے در کے فقیرونکو نہین
کس جگہ زیر زمین آہو نہین آہستہ چل
میل آرایش چراغ حسن کو دیگا فروغ
یہ بھی دیوانہ کسی گلرو کا ہووے ای کریم
تابکے سر مین نہان رکھون مین سودا زلف کا
آزردہ ہی پانون پر آ کے ہمارا سر ہوا اور
کونسا حلقہ ہی جسمین اک دل عاشق نہین
نالے کرتا ہون تو کہتے ہین مجھے اہل زمین
اپنے عریانون کا پردہ رکھیگا وہ عیب پوش

پانون کا میرے پسینا ہو روان بالاے سر
جاے سودکھلائی دیتا ہو دھوان بالاے سر
چاہیے ہر ہر بناوے آشیان بالاے سر
پڑ رہی ہی کیسی خاک آستان بالاے سر
آنکھون پر رکھتے ہین پیر اسکو جوان بالاے سر
بوتے ہین نخل حنا کو باغبان بالاے سر
تخت ہی ہمکو زمین چتر آسمان بالاے سر
پانون پڑتے ہین ترے ایکجان جان بالاے سر
سرخ بتی باندھیگا وہ دی نشان بالاے سر
آشیان بلبل کا رکھے باغبان بالاے سر
موے سر کے بدلے سنبل ہو عیان بالاے سر
دست شفقت پھیرے وہ شوکت نشان بالاے سر
طرۂ گیسو ہی اس گل کو گران بالاے سر
کیون اٹھایا چاہتا ہی آسمان بالاے سر
روز محشر ہونگی چشم مردمان بالاے سر

قتل جب چاہے کرے آتش وہ ترک جنگجو
نے گلے مین ہو زرہ نے خود یان بالاے سر

تیرے سوا کسی سے علاقہ نہیں مجھے
اے بحر حسن لہر یہ کیا آئی ہے تجھے
دیوانے آجکل کے کچھ آتش نہیں ہیں ہم

لازم نہیں ہے خادم سرکار سے بگاڑ
رکھتا ہے اپنے تشنۂ دیدار سے بگاڑ
مدت ہوئی کہ ہے سر و دستار سے بگاڑ

ردیف زاے معجمہ

ساتھ ہے بعد فنا حسرت فتراک ہنوز
کپڑے پھٹتے ہیں مرے خانۂ زنجیر میں بھی
کون کہتا ہے بسر ہو گئے ایام جنون
آنکھ بھر کر نہ کبھی چاند سی صورت دیکھی
عشق نے نقش بٹھایا جو نگین دل پر
باغبان کیسی بہار آئی ہے کیا عالم ہے
کیا کریں اسکو نہ نکلے جو بخار اک دل کا
اسقدر قحط ہے کس واسطے مے کا ساقی
استخوان خاک ہوئے خاک بھی برباد ہوئی

دامن زین سے لپٹتی ہے مری خاک ہنوز
پانؤن تو سست ہوے ہاتھ میں چالاک ہنوز
اک گریبان نظر آتا نہیں بے چاک ہنوز
نہیں آلودہ ہماری نگہ پاک ہنوز
میں نے جانا کہ زمانے میں ہیں حکاک ہنوز
نظر آتے ہیں چمن میں خس و خاشاک ہنوز
دو سمندر ہیں مرے دیدۂ نمناک ہنوز
زیر دیوار چمن اینڈتے ہیں تاک ہنوز
صاف ہوتا نہیں اس سر بھی وہ سفاک ہنوز

وہی پستی و بلندی ہے زمین کی آتش
وہی گردش میں شب روز ہیں افلاک ہنوز

جوش و خروش پر ہے بہار چمن ہنوز
پاتا نہیں ہیں یار کو سیل سخن ہنوز

پیتے ہیں نوجوان شراب کہن ہنوز
معدوم ہے کمر کی طرح سے دہن ہنوز

بسکہ اشکون سے نمی ہو مرے گھر مین فرد شب
دیکھیے کس کس کو وہ زرین قبا کرتا ہو قتل
کون کہتا ہو نہین عناب لب سے اسکو عشق

منہدی کی ٹٹی سے رہتی ہو ہر اک دیوار سبز
سرخ اک پیچا غضب ہو تہر ہو شلوار سبز
چہرۂ آتش ہو مثل چہرۂ بیمار سبز

ردیف سین مہملہ

کرتے ہین عجب یار سراغ پر طاؤس
صیاد بھی زخمی بھی اسی بانہیں گے دونون
محتاج نہین روشنی عاریتی کا
اے ابر ترے عشق نے یہ رنگ کہایا

زخمی کو نہین اسکے دماغ پر طاؤس
جو دم ہو غنیمت ہو فراغ پر طاؤس
داغ اپنا ہی ہو شمع و چراغ پر طاؤس
ہر داغ ہو اک لالۂ باغ پر طاؤس

دھویا کرے باران بہاری اسے آتش
چھٹنے کا پرون سے نہین داغ پر طاؤس

ذرہ خورشید ہو پہونچے جو در یار کے پاس
طرۂ زلف ہو زیبا نہین رخسار کے پاس
کوچۂ یار مین سائے کی طرح رہتا ہون
سیکڑون تشنۂ دیدار ہین معلوم نہین
مجکو دربانی کی خدمت ہو تو اے خانۂ یار
فکر مرغان چمن کی ہو بہار آئی ہو
کب ہوا اب آئے خط شوق کا واں دیکھون

سایہ بن جائے ہما لوٹ کے دیوار کے پاس
خوشنما کتنے ہین گوٹے کمر یار کے پاس
در کے نزدیک کبھی ہون کبھی دیوار کے پاس
کسکی قسمت کا ہو پانی تری تلوار کے پاس
سایہ کو آنے ند و نہین تری دیوار کے پاس
جھوٹ اڑا لا ہو صیاد نے گلزار کے پاس
روز ہو آتا ہون ہر کارۂ اخبار کے پاس

ردیف شین معجمہ

ردیف صاد

آفت جان ہی ترا ای سروِ گل اندام رقص | ساتھ ہر ٹھوکر کے کرتا ہی ہمارا کام رقص
طبع عالی باز رکھتی ہی تماشے سے مجھے | بام پر گویا کہ مین ہون اور زیر بام رقص
کسطرح کرتا ہو وہ ذلت گوارا آدمی | فی الحقیقۃ کچھ نہین غیر خیال خام رقص
چہرۂ محبوب پر گیسو نہین لہرا رہے | بت کے آگے کرتے ہین کفار نافرجام رقص
ای دل پرداغ بیتابی سے کچھ حاصل نہین | ہو سکا طاؤس سے کب قابل انعام رقص
دم فنا ہوتا ہی دامن کی ہر اک ٹھوکر کے ساتھ | خرمن امید کو ہی برق کا پیغام رقص
حرص دنیا حسن نمازنگر کو رکھتی ہی خراب | بہر زر کرتے ہین محبوبان سیم اندام رقص
سینہ کوبی کی صدا ہی یہ کہ گھنگرو کی صدا | بیقراری ہی تری یا ایدل ناکام رقص
ایکدن لایا تھا جام مو ترے ہونٹھون تلک | آجتنک کرتا ہی یہ گردون مینافام رقص
چشم راحت کار ذلت مین خیال خام ہی | عمر بھر رقاص کو رکھتا ہی بے آرام رقص
اپنی صورت سامنے اپنے تماشا گاہ ہی | کیا سمجھکر یہ روا رکھتے ہین خاص و عام رقص
میکدے مین چلکے سیر عالم نیرنگ کر | قلقل مینا ہی نغمہ اور دور جام رقص
دل اسی پہلو مین آتش بیشتر ازین بیتاب تھا | یہ وہی جا ہی جہان ہوتا ہی صبح و شام رقص

ردیف ضاد معجمہ

کام ہی شیشہ سے ہمکو او رساغر سے غرض | مست رہتے ہین شراب روح پرور سے غرض
عشق صورت سے خیال آیا ہی معنی کی طرف | جب صدف سے مدعا تھا اب ہی گوہر سے غرض
آشنا ہوتے ہین مفلس کے کہان پر لالچی | زر کی خواہش ان حسینونکو ہی زیور سے غرض

ممکن خزان نہووے بہار شباب کو | گل ہو نہ تیرے حسن کا اے گلبدن چراغ
ہوگا نہ روشنی مین رخ یار سے فروغ | رکھتا ہی ناحق آرزوِ خارزن چراغ
عالم مین جلوہ گر ہی مرا یار اس طرح | ہوتا ہی جیسے روشنیِ انجمن چراغ
لیجائین کوے یار مین مجکو جو پاے شوق | روشن کرون مین جا کے میان چمن چراغ
مجبور ہین نہین تو اندھیرے مین گور کے | مردے جلائین بیچ کے اپنا کفن چراغ
جلتا ہی خود بھی قہر مین روشن کیا کرین | غربت زدون کے نام کے اہل وطن چراغ
دیکھا جو بت کے حسن خداداد کی طرف | مسجد مین تو جلائیگا اے برہمن چراغ
ٹھوڑی کے گرد یار کے خال سیہ نہین | بجھکر مین رہ گئے لب چاہ ذقن چراغ
اے خاک آتش اپنا جو منظور ہو فروغ | چڑھ خاک پر کمہار کے تو اور بن چراغ

ردیف فا

فتنہ ہووے بلبل ناشاد کی طرف | گلچین جو بولتا ہی تو صیاد کی طرف
برسون سے قد یار کا مضمون نہین بندھا | مدت ہوئی گئے نہین شمشاد کی طرف
مستی سے اُن لبون کو تعلق جو ہو کوئی | تھوکین کبھی نہ سوسن آزاد کی طرف
چلنے مین کی جو شوق شہادت نے بیری | گردن جھکائی کوچۂ جلاد کی طرف
اے جذب دل بغل مین سمجھتا ہون یار کو | جاتا ہی دھیان جب تری امداد کی طرف
آئینہ کی طرف نہ خیال آیا آپ کا | دیکھا نہ تم نے جوہر فولاد کی طرف
لایا ہی عشق حسن کا تیرے کشان کشان | آتا تھا کون عالم ایجاد کی طرف

عاشق ہی داد خواہ نہین [illegible]
فریاد رس کی کان نہین فریاد کی طرف
آتش یہ وہ زمین ہی کہ جسمین شفیق سن
سودا ہوا ہی میر سے استاد کی طرف

رجوع بندہ کی ہی اس طرح خدا کی طرف
نگاہ لطف سے دیکھنا جو تو گدا کی طرف
فراق

فراقِ یار مین رہتا ہی یون تصور گور
نہو گا ہمسفر روح پیکر خاکی

خیال جیسے مسافر کا ہو سرا کی طرف
یہ سوے ارض روان ہوگا وہ سما کیطرف

بہت خراب رہا تبکدے مین ای آتش
خدا پرست ہی چل خانۂ خدا کی طرف

یہ دل ہی جیسے تمھارے خیال سے واقف
کر جا خلط نہ تھے اعتدال سے واقف

کمال ہو جو ہوا اپنے کمال سے واقف
کرے تو وجد جو ہو جائے حال سے واقف

خدا کرے نہ تمھین میرے حال سے واقف
نہو مزاج مبارک ملال سے واقف

نہین جو روز و شب و ماہ و سال سے واقف
وہی ہی خوب زمانے کے حال سے واقف

نہو نگی آنکھین تمھاری جمال سے واقف
جلا کے طور کریگی جلال سے واقف

زبان سے کسکی مر چاردہ نہین سنتے
زمانہ ہی ترے فضل و کمال سے واقف

خبر ہی کیا تجھے اُن گیسوؤن کی مشاطہ
ہنوز شانہ نہین بال بال سے واقف

دعاے خیر جہی ہی مری حسینون کو
نہو کمال تمھارا زوال سے واقف

مراد پر نہین آیا ہنوز حسن شباب
گل و ثمر نہین اُس نونہال سے واقف

فسانہ طور تجلی کا سُن کے کان کھلے
نتھے کرشمۂ حسن و جمال سے واقف

وہ کام کرتے ہین جو دل اشارہ کرتا ہی
شگون سے ہین تو ہم محال سے واقف

کہا یہ اُس نے نہ سودا کسی کو زلف کا ہو
ہوا جو مجھسے پریشان حال سے واقف

فنا کے بعد کھلا دل کو عشق کا پردہ
تمام ہوکے ہوئے ہم کمال سے واقف

زلف لیلیٰ سے سوا ہر سطر سودا خیز تھی
ہو گیا دیوانہ مجنون پڑھتے ہی دیوان عشق

حق یہی مذہب ہی باطل ہی جو ہی اسکے خلاف
مرد مومن ہی وہی لایا ہی جو ایمان عشق

نام دو مشہور ہین شہر حسینان ہین مرے
بندۂ احسان عشق و تابع فرمان عشق

ہو مبارک تمکو مصحف کی تلاوت زاہدو
دو جہان بھولے ہوئے ہین حافظ قرآن عشق

دل جگر داغون سے دونون ہین کان مراد کی
کشور تن مین ہی جاری سکۂ سلطان عشق

تولتے ہین موتیون مین اشک حسن یار کو
دونون آنکھین اپنی ہین و پلۂ میزان عشق

سیر ہو جاتے ہین ایسے بھوک پھر لگتی نہین
زہر دیتا ہی نمکخوار و نکو اپنے خوان عشق

ایکدن تیرے کمر کا طوق ہونگے انکے ساتھ
ایصنم تائید غیبی رکھتے ہین مردان عشق

ارغوانی اشک ہین تو زعفرانی رنگ ہی
اپنے خاطر ہی مہیا آجکل سامان عشق

قطع ہو جاتے ہین دنیا کے تعلق یکقلم
چھٹ گیا وہ ہو گیا جو قیدی زندان عشق

دو جہان مین آتش اس سے کوئی شی بہتر نہین
وصف جو کچھ کیجیے اعلیٰ ہی اس سے شان عشق

ردیف کاف تازی

کسی حسین کی ہو کیا قدر یار کے نزدیک
وہ گلعذار ہی یکتا ہزار کے نزدیک

خدا نے کی ہی عطا اُس صنم کو دولت حسن
طلا و نقرہ ہین کیا مال یار کے نزدیک

قفس تک آئے جو لیکر چمن سے نکہت گل
یہ فاصلہ ہی نسیم بہار کے نزدیک

شراب پینے کی کرتی ہی فصل گل تکلیف
دن آتے ہین بطِ مے کے شکار کے نزدیک

کرور کوس سے میخانہ دور ہو ہر چند
کرم کرے تو ہی ابر بہار کے نزدیک

ردیف کاف فارسی

قباے صبر کو کرتا ہی آتش لسان چاک

کیا جو بیچ کے یوسف کا اُس نے دامان چاک

سحر کی طرح سے رہتا ہون مین گریبان چاک

لاتی ہی عمر نگہ مین نیا چشم یار رنگ
دکھلا رہی ہی گردش لیل و نہار رنگ

مستی عشق کیف سے لالہ گون نہین
اس رنگ پر چڑھا نہین سکتا خمار رنگ

روشن ہی جس سے منزل دل تو وہ شمع ہی	دم سے ہی تیرے مظہر حسن و جمال خاک
نقش قدم کو تاج سر اُسکا ہون دیکھتا	افتادگی مین رکھتی ہی سیر اسامال خاک
سودا رہے گا سر کو بہت روے یار کا	مُدت کے بعد ہوتے ہین مٹی مین بال خاک
اُس سیمبر کا جب سے زمین پر پڑا ہی پانو	آنکھون مین نیاریون کے ہی اسد نہال خاک
پیدا کریگا خم سے زیادہ پیالہ ظرف	مجھ مست کی ملے جو تجھے اے کلال خاک
اُس روے آتشین کی ہوا مین یہ رنگ ہی	گا ہے عبیر بنتی ہی گاہے گلال خاک
غنچہ نہو شگفتہ نہ چھیڑین جو باغبان	تیرے قدم کے نیچے کی ہی او نونہال خاک

صورت بگڑتی بنتی ہی اے ماہ چاردہ
بہروپ یون کا رکھتی ہی آتش کمال خاک

بہار مین جو ہوا ہی مرا گریبان چاک	ہوئے ہین لالہ و گل کی طرح سے خندان چاک
صدا یہ غنچۂ گل کے ہی کھلنے سے آتی	کرے جو تنگ گریبان ہی اُسکے شایان چاک
بناے ساغر مے جو کمہار تیرے لیے	پیالے ہون مہ و خورشید و چرخ گردان چاک
کھلے چمن مین جو گنبد کے پھول تو یہ کھلا	کیے بہار نے ظاہر خزان کے پنہان چاک
نکلکے تن سے دکھاوے گی اپنے جوہر روح	کھلے گا مطلب خط جب کہ ہوگا عنوان چاک
جنون کا جوش اُتاریگا پھاڑ کر کپڑے	بہار مین بدن اپنا کرینگے عریان چاک
کرونگا زلف کے سودے مین تار تار ایسا	دکھائی دینگے جیب [illegible] پریشان چاک
ملاؤن پیرہن گل سے کیا لباس اپنا	ہوا نہین ابھی دست جنون سے چندان چاک

طلسم تازہ دکھاتا ہی دیدۂ دل کو
کشادہ چہرہ کے ابرو دہان جانان تنگ

رہے نہ لالہ و گل سے کوئی جگر خالی
بہار باغ سے ہو عرصۂ گلستان تنگ

سنبھائی زخمونکی بڑھی جو تیغ نے تیری
خوشی سے ہو گئے پیراہن شہیدان تنگ

نصیب شانے کے پیدا کرے دل صدچاک
بغل مین لین اُسے وہ گیسوے پریشان تنگ

وہ دل ہی جسمین تصور ہو خوش جمالونکا
وہ گھر ہی جسکو کر رکھے ہجوم مہمان تنگ

نکل کے خانۂ زندان سے مین کدھر جاؤن
جنون کے جوش مین ہی جہان کا میدان تنگ

یہ گوش ہی ہین کہ باتین بان کی سنتے ہین
نکل گئے ہین ہنسی مین ہوکے دندان تنگ

بہار گل مین جو دل کو ہواے صحرا ہی
ہوا ہی روح کو قالب اپنے زندان تنگ

شکار مومن و کافر ہی کھیلتا وہ ترک
کمند زلف سے ہین ہندو و مسلمان تنگ

نقاب رخ سے جو دن کو وہ شمع رو اُلٹے
یقین ہی کثرت پروانہ سے ہوا یوان تنگ

بہار گل مین جو مین دھجیان اُڑاؤن اسکی
کلاہ دیوانے کو بھانسی کا ہو گریبان تنگ

نہ کھینچو سر آتش پر اپنا سایہ ہما
فقیر کے ہی بدن مین قباے سلطان تنگ

ردیف لام

مومن کا مددگار ہی شاہ نجف اے دل
حامی ہی ترا شیر خدا لاتخف اے دل

بت توڑنے کو دوش نبی پر وہ چڑھا ہی
کعبہ کو تولد سے ہی اُسکے شرف اے دل

بے واسطہ ہی احمد مرسل کا خلیفہ
دنیا کے طلبگار کرین حق تلف اے دل

معصوم ہی عیبون سے زمانہ کے بری ہی
وہ لالۂ بیداغ و در بیکلف اے دل

	آتش بقول مصرع سودا غرض نہین نکدست اگر زمانہ جہان کے لٹائے گل	

دردِ دل کا جو کہا مین نے فسانہ شب وصل	نیند آنے کو ہوا اُسکو بہانہ شب وصل
نہین کوتاہ کسی حال مین ہمت میری	خشک ہوتا تھا تو ہو زلف کا شانہ شب وصل
حسرتِ جلوۂ دیدار بہت ہی مجکو	چاہیے حجلے پہ آئینہ خانہ شب وصل
صبح ہوتے ہوے اُس بت نے قدم رنجہ کیا	نہ رہا شکر و شکایت کا زمانہ شب وصل
مین نے صندل کیطرح ماتھے کو رگڑا تا صبح	دردِ سر کا جو کیا اُسنے بہانہ شب وصل
مرتے ہین رشک کے مارے پسِ دیوار رقیب	شور کرتا ہی جو پازیب کا دانہ شب وصل
یار کیا مجکو ملا دولتِ پایندہ ملی	ہاتھ آیا مرے قارونکا خزانہ شب وصل
چاندنی آئینہ مین بینے اُسے دکھلائی	سیر دریا کا جو لایا وہ بہانہ شب وصل
خط سے پیغام زبانی نے ترقی کی ہی	آجکل تیر دعا کی ہی نشانہ شب وصل
دونون مہمان دمِ چند ہین دیکھون پہلے	جان جاتی ہی کہ ہوتی ہی روانہ شب وصل
عاشقونکی کششِ دل ہی کہ لائی ہی اُسے	چاہتا ورنہ خدا سے ہو زمانہ شب وصل

	آتش اُس گل کو ہی بیجا کے چمن مین کہنا ہو مبارک تجھے بلبل کا ترانہ شب وصل	

درہم ہی یار کا آغوش مین آنا شب وصل	پیرہن مین مجھے مشکل ہی سمانا شب وصل
سجدۂ شکر خدایا مین کیے رکھتا ہون	پانون پر یار کے سر کو ہی جھکانا شب وصل

شام سے صبح تلک دورِ شراب آخر ہی
یاد رکھنے کی جگہ ہی یہ طلسم حیرت
آنکھ وہ فتنۂ دوران کسے دکھلاتا ہی
فتنہ انگیزی بھی جھپتی ہی کہین پردہ نشین
خون تھا صدتو وہ سفاک سمجھتا ہی حلال
پانون پکڑے ہین ہین نے یہ ترے کوچہ کی
دیدۂ یار نہین کیا اُسے کیف مۓ مین
سبزۂ خط سے ہوئی اُسکی کدورت دہ چند
وہی تحصیل محبت کا ہی عالم تا حال
لطف حاصل ہو جو زلفونکی گرفتاری کا
کوچۂ یار مین اپنا جو گذر ہوتا ہی

روتے ہین دیکھ کے خندان دہن جام کو ہم
صبح کو دیکھتے ہی بھول گۓ شام کو ہم
شعبدہ جانتے ہین گردش ایام کو ہم
سُنتے ہین گبر و مسلمان سے ترے نام کو ہم
کسی غماز سے بھجوا ئینگے پیغام کو ہم
رہِ صد سالہ سمجھتے ہین اب اک گام کو ہم
بھونکر روز گزک کرتے ہین بادام کو ہم
اب صفائی کیلیے ڈھونڈھینگے حجام کو ہم
پختہ کرتے ہین ہنوز آرزوے خام کو ہم
مول لین دل کی اسیری کے لیے دام کو ہم
نگران رہتے ہین حسرت سے در و بام کو ہم

حُسن سے عشق کی خاطر ہی خدا نے بھیجا
کرتے ہین آتش اُسے آئے ہین جس کام کو ہم

غیرتِ مہر رشکِ ماہ ہو تم
جس نے دیکھا تمھین وہ ہی گیا
کیونکر آنکھین نہ ہمکو دکھلاؤ
حُسن مین آپکے ہی شانِ خدا

خوبصورت ہو بادشاہ ہو تم
حُسن سے تیغِ بے پناہ ہو تم
کیسے خوش چشم خوش نگاہ ہو تم
عشق بازونکے سجدہ گاہ ہو تم

لکھا ہو کس کے خنجر مژگان کا اُسنے وصف
اک زخم دیکھتے ہین قلم کی زبان مین ہم

کیا حال ہو کسی نے نہ پوچھا ہزار حیف
نالان رہے جرس کیطرح کاروان مین ہم

آیا ہو یار فاتحہ پڑھنے کو قبر پر
بیدار بخت خفتہ ہو خواب گران مین ہم

شاگرد طرز خندہ زنی مین ہو گل ترا
اُستاد عندلیب ہین شور و فغان مین ہم

باغ جہان کو یاد کرینگے عدم مین کیا
کنج قفس سے تنگ ہے آشیان مین ہم

اللہ ری بیقراری دل ہجر یار مین
گاہے زمین مین تھے تو گہے آسمان مین ہم

دروازہ بند رکھتے ہین مثل حباب بحر
قفل درون خانہ ہین اپنے مکان مین ہم

آتش سخن کی قدر زمانے سے اُٹھ گئی
مقدور ہو تو قفل لگا دین دہان مین ہم

آخر کار چلے تیر کی رفتار قدم
غیر منزل نہ پڑے راہ مین زنہار قدم

اُٹھ گئے وصل کی شب بستر از یار قدم
آگے ہم عمر روان سے بھی چلے چار قدم

کوئے مقصود سے یون رکھتی ہو غفلت مجھکو
جیسے سو جانے سے ہو جاتے ہین بیکار قدم

اہل عالم مین ہو نہین مدنظر مین مردونکی طرح
بڑھ چلین لاکھ مگر ساتھ ہین دو چار قدم

ایک مدت سے رہ کعبہ مین آوارہ ہین
کیا خدا کا مجھے دکھلا وینگے دیدار قدم

جوش وحشت مین کبھی ہین نہ تھکے نہ اسیر زدا
لیگئے حسرت خار سر دیوار قدم

صورت برگ خزان جھڑتے ہین ہر گام گناہ
جب اُٹھاتے ہین تری راہ مین زوار قدم

اے جنون کوہ بیابان بھی دکھلا مجکو
رہین پستی و بلندی سے خبردار قدم

یہ صدا آتی ہی زنجیر سے مجھ مجنون کی
آج مجبور ہین وہ کل جو تھے مختار قدم

آب رحمت کریگا آنکے آتش چھڑکاؤ
خاک پر رکھین گے مجھ رند کے ابرار قدم

ردیف نون

چمن مین رہنے دے کون آشیانہ نہین معلوم
نہال کسکو کرے باغبان نہین معلوم

مرے صنم کا کسی کو مکان نہین معلوم
خدا کا نام سنا ہی نشان نہین معلوم

اخیر ہوگئے غفلت مین دن جوانی کے
بہار عمر ہوئی کب خزان نہین معلوم

یہ اشتیاق شہادت مین محو تھا دم قتل
لگے ہین زخم بدن پر کہان نہین معلوم

سنا جو ذکر الٰہی تو اُس صنم نے کہا
عیان کو جانتے ہین ہم نہان نہین معلوم

کیا ہی نے طریق سلوک سے آگاہ
مرید کسکا ہی پیر مغان نہین معلوم

مری طرح تو نہین اسکو عشق کا آزار
یہ زرد رہتی ہی کیون زعفران نہین معلوم

جہان و کار جہان سے ہون بیخبر مین مست
زمین کدھر ہی کہان آسمان نہین معلوم

سپرد کسکے مرے بعد ہوا امانت عشق
اُٹھائے کون یہ بار گران نہین معلوم

خموش ایسا ہوا ہون مین کم دماغی سے
دہن مین ہی کہ نہین ہی زبان نہین معلوم

مرے تمھاری محبت ہی شہرہ آفاق
کسے حقیقت ماہ و کتان نہین معلوم

کس آئینہ مین نہین جلوہ گر تری تمثال
تجھے سمجھتے ہین ہم این و آن نہین معلوم

ملا تھا خضر کو کس طرح چشمہ حیوان
ہمین تو یار کا اپنے دہان نہین معلوم

کھلی ہی خانہ صیاد مین ہماری آنکھ
قفس کو جانتے ہین آشیان نہین معلوم

پہونچا سزا کو اپنے ہی بیداد گر کہان
زرد حنا چڑھایا گیا دار پر کہان

عشق کمر کا قصہ ہوا مختصر کہان
ہستی سے کر چکا ہون عدم کو سفر کہان

داغ جگر مٹا نہ سکی آہ صبح گاہ
گل کرتی ہی چراغ نسیم سحر کہان

لون بوسہ کسکا ہی دہن یار ناپدید
کسکے ہون ہاتھ طوق وہ نازک کمر کہان

تا حال آنکھون نے نہین سیر بہشت کی
پیش آیا کوے یار کا ہمکو سفر کہان

زاغ شب فراق جو جیتا نہ چھوٹتا
کھاتا ہمارا مغز خروس سحر کہان

آہن دلون سے چشم کرم ہی خیال خام
کرتا ہی سبز نخل کو آب تبر کہان

حیران کار رہتے ہین آئینہ کیطرح
آنکھون سے پوچھیے کہ پڑی ہی نظر کہان

دندان کا اپنے نقش لب یار پر جو ہی
پیدا کیا عقیق نے ایسا شجر کہان

آئینہ دیکھنے کا گذرتا نہین خیال
اپنی خبر نہین اُنھین میری خبر کہان

اندھیر آنکھون مین ہی اُجالا ہی ناپدید
پردے مین شب کے چھپ ہی ایسی سحر کہان

سودا نہین ہی گیسوؤن کا یار کے کسے
ان دو بلاؤن سے ہی کسیکو مفر کہان

خرمائے لب کے بوسہ کا چکھا نہین مزا
توڑا ہی نخل حسن کا ہنے ثمر کہان

دھوکا نہ دے سکیگا مجھے زلف یار کا
سنبل کے پاس طرہ ہو ہر چند سر کہان

دم کیا بھریگا کوئی محبت کا یار کے
میرا سا دل کہان ہی مرا سا جگر کہان

قید خودی سے چھوٹ کے جا کی ہی گور مین
آتش ملا ہی گنبد گردان کا در کہان

یہ کھلا آتش عناصر سے دل دیوانہ کو
چار دیوارین اکھٹی ہو کے زندان ہوگئین

قید ہستی سے ہنوز آزادگی حاصل کہان
روح سے چھوٹا ہی یہ زندان آب و گل کہان

ہچکیان لیتے تھے کوچہ مین ترے بسمل کہان
زخم ہنستے تھے کسکے مُنھ پر اے قاتل کہان

قدرت اللہ ہی نیرنگ سازی حسن کی
گورے گورے عارضون پر کالا کالا تل کہان

دسترس کسدن ہوا بندِ قباے یار پر
وا ہوتے ناخن سے اپنے عقدۂ مشکل کہان

طوف کوئے یار کی حسرت نہین نکلی ابھی
طی ہوئی ہی کعبۂ مقصود کی منزل کہان

صورت ریگ روان گرم سفر ہون روز و شب
کچھ نہین معلوم جاتا ہون کدھر منزل کہان

جو ندے ایذا کوئی ایذا نہین دیتا اُسے
سایۂ دیوار کو اندیشۂ عامل کہان

بھیک کسکے حسن کی مقصود مہر و ماہ ہی
دربدر پھرتے ہین مثل کاسۂ سائل کہان

بحر ہستی سا کوئی دریاے بایان نہین
آسمان نیلگون سا سبزۂ ساحل کہان

وقت بد مین کون ہوتا ہی مصیبت کا شریک
ہجر کی شب کے اندھیری مین مہ کامل کہان

کونسا ایسا کیا ہی مجھسے یارون نے سلوک
یاد آتی ہی عدم مین جاکے یہ محفل کہان

خندہ زن دیکھا نہ اک مردہ کو زندہ کسطرح
ہوشیاری کے مزے سے آشنا غافل کہان

جنبش ابروے قاتل مین ٹھہریگا رقیب
چہرۂ نامرد زخم تیغ کے قابل کہان

عشق کے صدمے اُٹھانے کو جگر بھی چاہیے
کیون ہوا سیری طرح آتش کسی کا دل کہان

بلبل کو خار خار دبستان ہی اندنون
زنار عشق بت مین رگ جان ہی اندنون

مہر طفل کی بغل مین گلستان ہی اندنون
ناقوس برہمن دل نالان ہی اندنون

آباد میرا خانۂ ویران ہی اندنون
سیلاب مجھ غریب کا مہمان ہی اندنون

دامن ہی اپنے ہاتھ مین اک شک ماہ کا
پیش نظر ہلال گریبان ہی اندنون

باغ جہان مین جو ہی گرفتار ہی ترا
آزاد ایک سرو گلستان ہی اندنون

کہتے ہین اسم زمین مین مجنونکی اب غزل
ہر بیت اپنی خانۂ زندان ہی اندنون

کافر ہوا ہو صنم جو خریدے نہ تو اسے
منھدی کے مول خون مسلمان ہی اندنون

ہنگامہ حسن و عشق کا ہی گرم آجکل
دیوانہ پری ہی جو انسان ہی اندنون

مستی کا ان لبون کے فسانہ کہان نہین
مجلس نہین وہ جو نہین حیران ہی اندنون

صدقے چکور ہوتے ہین خسار یار کے
وہ ماہ چاردہ مہ تابان ہی اندنون

آتا ہی سیر باغ کو وہ گوہر مراد
پھیلائے گل کے پاس جو داماں ہی اندنون

قد سرو چہرہ گل ہی تو سنبل ہی روے یار
گھر خانہ باغ ہی جو وہ مہمان ہی اندنون

جوہر شناس جمع ہین آتش ہی معرکہ
شمشیر ہو وہی کہ جو عریان ہی اندنون

برق کو اسپر عبث گرنے کی ہین تیاریان
برگ گل ہی آشیان کو اپنی مین چنگاریان

عہد طفلی مین بھی تھا مین بسکہ سودائی مزاج
بیڑیان منت کی بھی پہنین تو مین نے بہاریان

موت کے آتے ہی ہمکو خود بخود نیند آگئی
کیا اسکی یاد مین کرتے تھے شب بیداریان

پھر جب باغ سے تیرے قد بالا کا دیوانہ ۔۔۔ بہت رویا گلے سرو کے مل مل گلستان مین

بہار آئی ہی دل بہلایئے سیری مین اہی آتش
جو انان چمن کی دیکھیے محفل گلستان مین

پردے یہ غفلتون کے اگر دل سے دور ہون ۔۔۔ مائل سو سجود سر پر غرور ہون

تمیز کیجیے جو سفید و سیاہ مین ۔۔۔ ظلمت جو زلفین ہون تو وہ سیکڑون نور ہون

پہلے ہی دیکھا ہون مین انکو جواب صاف ۔۔۔ سمجھائین اب جو یار نہ رہے بے شعور ہون

آنکھون مین تنگ چشمونکے پھر بھی ہین قبل مست ۔۔۔ ہر چند ناتوانی سے مین بادہ سو ہون

بعد فنا بھی خاک رہ یار ہونگے ہم ۔۔۔ ممکن نہین رکاب سعادت سے دور ہون

کرتا ہی کیا یہ محتسب سنگدل غضب ۔۔۔ شیشون کے ساتھ دل نہ کہین چور چور ہون

غلغال بادے یار مین آواز صور ہی ۔۔۔ بیدار بخت خفتۂ اہل قبور ہون

کشتے جو حسن گرم کے نالان ہین برخاک ۔۔۔ سنگ مزار جلنے لگین کوہ طور ہون

مرتا ہی غیر کس پہ گھٹتا ہی یار کیون ۔۔۔ حاضر ہین جان و دل جو کسی کو ضرور ہون

ساقی چمن مین آگ لگائی بہار نے ۔۔۔ رنگ شراب سرخ سے جام بلور ہون

ثابت جو یار کرتے ہین مجھپر خطائے عشق ۔۔۔ انصاف ہو تو آپ سراپا قصور ہون

دل مین ان آنسونکے سراسر بھرا ہی زنگ ۔۔۔ ہر چند پاک صاف یہ تیرے حضور ہون

رونے کیجا ہی حالت دیوانگان عشق ۔۔۔ ابر بہار دیدہ وحش و طیور ہون

عزم طواف کعبہ ہی اب کچھ غرض نہین ۔۔۔ آتش بتان ہند پری ہون کہ حور ہون

رفیق حال بُرے وقت مین نہین کوئی
شریک جنگ مین شمشیر کا نیام نہین

دو روزہ حُسن نکھو رایگان غرور سے یار
حلال مال ہی یہ دولت حرام نہین

گدا و شاہ برابر ہین خاک کے نیچے
لحد مین ساتھ یہ قصر بلند بام نہین

ملا یا خاک مین کس کس جوان رعنا کو
خدا کا قہر ہی ای بت ترا خرام نہین

جفا و جور سے عالم و حُسن کا نہ رہا
بنائے زلف کو سچ کہتے ہین قیام نہین

نظارہ کمر یار کا نہو مشتاق
طلب محال کی غیر خیال خام نہین

بتون کے قہر غضب کا کسے ہی اندیشہ
خدا نہین یہ پیمبر نہین امام نہین

بلند و پست سکندوش کو برابر ہی
نسیم بے سروپا کا کہان مقام نہین

بلند ہو نہ زمین سے مزا مزار آتش
نشان قبر سے منظور مجکو نام نہین

برگشتہ طالعی کا تماشا دکھاؤنین
گھر کو لگے جو آگ تو پانی بجھاؤنین

جنس گران بہا کا خریدار کون ہی
بکتا نہین الٰہی جو چوری ہی جاؤنین

لالہ رخون کے حسن کا بھوکا ہون سقدر
دل ہو نہ سیر لاکھ اگر داغ کھاؤنین

آنکھین مری کرے جو منور جمال یار
گھی کے چراغ طور کے اوپر جلاؤنین

مردے کی طرح سوتے ہین کیسے مرے نصیب
ٹھوکر سے پاے یار کے انکو جگاؤن مین

بوسہ ملے کمان کا جو ابروے یار کی
محراب بیت کعبہ مین چلہ چڑھاؤنین

جی چاہتا ہی شوق شہادت مین قبل مرگ
بنوا کے قبر لالہ کو اسپر لگاؤنین

اشکون سے خانۂ تن آتش خراب ہوگا
قصر سپہر رفعت باران نے ڈھا دیے ہین

خار مطلوب جو ہووے تو گلستان مانگون
شمع گل ہووے جو صبح شب ہجران مانگون

خاک مین بھی جو ملون مین کو کسی صحرا مین
بخت واژون نے زبان کو یہ اثر بخشا ہے

خانۂ دل مین کرون داغ محبت کو طلب
پادشاہی سے فقیری کا ہی پایہ بالا

رنج سے عشق کے ہی راحت دنیا بدتر
وے دیا کیجیے سودائی تمھارا ہون میان

عاشق دست نگارین ہون عجب کیا اسکا
میوے پر باغ جہان مین ہو جو دل کو رغبت

جامۂ جسم بھی رکھنے کا نہین دست جنون
یاس و حرمان ہون جو لوہے کے چنے بھی تو چباؤن

ملتی ہو مانگنے سے باغ جہان مین جو مراد
تو تو کیا ایسی بلا ہی وہ ٹلے ہو جو پہاڑ

کب سے در پہ ترے سائل ہون آتش کیطرح

بجلی گرنے کو جو جی چاہے تو باران مانگون
اوس گلی بھی ہو موقوف جو باران مانگون

جسے مٹی بھی نہ اے گبر و مسلمان مانگون
تلخی مرگ مزا دے جو نمکدان مانگون

روشنی کے لیے اس گھر کے جو مہمان مانگون
بوریہ چھوڑ کے کیا تخت سلیمان مانگون

زخم خندان ہون اگر مین گل خندان مانگون
سونگھنے کو جو کبھی زلف پریشان مانگون

بھیک دریا سے اگر پنجۂ مرجان مانگون
شجر حسن سے مین سیب زنخدان مانگون

پیرہن خاک مین دیوانۂ عریان مانگون
نعمت عشق کے قابل لب و دندان مانگون

گل سے بلبل کے کفن کے لیے دامان مانگون
وصل کا روز جو مین لے شب ہجران مانگون

وہ ملے مجکو جو کچھ اے شہ خوبان مانگون

اپنے خون کی بو ہمین آتی ہے [illegible]
زندگی مین کوے قاتل سے سفر کیونکر کرین
حاصل اہل محبت غم محرومی نہین
پیر مجنون ہو کے امید ثمر کیونکر کرین
وہ بھی مانند چراغ صبحدم مہمان ہے
مرگ کی لیلے کے مجنون کو خبر کیونکر کرین
شاعرون سے سنتے ہین ہم ہیچ اپنی معدوم ہے
یار کا پیدا دہن ثابت مگر کیونکر کرین

بلا اپنے لیے دانستہ نادان مول لیتے ہین
نپوچھ احوال بیدرد اپنے بیمار محبت کا
ہین اُس گلشن کا بلبل ہون بہار آنے نہین پاتی
مگر جانا نہین شاید کریان سے اہل عالم کو
کیا کو نقش پاے مور ہمکو خاکساری نے
غریز خلق آنا تو کیا ہی مجکو داغون نے
ہمارا شعر ہر اک عالم تصویر رکھتا ہی
تری ابرو کے سودائی نہایت تنگ ہین قاتل

عبث جی بیچکر الفت کو انسان مول لیتے ہین
زمین اُسکے لیے اتبو عزیزان مول لیتے ہین
کہ صیاد آنکر میر گلستان مول لیتے ہین
یہ وہ دن کے لیے کیا قصر و ایوان مول لیتے ہین
جواب بھی چاہین تو تخت سلیمان مول لیتے ہین
کہ مردم جانکر سرو چراغان مول لیتے ہین
مرقع جانکر ذہی فہم دیوان مول لیتے ہین
گلے کے کاٹنے کو تیغ عریان مول لیتے ہین

یہ آتش نالۂ عشاق معشوقون کو بھایا ہی
کہ صیادون سے مرغان خوش الحان مول لیتے ہین

چاہتا ہون جو وفا طینت دلبر مین نہین
آتش افروزی گردون ہی تماشا مجکو
گرد پھرتا قد موزون کے ترے ای محبوب
بال پرواز خط شوق ہی اپنا ورنہ
بیجلی ہی جو تقاضا مجھسے قدح کش کو بہت
کندہ کرنا یہ مرے سنگ لحد پر پس مرگ
غیر خواہان ہو ترے وصل کا ای یار تو کیا

ہی وہ مطلوب مجھے جو کہ مقدر مین نہین
حجرہ جز سایۂ دیوار مرے گھر مین نہین
کیا کرے طاقت رفتار صنوبر مین نہین
طاقت اُس بام تک اُڑنے کی کبوتر مین نہین
ظرف گنجایش مے چشمۂ کوثر مین نہین
رحم اصلا دل خوبان ستمگر مین نہین
حصۂ خضر جو ہی بخت سکندر مین نہین

شہر مسکن کبھی اپنا کبھی جنگل ماوا
ایک سا ظاہر و باطن نہین معشوقون کا
شاعرون نے قد موزون کو ترے دیکھا ہے
صاحب حسن وہ صانع نے بنایا ہی تجھے
حال دیکھا ہی جنھون نے کر وہ میر انجھے
لالہ و گل کا نشان رکھتی نہین گلچینی
کیا کہون یار سے کہتے ہوئے غیرت آتی ہی
دیکھیے کٹ چکے کب نیست کا اپنے یہ پہاڑ
بلبلون کے جو گلے کھولے ہین لا کر تہ دام
غم شب ہجر مین اپنے نہین دربیش آتا
ذکر عاشق سے نہین ایک دم انکو فرصت
آتشین نالون کی اللہ ری گرمی شب ہجر

سیر ویرانہ آباد کیا کرتے ہین
پردۂ ناز مین بیداد کیا کرتے ہین
مصرع سرو پرایراد کیا کرتے ہین
حسرت بندگی آزاد کیا کرتے ہین
عذرا و ظلم کی بنیاد کیا کرتے ہین
باغبان باغ کو برباد کیا کرتے ہین
حضرت دل جو کچھ ارشاد کیا کرتے ہین
دردسر صنعت فرہاد کیا کرتے ہین
چھپے باغ مین صیاد کیا کرتے ہین
ذکر سے وصل کے دلشاد کیا کرتے ہین
ناز و انداز وہ ایجاد کیا کرتے ہین
نرم تر موم سے فولاد کیا کرتے ہین

سنتے ہین شوق شہادت کا جو میرے شہرہ
یاد آتش مجھے جلاد کیا کرتے ہین

الجھا ہی دل بتون کے گیسوے پرشکن مین
لٹکین گے دلو بنکر دل زلف کی رسن مین
شیرین زبان ہوئی ہی فرہاد کے دہن مین

اُگتی ہی جا بجا سبزہ کنگھی مرے چمن مین
دکھلائیگا پسینا پانی چہ ذقن مین
لیلی پکارتی ہی مجنون کے پیرہن مین

معمورۂ حلاوت وادی ہی داصلیون کا
بوسے ہین لب کے ہنسکر دندان کھاؤ انسے
صحرا کو بھی پنا یا نبض و حسد سے خالی

شکر بھرے ہوئے ہین مور دگس رہین ہین
بجلی گرائی مجھپر تقدیر نے یمن مین
ساکھو جلا ہو گیا کیا پھولا جو ڈھاک بن مین

کوئی نہین ہو تیرا مقدور ہو تو آتش
دے رکھ اجورہ دست غسال گورکن مین

مضمون آہ کیا مرے دیوان سے دور ہین
قاتل سے اپنے مرتبۂ عشق ہی مجھے
صاف اسقدر ہی چہرہ ترا دیکھکر جسے
یارب بُرا ہوا اختر بخت سیاہ کا
پاتا ہون اسقدر دل عالم سیاہ مین
ای خضر ناگوار ہی پانی کا بھی سلوک
روباہ بازیون سے فلک کے قریب ہی
پست و بلند شعر ہزار دن ہی ڈھل گئے

ممکن نہین کہ سرد گلستان سے دور ہون
میرے لہو کے داغ نہ دامان سے دور ہون
رنج و ملال خاطر انسان سے دور ہون
اس چاندنی مین ہم مہ تابان سے دور ہون
شمع و چراغ گور غریبان سے دور ہون
ہمتو کھڑے بھی چشمۂ حیوان سے دور ہون
شیرون کے نام دفتر سلطان سے دور ہون
کیونکر یہ آسمان و زمین یان سے دور ہون

آتش غم حسین میں رو ہنس رہا ہی کیا
سطرین کی سطرین نامۂ عصیان سے دور ہون

دل کی کدورتین اگر انسان سے دور ہون
نزدیک آچکی ہی سواری بہار کی

سارے نفاق گبر و مسلمان سے دور ہون
برگ خزان رسیدہ گلستان سے دور ہون

دو چار زخمیون کا بھی ہونا ضرور ہر
بعدِ فنا کھلے گی تجھے قدر زندگی
زانو وہ آئنے ہین نہین جسمین جا بے زنگ
بخت بلند رکھتے ہین گردن بلند لوگ
رنگین رہیگا خون شہیدان سے کوے دوست
مطلب کی میرے یار نہ سمجھے تو کیا عجب
نزدیک ناف تو ہی ذقن ہی اگرچہ دور
اے دل نہ بیقرار ہو توقف وقت ہی
کس دشت کیا ہی قضا نے مرا گذر
ہر مہ جبین کا عرش کے اوپر دماغ ہی
رکھا ہی جب سے ہمنے تری راہ مین قدم
مشق خرام ناز تو کرتا ہی جس جگہ
آزاد ہو کے یا دگر فتار آئیگی

گرچہ ترا چمن ہی مگر ارغوان نہین
کوڑیکی مول بکنے کے یہ استخوان نہین
ساقین تری وہ شمعین ہین جنمین دھوان نہین
کب پشت فیل واسپ کے اوپر نشان نہین
فردوس کی بہار کو بیم خزان نہین
سب جانتے ہین ترک کی ہندی زبان نہین
گر پڑ گڑھے ہی مین جو ہیں کنوان نہین
مفلس نہین ہین قیمت یوسف گران نہین
گرد و غبار ہی اثر کاروان نہین
کسکا بلند بام سے یان آستان نہین
ان لعبتون کو رتبہ سنگ نشان نہین
ملتا زمین کے پتہ مین وان آسمان نہین
کنج قفس مین خار خس آشیان نہین

آتش ہی بہرہ مند نہین فیض سے ترے
اس خوان پردہ کون ہی جو میہمان نہین

خاک مین ملکے بھی ہونگا نہ غبار دامن
نہ تو دشمن کوئی میرا نہ کوئی میرا دوست

کمر یار سے اُٹھتا نہین بار دامن
بار خاطر نہ کسی کا نہ غبار دامن

کس کس کے دل مین نقش ہوا روے یار کا
کیا کیا نگین کھدے شرف آفتاب مین

ہوتے ہین قتل طالب دیدار بیگناہ
عریانی تیغ کی ہی تمھارے حجاب مین

اُس لالہ رو کے رخ کے پسینے کو سونگھیے
ایسی لطیف بو نہین داغی گلاب مین

خط کے یہ رونگٹے نہین رخسار یار پر
بال آگئے ہین آئینہ آفتاب مین

گلگون یار جا ہی چلتا بہار کی
گلہاے باغ رہتے ہین اُسکی رکاب مین

جان عزیز کرتے ہین تیر نثار ہم
دل کس شمار مین ہی جگر کس حساب مین

آنکھون کو گو مین بھی رہیگا خیال یار
مشتاق ہون زیارت یوسف کا خواب مین

نافہم شاعرون نے کہا ہی جو ہیچ اُسے
زلفون سے وہ کمر ہی سوا پیچ و تاب مین

بے یار گھر نہین لحد تنگ ہی مجھے
روز و شب فراق سے ہون کس عذاب مین

مجھ مست کو بہار مین ہی آرزو یہی
دریا دلی سے ساقی کے تیرون شراب مین

دریا سے کیا نہا کے پھرا ہی وہ بحر حسن
عالم سیہ ہی چشم سفید حباب مین

ای شہسوار گور غریبان مین آنکل
اپنی بھی مشت خاک ہو تیری رکاب مین

دُنیا سے رسم و راہ محبت کی اٹھ گئی
سنتے ہین اب تو عاشق و معشوق خواب مین

وہ مست ہون خمار سے جب درد سر ہوا
صندل لگایا مین نے رگڑ کر شراب مین

رخسار سے رہا دہن یار نا پدید
مطلب دقیق تھا نہ سمایا کتاب مین

سُرخ و سفید رنگ کیا جسم یار کا
پیدا خمیر کر کے قضا نے شہاب مین

آجاے شام سے تو نجانے دو دن صبح تک
اُس ماہ چاردہ کو شب ماہتاب مین

بحرِ عشق مین اللہ حامی ہی غریبون کا
قدم رہتا ہی ثابت جبکا اس سختی دوراہین
قدموزون لب کیونکر اندھونکو دکھلاون
کڑے پن کو ہمارے خاکساری نے کیا زائل
زبان سے اپنے دیوانہ نہ کھوائی نا ہر و مجکو
وہ کافر ہی جو منکر ہی قد بالا کے کشتون کا
کوئی ذرہ تو اِسکا تا بد اس اڑکے پہونچیگا
عجب حکمت عطا کی ہی خدا نے اہل غیرت کو
کمر باندھی ہی گلچینون نے غارت پر گلستانکے

پیادون کی سوارِ غیب یان امداد کرتے ہین
بہادر ہین وہی سر قلعۂ فولاد کرتے ہین
ارادہ تاڑ سے بڑھ چلنے کا شمشاد کرتے ہین
وہ جوہر ہی وہ جس سے کشتۂ فولاد کرتے ہین
وہی ہوتا ہی جو صاحب کمال ارشاد کرتے ہین
یہ کن کی خاک نشو و نما شمشاد کرتے ہین
یہ مشت خاک تیری راہ مین برباد کرتے ہین
عجب یہ لوگ ہین غم کھا کے دلکو شاد کرتے ہین
اجارہ بلبلونکے خون کا صیاد کرتے ہین

پہنتے ہی کفن میلا ہوا جاتا ہی اے آتش
سرائے گور ویران ہی اُسے آباد کرتے ہین

لالۂ بیداغ تجھسا کوئی گلشن مین نہین
یاسمین مین عالم اُس رُخ کی صباحت کا کہان
باغ ہی بے یار اپنے آنکھ مین ماتم سرا
فصل گل مین سامنا چاک گریبانسے نہو
خط کو رکھوا کر نکر اندھیرا ای خورشید رو
شہر سے جاتا ہون مین دیوانہ صحرا کیطرف

ایک بت اس حسن کا دیر برہمن مین نہین
جو ملاحت خال مشکین مین ہی سو تین نہین
اشک ہین شبنم کے قطرے گل کے دامن مین نہین
ہی نگہ بد مین کی رشتہ چشم سوزن مین نہین
تیرہ شب ہی روشنی جب تلے زر روشن مین نہین
سنگریزے اب کسی لڑکے کے دامن مین نہین

وفور بیکسی کا نہین ہین کو رونا اندازہ آتا نہین
چھوڑتا جان کو عاشق کی وہ حیران نہین
قد ہوا سرو کے جو وہ کمر وفا نہین
وہ نکلا ہین نہین انگلی سی تمھاری ہم سے
حال ہو اپنے وہ اتفاق وہ الطاف نہین
مصحف رو کی ترے کی ہو جو خط سے تفسیر نہین
کسکو دکھلاؤن مین اس عہد مین کوئی انصاف نہین
دولت وصل سے ہو وجہل کا وقف نہین
[illegible]

کیا کیا گلون نے کان مین اپنے کھڑے کیے	آمد کو سنکے یار کی فصل بہار مین
تشبیہ دون جو مین اُسے دندان یار سے	ہیرے کی ہو چمک گہر آبدار مین
ای طفل بت سے شوق ہم آغوشی ہو ہمین	گہوارہ جب کہ رکھتا تھا مجھکو کنار مین
صحرائے تن کی سیر تو مجنون ذرا کرے	محمل سوار ہو اسی گرد و غبار مین
کہدے کوئی یہ میرے تغافل شعار سے	وعدہ خلافی لاتی ہو فرق اعتبار مین
سودائے زلف و رخ مین نہین یک جا قرار	گاہے طلب مین ہوتے ہین ہم گہ فرار مین
آیا وہ مہروش جو شب جمعہ قبر پر	دن کی سی روشنی ہوئی کنج مزار مین
جپتے ہین اسکے نام کو ہمسے ہزار ہا	تسبیح اپنے یار کی ہو کس شمار مین
جام شراب عشق سے دونون ہین بیخبر	بلبل چمن مین مست ہی ہم کوے یار مین
پھرتا ہون پھیرتا ہو وہ پردہ نشین جدھر	پتلی کیطرح سے نہین ہین اختیار مین
گیسو و روے یار ہین دونو بلاے جان	ایک ایک سے زیادہ ہو ان گنج و مار مین
اک آفتاب خانہ زین کا ہو اشتیاق	مانند گرد راہ ہون فکر سوار مین

برباد ہو رہے ہو کچھ آتش تمھین نہین
مٹی خراب اپنی بھی ہو اس دیار مین

پانی پانی ہو نہ خجالت سے تو انصاف نہین	صاف ہو آئینہ اس رخ سے مگر صاف نہین
شب یلدا مین ہو مریخ ستارہ نکلا	ای پری سرخ تری چوٹی مین موباف نہین
جوہری دیکھکے سینہ کو ترے کہتے ہین	تختۂ الماس کے اس سے کبھی شفاف نہین

داغ سودا سے [illegible] آتش
دیکھکر یار کو کرتا ہو یہ دل [illegible]
جان صدقے ہو [illegible] ہمارے بازو و بسکڑون
[illegible] بیماری کے ہون کشتۂ ناز پرور سیکڑون
عاشق مفلس تو کہ حسن کی دولت کرے
[illegible] ستارہ کی گردش سے تہ و بالا ہون دل
یہ سعادت لکھی ہو قسمت مین کسکے دیکھیے
جستجو اُس شوخ کی ہر [illegible] سیکڑون
کون سمجھا بادشاہ وقت ہو آج اے صنم
کوے جانان کی زمین ہموار ہو اے آسمان
وہ رگ سودا ہو نہین فرصت جنون کے دیوان
عید کی آمد ہو آرایش کی فکر اس بت کو ہے
[illegible] ہوتے ہین بیمار نزدیک و دور سیکڑون

پھر گئے ہین معرکو نین مجھسے تلوارونکے منھ
فقر کے کوچہ مین قدر دولت دُنیا نہین
روندتا ہون سبزۂ رہ کیطرح وہ بوٹیان
مین ہی اپنے شوق کا نامہ اُسے لکھتا نہین
عاشق بے صبر کے دلکو نہ کیجیے ناپسند
جلوہ گر ہے حُسن ہر جا عاشقونکے واسطے
اُمتی ہی نعمتِ دُنیا ملے تو شکر کر
شعر گوئی عشق مین اک چہرۂ زیبا کے کی
صاف آئینہ نہ بن سکتا ترے رُخسار سا
دُس نشان سے قد کے ہونگے مرد میدان شیفتہ
انجمن تک تو بھی آ مکتب سے ای خوش قد بسبر
کھیلنا آسان نہین ہر کھتین عشق کا
فکر سنجیدہ نے دکھلائے ہین کیا کیا آب و رنگ
مرغ دل حاضر ہی وہ چشم سیہ مائل تو ہو
گل کی خوشبو پر نہو جامہ سے باہر عندلیب
بارہا برپا قیامت کی خرام یار نے
ہجر کی شب مین نڈر ای طالب وزر حال

سخت جانی نے مرے توڑے ہین خنجر سیکڑون
ٹھوکرین کھاتے ہین یان پا رس سے پتھر سیکڑون
ڈھونڈھتے پھرتے ہین جنکو کیمیاگر سیکڑون
اُڑ کے لیجانے کو حاضر ہین کبوتر سیکڑون
مال مفلس مول لیتے تونگر سیکڑون
خوبصورت رکھتے ہین یہ ہفت کشور سیکڑون
مرگئے الجوع کہ کہکر ہیمبر سیکڑون
وصف خال خط مین لکھے ہمنے دفتر سیکڑون
اک سکندر کیا اگر ہوتے سکندر سیکڑون
جان تمہاری پر کمر باندھین گے لشکر سیکڑون
باغ مین پہونچے ذخیرہ سے صنوبر سیکڑون
نقش سے اسکے ہین شکل مہوشند سیکڑون
اس ترازو مین تلے ہین لعل و گوہر سیکڑون
صدقے اس شاہین کے ہوتے ہین کبوتر سیکڑون
سونگھے ہین ہمنے بھی پیراہن معطر سیکڑون
جاگ اُٹھے فتنۂ خوابیدہ اکثر سیکڑون
گنتے گنتے صبح کر دینے کو اختر سیکڑون

عارضی حسن دروزہ ہے سند جاوید
ناخدا جو نہین رکھتے وہ خدا رکھتے ہین
بحر الفت مین بتا ہے کا انہین کہ نگر
تم سے صدقے کا بچھے ہین نمک
جسم فانی کے تلے جسم مثالی بھی ہے
اک قبا اور بھی ہم زیر قبا رکھتے ہین

سرو کو لگا نہین قامت دلچسپ سے	گل نہین رخسار سایہ یار کے گلزار مین
یار کے اک پیچ کا اسمین تکلف نہین	طرۂ زرین کمان لالہ کی دستار مین
ہجر کی طاقت نہین دلکو رہے بعد وصل	زہرہ ملا پیجیے شربت دیدار مین

دیکھیے آتش قدم رکھتے ہین انپر وہ کب
آنکھیں بچھائین تو ہین ہنسنے رہ یار مین

گیسوؤنکا ترے سودا شعار رکھتے ہین	یہی باعث ہے جو یہ فکر رسا رکھتے ہین
تاب دیدار نہین رکھتے ہین یار رکھتے ہین	چشم بینا ترے مشتاق لقا رکھتے ہین
ترے خوبی کفنونکی یہ ادا رکھتے ہین	پھول لالے کے لباس شہدا رکھتے ہین
دست و پا مین جو حسین رنگ حنا رکھتے ہین	خون ہنقا دو دولت کا روا رکھتے ہین
سچ تو یہ ہے کہ نہین دوسرا تجھسا کوئی	اے صنم جھوٹ نہ بولینگے خدا رکھتے ہین
کونسے پارۂ دل پر نہین اک عشق کا داغ	یہ نگین وہ ہین کہ جو نقش وفا رکھتے ہین
نرم کروینگے دل سخت صنم کو دم سرد	شرط الفت کی بھی اعمال خدا رکھتے ہین
قلزم عشق مین تنکے کا سہارا بھی نہ ڈھونڈ	آسرا وہ نہین لیتے جو خدا رکھتے ہین
روے خورشید پر افشان کا جو عالم دکھلائین	یہ شرف ذرۂ خاک شہدا رکھتے ہین
پانؤن کو منزل مقصود مین مضطر سمجھے	طاقت اٹھنے کی اگر دست عصا رکھتے ہین
حال دل کہتا ہے یوسف نہین سنتا کوئی	گوش کر قافلے والون کہ درا رکھتے ہین
محتسب عقل جو رکھتا ہے تو خمخانے نہ جا	شیشۂ و جام مے ہوش ربا رکھتے ہین

خانہ خراب نالون کی بلبل ہے شہر مین
ہستی ہین ہم جو کہین سودا نہین
سر سونا ہے جبین نقش قدم کسی کا
معشوق ہین ہم نقش قدم

تمام

عالم کو لوٹ کھایا ہو اس پیٹ کے لیے
باقی رہیگا نام ہمارا نشان کے ساتھ
اہل جہان کا حال ہو گیا ہے کیا کہین
نقش و نگار حسن بتان کا نہ کھا فریب
عاشق ہین ہمکو مد نظر کوے یار ہی
ایسی خلاف ہے ہوائی ہو ہواے دہر

اس غار مین گئین ہین ہزارون ہی غارتین
اپنی بھی چند بتین ہین اپنی عمارتین
بدگوئیان ہین پیچھے تو منھ پر اشارتین
مطلب ہے خالی جان لے تو یہ عبارتین
کعبہ کے حاجیون کو مبارک زیارتین
کافور کھائیے تو ہون پیدا حرارتین

آتش یہ شش جہت ہی مگر کوچہ یار کا
چارون طرف سے ہوتی ہین ہمپر اشارتین

اس شش جہت مین خوب تری جستجو کرین
عاشق جو حسن پاک مین کچھ گفتگو کرین
شرمندہ ہون زمین جین گرین سر فرو کرین
پیدا کرین جو تجھکو انھین کو ہو دسترس
لیجا چلی چمن مین صبا بوے زلف یار
افسانہ گوئی افعی گیسوے یار مین
دیوانگی کا سلسلہ جاوے نہ ہاتھ سے
اے بادشاہ حسن فقیرون کی طرح سے
دیدار عام کیجیے پردہ اٹھائیے

کعبہ مین چل کے سجدہ تجھے چار سو کرین
دامن کا بیچھے نام لین پہلے وضو کرین
استادگی جو سرو ترے روبرو کرین
یا مردہ ہین وہی جو تری جستجو کرین
سنبل کے سلسلہ کو بھی برہم وہ ہو کرین
خاموش ہون چراغ جو ہم گفتگو کرین
دامن کو پھاڑے جو گریبان رفو کرین
عاشق دعا سے خیر تجھے کو بکو کرین
تا چند بندہاے خدا آرزو کرین

پیدا کرے جو تیرے سگ کو کی منزلت
طوق طلائی ہووے گلوی غزال مین

آتی ہے باغ سے تو صبا سے ہون پوچھتا
کتنے شگوفے آئے ہین کس کس نہال مین

دکھلاؤ اپنی آنکھون کو انداز نازبھی
برسون رہے مشاہدۂ خط و خال مین

زندان سے چھٹ کے چاہیے ہو تا عزیز مصر
تعبیر خواب کی رہے یوسفؑ خیال مین

پڑرے بہار مین ہو گر بیابان تو شکر کر
ہوتی ہے خیر جان کی نقصان مال مین

مثل صبا اوڑا دے اسے اے جمال دوست
تا چند ہم وبے رہین گرد ملال مین

ایسی بلا کر بیخبری ہووے ساقیا
اتبک نہ امتیاز ہے درد و زلال مین

رخسار مین ہے چودھوین کے چاند کی چمک
کافر ہو جسکو شک ہو تمھارے کمال مین

موجود سمجھے صبر کو کیا عشق بدبلا
یہ دیو جن کو بھی نہین لاتا خیال مین

پوچھین جو کچھ کہ پوچھتا ہو منکر و نکیر
عاجز نہین ہون مین بھی جواب سوال مین

بھولین گے عیش مین بھی نہ آتش غم و الم
یاد آئینگے فراق کے صدمے وصال مین

گل کو نظر سے اشک خونی اتارتے ہین
گلچین ہمارے آگے دامن پسارتے ہین

شانے سے جب وہ اپنی زلفین سنوارتے ہین
سنبل کو اور مشک و عنبر کو وارتے ہین

یہ کیسے گشت گل پر انکو ابھارتے ہین
سیر چمن کو چلیے بلبل پکارتے ہین

مردے وہ زندہ کرتے زندونکو مارتے ہین
اسکو بگاڑتے ہین اسکو سنوارتے ہین

مستی سے تنگ حلقہ اُس ناف کا ہے کرتا
سوئے عدم کمر کے جو یا سدھارتے ہین

ہمارے گھر مین ہی شب کو بھی روشنی دنکی
کرم سے ساقی کے ہی آفتاب شیشے مین

خزان مین مرغ چمن میکدے کے ساکن ہون
بہار رکھتی ہی گلگون شراب شیشے مین

زلال نوش ہو نہین مست دردمین میرے
رہیگی درد کی مٹی خراب شیشے مین

وہ پیرہن مین ترے رنگ سرخ کو دیکھے
بھرا ندیکھا ہو جسنے شہاب شیشے مین

کھلی ہی چاندنی مے بیچنے کو موقع ہی
طلوع ماہ ہی اور آفتاب شیشے مین

ہر ایک مست کی ہو حق ہی نالۂ بلبل
شراب شیشے مین ہی یا گلاب شیشے مین

بتائے رکھتے ہین ساقی اگر دیا چاہے
سوال کا ہی ہمارے جواب شیشے مین

سفید مو ہوئے ترک قدح کشی کیجے
عوض شراب کے رکھیے خضاب شیشے مین

یہ ہمسے نشہ مین ہوویگی بے محل حرکت
شراب پیکے بھرینگے کباب شیشے مین

وہ ترک آکے تو دوری مین اپنے حاضر ہی
کباب سیخ پر آتش شراب شیشے مین

شرف بخشا گھر کو صرف کرکے تونے زر مین
نگین کو نام نے تیرے بٹھایا خانۂ زر مین

یہ کیفیت اُسے ملتی ہی ہو جسکے مقدر مین
مے اُلفت نہ خم مین ہی نہ شیشے مین نہ ساغر مین

رہا کرتا ہی نظم شعر کا سودا مرے سر مین
عروس فکر اُن روزون لدی رہتی ہی زیور مین

تکلف برطرف اے نازنین موقوف آرایش
نزاکت سے دیا جاتا ہی کیون پھولونکی زیور مین

کرینگے سیر شب کو کیمیا گر تیرے کوچے کی
بھگو دینگے فتیلے روغن گوگرد احمر مین

قیامت تک یہی گردش رہے گی زرد رخ شب کو
مہ و خورشید حسن یار سے آئے ہین چکر مین

کلیات آتش

۱۲۱

کبھی تو دور ہوگا گھونگھٹ اُس رخسار رنگین سے
ہر ایک عضو بدن بسمل ہے اُس حور پیکر کا
صدا یہ سرزمین کوچۂ قاتل سے آتی ہے
تباہی مین ہے لازم یاد حق اہل توکل کو
تماشا ہے جو چشم بلبل دیدار سے دیکھے

کہانتک غنچہ رکھیگا بہار گل گریبان مین
جو اپنا نہین رکھتا ہے جورہ ہے قران مین
شگوفہ پھولتا ہے اک نیا روز اس گلستان مین
خدا پر چھوڑتا ہے ناخدا کشتی کو طوفان مین
عجب شمعین ہین محفل مین عجائب گل گلستان مین

گہر سے آبدار آتش ہو منہ سے بات کیا نکلے
تکلف شرط ہو آویزۂ گوش سخندان مین

توڑیے توبہ کو کیجیے بادہ خواری اندنون
تیغ ابرو سے ہے شوق زخم کاری اندنون
جان بلب رکھتا ہے اک رشک مسیحا کا فراق
شوق آرایش ہوا اُس جان جہان کو آجکل
دوڑتے ہین ہم جلو مین ایک شاہ حسن کے
ہو لگی ہے تیغ قاتل سے شہادت کا ہے شوق
روز و شب کرتا ہے وہ محبوب گل اندام رقص
کاہشون سے عشق کے ایسا ہوا ہون ناتوان
فصل گل ہے یاد آتی ہے مجھے رفتار یار
سامنا رہتا ہے اشک سرخ و رنگ زرد کا

موسم گل ہے کہان پرہیزگاری اندنون
نیم بسمل کیطرح ہے بیقراری اندنون
دم نکلجاوے یہ حالت ہے ہماری اندنون
لپٹی ہی رہتی ہے دامن سے کناری اندنون
توتیاے چشم ہے گرد سواری اندنون
خون ہے زخمونکی طرح آنکھونسے جاری اندنون
ڈرلتی ہے ٹھوکر سے دامن کی کناری اندنون
رات سے بیار کی بھی دن ہے بھاری اندنون
چلتی ہے جن جن کے گیا باد بہاری اندنون
آشنائی درد سے ہے غم سے یاری اندنون

١٢٢

کھون کیونکر نہ اُنکو نور کے پکے وہ خسارے — اندھیرے ہین او جالا مانہ سے وہ چند کرتے ہین

ہمیشہ رہتی ہی اصلاح میان رنگین خیالونکی — پھٹے کپڑے گل ولالہ کے ہم پیوند کرتے ہین

ارادہ ہی گریبان پھاڑکر لون راہ صحرا کی — نصیحت سے مجھے دیوانہ دانشمند کرتے ہین

کھڑے رہتے ہین در پر اُنکے مشتاق اُنکی صورت کے — توجہ سے دل درویش وہ خرسند کرتے ہین

دل بیتاب کو عاشق کے رکھتے ہین شکنجے مین — ستم اے کج کلہ تیری قبا کے بند کرتے ہین

تمھاری شربت دیدار کی لذت نہین پاتے — ہزار آپس مین آمیزش گلاب وقند کرتے ہین

کھلا بے مایہ کے مضمون بستہ باندھ لیتے سے — پسر کو غیر کے بھی لا ولد فرزند کرتے ہین

زبان سے جو کہے تصدیق کی کھائی نہین جاتی — تصور اُس قسم کو ہم تری سوگند کرتے ہین

بھرونگا پنبۂ مینا کو مین زندان مین اے ساقی — بہت واعظ مرے گوش آشنائی پند کرتے ہین

محبت مین کبھی آئی نہین فضل الٰہی سے — نیاز اپنا وہی ہی ناز وہ ہر چند کرتے ہین

نہا کر معرکہ مین آتش آب تیغ قاتل سے — خدا چاہے تو پاک اس زندگی کا گند کرتے ہین

دکھا کر آنکھ سہیو شونکو وہ ہشیار کرتے ہین — ترش روئی سے اُنکے نشے مستونکے اُترتے ہین

گرفتار دن نے تیرے لطف اسیری مین اُٹھایا ہی — چلے منقار قینچی کی طرح تو پر کترتے ہین

لہو ہی گاہ گاہ ہے اشک اپنے دیدۂ تر مین — کبھی پانی کبھی اس طشت مین ہم رنگ بھرتے ہین

خیال آیا ہی شانے کا انھین آئینہ دیکھا ہی — بلا نازل ہوئی بکھرے ہوے گیسو سنورتے ہین

حسینونکا تکلف اُنکی آرایش نہین رکھتی — نظر آتی ہی میلی چاندنی جب وہ نکھرتے ہین

خشت رکھکر زیر سر سوتا ہی خاک گور پر
صاحب مسند ہو تو یا صاحب سجادہ ہو

خار پیدا ہون نہ جبتک گل شگفتہ ہون ہین
آسمان اُسکو بنا دو جو زمین افتادہ ہو

فرش سبزہ پر لب جو مجکو مینی ہی شراب
خیمۂ ابر سیاہ آسمان استادہ ہو

بے ادب وادی مین اپنے پانوٗن رکھ سکتے نہین
خار رہ نقش قلم ہو مار رہزن جادہ ہو

جبین کر شمشیر قاتل سے رگڑتا ہون گلو
جان سے اپنی تنگ اتنا کوئی دلدادہ ہو

روسیہ دشمن عبث کرتا ہو میری ہیری
بندۂ زنگی بناوٹ سے نہ صاحبزادہ ہو

پانوٗن رکھتا ہی جو آتش کوچہ جلادین
زندگی سے ہاتھ دھوکر مرگ کا آمادہ ہو

برنگ آئینہ یان رہ نہین عشق مجازی کو
صفائے قلب نے حاصل کیا ہی پاکبازی کو

ہماری خاک کو اے شہسوار و عرش دکھلایا
خدا ہمت زیادہ دے تمہاری ترکتازی کو

مآل کار ہی دعوی باطل کا پشیمانی
خدا سے اے بتو سیکھو طریق کارسازی کو

جلا کرتی ہی گھل گھل کر ہمیشہ شمع کافوری
یہ کس گورے بدن نے دیکھا ہی گدازی کو

نہین غم تیغ ابروے صنم سے قتل ہونے کا
شہادت بھی بمنزل فتح کی ہی مرد غازی کو

فزون کعبہ سے بھی سجدہ طلب محراب ابرو ہی
جھکانی پڑتی ہی گردن نمازی بے نمازی کو

بتون نے کج ادائی تو کی شکوہ نہین اُسکا
خدا بھی کام فرماتا ہی ہم سے بے نیازی کو

خیال زلف مشکین روح کو قالب مین آفت ہی
مکان تنگ مین گورا غضب ہی اسپ تازی کو

دلادین باد خورشید قیامت کو دہ خسارے
بھلا دے زلف شبگون روز محشر کی درازی کو

عالم حسن جوانی قدرت اللہ ہے
چودھوین شب کوئی دیکھے صورت مہتاب

سبزۂ خط نے کیا پژمردہ دل کو بیقرار
زندہ کرتی ہے یہ بوٹی کشتۂ سیماب

نیم جانون کے تڑپنے نے بڑا دھوکا دیا
کوچۂ قاتل مین سمجھا مسلخ قصاب

جان کھوئی حسرت آب دم شمشیر مین
طی کیا ہمت نے میری منزل بے آب

ہجر کی شب کی مصیبت کسطرح تحریر ہو
جمع کر سکتا نہین کوئی پریشان خواب

نشۂ خون دل بیتاب ہین جشیان تر
بیشتر مرطوب خلقت کھاتے ہین سیماب

گو رہے بھی آسمان اُس گل کو لائیگا نہین
خون بہا دیتے کبھی دیکھا نہین قصاب

پہنکر پوشاک سرخ آیا جو تو بالای بام
راہ رو سمجھے شفق مین مہر عالمتاب

پست فطرت کو ہمیشہ سربلندون سے ہے لاگ
زلزلہ ڈھاتا ہے دیوار و در و محراب

اسمین رکھتی ہے جو رنج چرخ سے وارفتگی
منزل رہزن مین اندیشہ نہین سیلاب

کیا نفاق انگیز ہمجنسان ہوای دہر ہے
نیند اُڑ جاتی ہے سُننے سے نفیر خواب

روز و شب رویا مین آتش رفتگان کی یاد مین
عمر بھر آنکھین نہ بھولین صورت احباب کو

دوست ہی جب دشمن جان ہو تو کیا معلوم ہو
آدمی کو کسطرح اپنی قضا معلوم ہو

بھر گیا ہے اسقدر رنگ زنا نہ چاہیے
آئینہ مین بھی نہ صورت آشنا معلوم ہو

آنکھ پاتے ہی خیال یار نے کی دل مین راہ
مل ہی رہتا ہے مکان جسکا پتا معلوم ہو

عاشقون سے پوچھیے خوبی لب جان بخش کی
جوہری کو قدر لعل بے بہا معلوم ہو

صنم پرستی کو زاہد روا رکھے نہ رکھے
کبھی کبھی جو دکھائے ردی رنگین تو
فراق یار مین احوال کیا کہون اپنا
کمال موت کا مشتاق ہو دل بیمار
بت اسے دل ہمت بلند رکھتا ہو

گلہ نہین ہو جو صوفی خراب خوار نہو
خزان مین مرغ چمن کو غم بہار نہو
دل دونیم نہو جان بیقرار نہو
خزان کا باغ مین نرگس کا انتظار نہو
غم فراق کہین شیر کا شکار نہو

برنگ سایہ گذر شاہ راہ ہستی سے
کسی کے دوش کا آتش جنازہ بار نہو

دھیان اُس کاکل مشکین کا جو آیا مجھکو
خواب مین آکے سیاہی نے دبایا مجھکو

نہ سنا تھا سو وہ کانون نے سنایا مجھکو
جو نہ دیکھا تھا ان آنکھون نے دکھایا مجھکو

شکر صد شکر تعلق نہوا دل کو کہین
یار و اغیار کے جھگڑے سے چھڑایا مجھکو

وا شدِ دل کے لیے باغ مین آنکلا تھا
یار بن غنچون نے ہنس ہنس کے رلایا مجھکو

طور پر حضرت موسیٰ نے تجلی دیکھی
بام پر یار نے دیدار دکھایا مجھکو

اُس پری رو کے جو گیسو کا ہوا سودائی
مین نے جانا کہ یہ دل بیچ مین لایا مجھکو

جان بھی نکلی دم نزع تو آسانی سے
کار مشکل کوئی در پیش نہ آیا مجھکو

فکر اشعار مین کاٹی شب تاریک فراق
رات بھر صبح کے مضمون نے جگایا مجھکو

بعد مردن بھی دکھادیگی شجاعت جوہر
شیر باریگا جو روباہ نے کھایا مجھکو

جوش وحشت مین جو اُٹھا کے کبھی اُٹھ بیٹھا گا
سیکڑون کوس غزالون نے بنایا مجھکو

حسن تکلیف لب بام اُسے کرتا ہی
شرم سمجھاتی ہی سایہ پس دیوار نہو

برہمن آنکھوں کو ملتا ہی جو پاؤ بت پر
رشک آتا ہی مجھے سنگ در یار نہو

ٹھوکرین کھائینگے دل جانین نکل جاوینگی
یار کی چال ہی یہ کبک کی رفتار نہو

غیر سے یار رسوا تشنۂ خون ہی میرا
دشمن و دوست کی آنکھوں مین کوئی خوار نہو

متصل نالو نکی آواز چلی آتی ہی
جسم خاکی قفس مرغ گرفتار نہو

کردیا ہی یہ حوادث نے دو عالم محرو
آتش حسن سے بھی گرمی بازار نہو

نام سنتا ہون جو مین گور کی اندھیاریکا
دل دھڑکتا ہی جدائی کی شب تار نہو

گور مین ساتھ لیے جائینگے اپنی ہم اسے
نہین ہوتا جو کوئی دل کا خریدار نہو

بسطرح جوش مین سیلاب سرشک آیا ہی
چار دیوار عناصر کہین سمار نہو

چمن دہر مین وہ سبزۂ خوابیدہ ہون
باغ جنت کی ہوا سے بھی جو بیدار نہو

باغبان خاطر بلبل نہ شکستہ ہووے
دل بیمار رہی یہ نرگس بیمار نہو

ترک الفت کا ارادہ نکر آتش زنہار
دل سے بیزار تو ہو جان سے بیزار نہو

سروبستان تجھے گوای باد صرصر خشک ہو
غیر ممکن ہی ہمارا مصرع تر خشک ہو

خون ہوا جاتا ہی دل گیا دیدۂ تر خشک ہو
روز ٹانکے ٹوٹتے ہین زخم کیونکر خشک ہو

ٹھنڈھی سانسو نمین اثر ہی یان ہوا ہی برف کا
سرد ہون آتشکدی خون سمندر خشک ہو

بھیک سے بدتر دعا بھی مانگنا انسان کو ہی
ہاتھ آئے بے طلب یان جو مین گر خشک ہو

یار آنکھ بھی چرائے تو ثابت نکر سکین — چوری کا بادشاہ کے اوپر گمان نہو
ای آسمان نمود نہین ہمکو چاہیے — بعدِ فنا مزار کا اپنے نشان نہو
بلبل ہزار ذبح ہون ٹوٹے نہ ایک گل — صیاد ہو چمن مین مگر باغبان نہو
گلزار لطف دخلق شگفتہ رہے مدام — اس باغ کی بہار کبھی خزان نہو
عاشق تری گلی مین بہت خاک اڑاتے ہین — اس سرزمین کے گرد کہین آسمان نہو
دیر و حرم مین شیخ و برہمن رہین خراب — ملتا ہی وہ کہان کہین جسکا مکان نہو
سبزہ پر اُس ذقن کے نگہ جا کے رہگئی — سچ کہتے ہین کہ گھاس کے نیچے کنوان نہو

نالون کی بحث کا کسے آتش دماغ ہی — یا ہم نہو وین یا جرس کاروان نہو

حلقہ دام مین وہ نرگس فتان مجکو — چار دیوار قفس ہین صف مژگان مجکو
دو کر چہرۂ روشن سے نقاب ای محبوب — داغ دیتا ہی چراغ تہ دامان مجکو
شادی وصل مین جامہ سے ہون باہر دونون — مین برہنہ اُسے دیکھون تو وہ عریان مجکو
دیکھ لون پھاڑ کے آئینہ مین ای دستِ جنون — رہنے دو زیب جو دے چاک گریبان مجکو
خاک مین ملکے بھی لپٹو نگا ترے دامن سے — اپنے کوچہ کی سمجھ گرد پریشان مجکو
یا در خسار کتابی جو رہا کرتی ہی — دل سمجھتا ہی مرا حافظ قرآن مجکو
پھر نہ نکلو نہین چمن سے جو صبا تیری طرح — غنچۂ گل ہون کبھی دیکھ کے خندان مجکو
لب محبوب کی سرخی ہو نہین آستین سنتا — لعل کو دیکھنے جاتا ہی بدخشان مجکو

اپنے اشکوں کی جو غلطانی دکھائی مین اُسے
گنج تنہائی مین مین نے زندگی کی ہو بسر
وام مین صیاد نے کھینچا انھین اچھا کیا

گوہر غلطان کی نیسان سے صدف مائل نہو
گور بھی میری کسی کے گور کے شامل نہو
باغ ہی کچھ بلبل و قمری کی یہ محفل نہو

حشر تک زیر زمین تڑپا کریگا گور مین
کشتۂ ابرو ہی آتش تیغ کا بسمل نہو

کیا بادۂ گلگون سے مسرور کیا دلکو
مشتاق جو ہوتا ہون کعبہ کی زیارت کا
توڑے دل عاشق کو وہ بت تو عجب کیا ہی
نظارۂ صورت سے معنی کا خیال آیا
آب دم تیغ آب انگور ہی ای قاتل
رخ سے جو نقاب اپنے وہ آئینہ رو اُلٹے
سودائیونکی تیری روح آلی ہی قالب مین
بیوجہ نہین اپنے اُڑنے کو یہ بھولا ہو
کشتہ نہو دل کیونکہ اللہ نے بھیجا ہو
تاخیر نکر کوئے محبوب کے چلنے مین
بے طرح پھنسا ہو تو اُس زلف کے پھندے مین
جو چاہے سو مانگ آتش درگاہ الٰہی سے

آباد رکھے داتا ساقی تری محفل کو
آنکھین پھری جاتی ہین طواف حرم دلکو
کافر ہی سمجھتا ہو کیا کعبہ کی منزل کو
لیلی کے ہوئے مجنون ہم دیکھکے محفل کو
مستون کی طرح پاتا ہون رقص مین بسمل کو
حیران ہو بیخود ہو سکتا سا ہو محفل کو
ای زلف سیہ سُنکر آواز سلاسل کو
رُخ کا ترے تل سمجھا کافور نے فلفل کو
شمشیر دو ابرو دیکر مرے قاتل کو
کھوئی نہین کرتے ہین فردوس کی منزل کو
اللہ کرے آسمان ای دل تری مشکل کو
محروم کبھی پھرتے دیکھا نہین سائل کو

تماشا دیکھتا ہون گھر مین بیٹھے ہفت کشور کا
تکلف سے بری ہی مزاج عاشق شیدا
نئے ہر سال سرکار جنون سے داغ ملتے ہین
نہ گھبرا اسقدر شام شب فرقت سحر ہوگی
عدم میں ہو نجائیگا شوق اُس کمر کا مجکو تیسے
سوار اسپ آہ گلگون قبا تجکو اگر دیکھین
پری سے چہرہ پر لڑ کے سو سو بار آتی ہی
تمھین دیکھے تو مجنون سے سوا لیلی ہو دیوانی
سوار ہین کھائی دینگے میرے خاک ریکھے
حسینونکو ہی لازم رحم اپنے عشقبازون پر
ہماری قبر ہو مشق خرام ناز کی تختی
بشر کو بعد نعمت کے ہی ہوتی قدر نعمت کی

بنایا ہی مرا دل توڑ کر جام جہان بین کو
ندیکھا تم یونکی گردنون مین طوق زرین کو
بہار گل کیا کرتی ہی جاری تازہ آئین کو
دعا تو مانگ غافل مستعد اختر ہی آمین کو
سمجھتا ہون گڑھے مین گور کے گام نخستین کو
منجم منزل مریخ سمجھین خانۂ زین کو
ہوا ہی آج کل سودا تمھاری زلف مشکین کو
تمھاری دلفریبی جبین نے خسرو سے شیرین کو
موا ہون دیکھ کر اک آفتاب خانہ زین کو
رعیت پر رعایت چاہیے کرنی سلاطین کو
قلم کی چال ادا چلوا دی اُن پانے نگارین کو
غنیمت جانتا ہی لنگ اپنے پائے چوبین کو

ہمارے یار کی ہستی ہو جنگ زرگری آتش
نہین کچھ دخل اس قصہ مین عقل مصلحت بین کو

لپٹ کر یار سے چونا نہایت رو رنگین کو
ہمارے کاسۂ سر راہ افتادہ ہی مدت سے
تمھاری زلف کے ہر مو کو ہین اک اژدہا کہتے

چمن مین توڑ کے دیکھا جو مین نے پھول گلچین کو
خدا توفیق دے ٹھوکر کی ان پائے نگارین کو
سزا دلوائیے ان شاعران ناتوان بین کو

سوز دل میری طرح سے نہ بیان ہوویگا
شمع کافور کو بھی چرب زبان کرنے دو

کوہ غم ٹوٹتے پر آہ ہی بیان کم ظرفی
ٹھیس سے کاسۂ چینی کو فغان کرنے دو

سامنے آ ہی گیا لشکر اندوہ و ملال
ابتو سیدھی مری آنکھونکو نشان کرنے دو

آخر کار تہ خاک ہی مسکن سب کا
اہل دولت کو بلند آج مکان کرنے دو

میں تو شاعر نہیں عاشق ہون مجھے کیا ڈر ہی
کاکل یار پر افعے کا گمان کرنے دو

رنگ اُڑ جائیگا رخسارۂ نافرمان سے
باغ مین تم مری آہونکو دھوان کرنے دو

اسکا افسانہ دکھا دیگا مجھے خواب عدم
کمر یار نزاکت کو نہان کرنے دو

انتظار ملک الموت مین بیدار ہون مین
بخت خفتہ کو مرے خواب گران کرنے دو

آج تک آہ کے کوڑون سے بدن نیلا ہی
آسمان کو مجھے رسوائے جہان کرنے دو

کمر یار کا مضمون نہین بندھ سکنے کا
مو شگافون کو رگ گل کا گمان کرنے دو

اہل اسلام ہون غیبت نہین شیوا میرا
میرے دُشمن کو مرے عیب عیان کرنے دو

پھوٹ بہنے دو انھین یار کے آگے آتش
دل کا احوال بھی آنکھون کو بیان کرنے دو

جور و جفائے یار سے رنج و محن نہو
دل پہ ہجوم غم ہو جبین پر شکن نہو

شادی نہین قبول مجھے غم قبول ہی
میری خوشی سے تنگ مرا پیرہن نہو

دیکھون تو نا کجا نہین ہوتا ہی رام تو
انسان ہی آخر ای بت وحشی ہرن نہو

رو اسقدر کہ آبرو ابر تر رہے
اتنا نہ ہنس کہ برق کبھی خندہ زن نہو

عش سے آنکھین کھولکر دیکھے جو زلف یار کو
روز صحت کا شب تاریک ہو بیمار کو

آسمان پر حسن نے پہونچا دیا دلدار کو
دھوپ سایہ کو کیا سورج کیا رخسار کو

چیر کر پہلو گیا قاتل کے خنجر نے کرم
اپنے گھر مین آیا مہمان توڑ کر دیوار کو

سلسلہ اپنا رخ محبوب تک پہونچا دیا
زلف نے شیرازۂ مصحف کیا زنار کو

مشہد پروانہ مین اکثر جلائی ہے شمع
نام بلبل پر لٹا یا جارہا گلزار کو

کسکے چار ابرو کے نظارہ نے دم بھر کا دیا
درمیان پاتا ہون دلکو چار سو تلوار کو

پر زرے اڑتا ہو دل صیاد ہر نالہ کے ساتھ
باغبان قینچی سمجھتا ہو مری منقار کو

ڈالتا ہی عاشقون پر آپکے رغبت کی آنکھ
آنکھ دکھلا کر تم اپنے رفرن دیوار کو

درد دل نے پردہ اپنی لاغریکا رکھ لیا
تار قانون کر دیا نالون نے جسم زار کو

چار ہی دن مین نرکھا بلبل و گل کا نشان
کھا گئی صیاد و گلچین کی نظر گلزار کو

خواب مین بھی دیکھنے سے یار کے رکھتا ہی باز
فتنۂ بیدار کہیے دیدۂ بیدار کو

حلقہ اپنے بزم کا انصاف سے خالی نہین
شمع روشن کی تو نیوتا مرغ آتش خوار کو

دشمنون کو جان کے دل کیطرح رکھا عزیز
گرگ کو پالا بغل مین آستین مین مار کو

سرکشی نے پائی آتش خاکساری سے شکست
فضل سے اللہ کے توڑا بت پندار کو

دوست رکھتے ہین جوانمرد اہل جوہر یار کو
تول کر زر سے سپاہی لیتے ہین تلوار کو

صاف یون کرتا ہی شانہ موی جعد یار کو
جنتری مین کھینچتے ہین جسطرح تار کو

وہ تنک مشرب ہیں ہم خمخانۂ افلاک میں — نشۂ زر ہو ہیں کر شربت دینار کو
خاک سے روشن ضمیروں کی نبی ہر یہ مگر — بسر بیرون و درون ہر روزن و دیوار کو
چہرۂ رنگین کی دکھلائی تصور نے بہار — بند آنکھوں کو کیا کھولا در گلزار کو
جوش وحشت میں کیا ہے گریبان چاک چاک — ہڈیان زخموں کی پہنائیں گلے کے ہار کو
یا رب سمجھا گلوں کو میں گنہگار ونکی بھیڑ — سرو و سنبل نے دکھایا ریسمان و دار کو
وقت آخر عشق پنہان یار پر ظاہر ہوا — نزع میں عیسیٰ نے پہچانا مرے آزار کو
لب ملب فرہاد کو شیرین سے ہونا ہی محال — لعل قسمت میں نہیں کاٹا کرے کہسار کو
حسن کے جلوے سی روشن ہونگے آنکھوں کے چراغ — کور مادر زاد دیکھیں گے ترے دیدار کو

پھر گیا آنکھوں میں آتش گور تیرہ کا گڑھا
خاک اڑائی میں نے جب سوچا مآل کار کو

جو نعمت عشق کی چاہے تو راحت جان ایذا کو — عصا پیچھے دیا پہلے جلایا دست موسا کو
وہ منصف ہوں اگر میں نے کیا ختم کلام اللہ کو — ثواب سورۂ یوسف دیا روح زلیخا کو
خدا جانے کہ ہوگا حال کیا ہم بادہ نوشوں کا — لڑا کر جام سے توڑا ہی بدمستی میں مینا کو
حنا ہی بحر خوبی تیرے دست و پا میں لازم ہی — نہیں جو دیکھا ہی خالی پنجۂ مرجان نے دریا کو
شب و روز اسکو رقص شادیانہ میں ملتا ہوں — حصار عافیت گرداب نے سمجھا ہی دریا کو
دل پژمردہ ہوتا ہی شگفتہ کوی جانانہ میں — ہوائے باغ جنت زندہ کر دیتی ہی موتا کو
کیا اُستاد کو شاگرد اُس طفل پریرو نے — پڑھایا روز بسم اللہ علم عشق ملا کو

ہی یہی اپنی دعا زلف سیاہ یار کو
حسن کا شہرہ ہو ہمکو خاک مین ملوائے عشق
چال وہ چلتے ہو دل پستے ہین جسپر ہم قدم
کچھ تکلف چاہیے دولت سرائے یار مین

ہو نہ جس سر کو ذرا سودا اُسے سرسام ہو
کار مردانہ کرے کوئی کسی کا نام ہو
کام وہ کرتے ہو تم جسمین کسی کا کام ہو
نقرئی دیوار در ہو وین طلائی بام ہو

راز ہی سن لو اسے تجسے کیے رکھتے ہین ہم
انجمن مین بات خلوت کی نہ آتش عام ہو

بے یار ساری رات جلایا شراب کو
کھلجاے پردہ آپ کے حسن و جمال کا
امیدوار ہین مگر لطف کے کھڑے
ترک فراق یار ہی وہ ترک بدمذاق
دندان یار رکھتے ہین ہنسنے مین بیشتر
سنتے ہین روز حشر کو منھ ہوگا اسطرف
کچھ کچھ اثر تو ہونے لگا جذب عشق کا
اسکا جواب ہی نہ تو اُسکا جواب ہی
قاصد کے ہاتھ آنے سے رشک آئیگا مجھے
دلکو رہین گے جوش محبت سے ولولے
فرقت مین یار کے ہی بھرا ہی یکر نمک

تا صبح مینے منھ نہ لگایا شراب کو
عاشق نگاہ بد سے جو دیکھین نقاب کو
آنکھونکے سامنے سے ہٹاؤ حجاب کو
کھا جائے بے نمک کے جو کچے کباب کو
بے آبرو کرینگے یہ دُرِّ خوشاب کو
ذرے بھی دیکھ لین گے رخ آفتاب کو
غش سنکے ہمکو یار نے بھیجا گلاب کو
رخ یار کو ملا ہی نہ پشت آفتاب کو
لکھا ہی مین نے خط مین لکھنا جواب کو
ہوگا وہ مست جو کہ پیے گا شراب کو
آنکھون نے اپنی مینے جو دیکھا ہی خواب کو

حلقۂ زلف سے وہ چہرہ روشن نظر آئے
ظلمت شام مین بھی نور سحر پیدا ہو

میرے اشعار گل اندام پڑھین ای آتش
فکر رنگین مین مرے رنگ اثر پیدا ہو

ٹھوکرین مار کے مردونکو جلاتے نچلو
رشک سے خاک مین زندونکو ملاتے نچلو

اُنکی پا زیب کی جھنکار سے آتی ہی صدا
فتنۂ حشر کو بدخواب جگاتے نچلو

باغ مین آئے ہو ساتھ اُنکے بھی پھرا دو دو گام
کبک طاؤس کا جھگڑا ہی چکاتے نچلو

برق شمشیر کی اچھی نہین چالین چلتین
راہ کو کاٹتے جادہ کو جلاتے نہ چلو

سائل بوسہ کو مُنھ پھیر کے کہتا ہی وہ شوخ
نیک طینت ہو تو بد ذاتی پر آتے نہ چلو

گرے پڑتے کنوین اور گڑھو نہین رہگیر
ذقن و ناف کے عالم کو دکھاتے نہ چلو

دو قدم ساتھ جو چلتا ہون مین رہگیر
یہی فرماتے ہین ہنس ہنس کے ہنساتے نہ چلو

گو شمالی دو نہ گلگشت مین گل کو پیارے
طفل غنچہ ہی غریب اُسکو ڈراتے نہ چلو

پُر مشقت ہی رہ عشق نہ طی ہو دو گام
کو سون دریا جو پسینے کے بہاتے نہ چلو

مُنھ چھپا کر یہ نکلنا ہی تمھارا اندھیر
رہ نشین عاشقون کو راہ بتاتے نہ چلو

مشق رفتار کرو گرم روے کی نہ سہی
کون سی چال ہی یہ آگ لگاتے نہ چلو

بھاگ کر عاشق شیدا سے کہان جاؤگے
قدم آہستہ رکھو ٹھوکرین کھاتے نہ چلو

اپنے ہاتھونسے نہ اندھونکا گلا کٹواؤ
یون چلو پاؤنکی آواز سناتے نہ چلو

کوے معشوق مین ای عاشقو جاتے ہو تو جاؤ
یہ شگون نیک نہین خاک اڑاتے نہ چلو

حقیقت پوچھے ہمسے کوئی اس عشق مجازی کی
بہت دیکھا ہی تصویر گلی کے رنگ روغن کو

یہ قصر یار کو پیغام دینا اے صبا میرا
نگاہیں ڈھونڈتی ہین تیرے دیوارونکی رخنونکو

پڑے ہو غش مین کیا مردلیے آتش آنکھ کو کھولو
خبر کے واسطے اُس بت نے بھیجا ہی برہمن کو

حاضر ہین ہم جو معرکۂ کارزار ہو
مریخ فیل مست کے اوپر سوار ہو

رسوا نہ نالے کر کے دل بیقرار ہو
بدتر ہی عشق عیب سے جب آشکار ہو

رنگ حنا سے سرخ کف دست یار کو
خون شہید مہر و وفا سازدار ہو

یارب اسیر زلف دل داغدار ہو
طاؤس دام ابرسیہ کا شکار ہو

زاہد قریب نرگس جادوے یار ہو
بیمار ہو وہی کہ جو پرہیزگار ہو

کج رکھکے وہ کلاہ جو چڑھتے ہین اسپ پے
گردن پر اُنکے خون ہمارا سوار ہو

مست شراب عشق کب آتے ہین ہوش مین
یہ نشہ وہ نہین ہی کہ جسکو خمار ہو

اُلٹی ہوا زمانہ مین چلتی ہی چاہیے
اُس گلبدن کو میری طرح خار خار ہو

پنہان دہن جو ہی تو رہے کچھ غرض نہین
بوسہ کے واسطے لب یار آشکار ہو

ای آفتاب حسن یہ حسرت ہی بعد مرگ
ہر ذرّہ میری خاک کا تجھپر نثار ہو

بلبل کو نول لیکے حوالہ کرون چمین
کوچہ مین یار کے جو مرا اختیار ہو

دست جنون سے زلف کے سودے مین جاہیے
پیراہن حیات مرا تار تار ہو

کب سے دل و جگر ہین نشانہ بنے ہوئے
دیکھون کدھر سے تیر نگہ کا گذار ہو

ہر اک حلقہ مین ہو سو دل عاشق کی گنجایش
نہین تیرے کرم کو قید کچھ اعلی و ادنی کی

تری درگاہ کے دروازے پہ حب سیا منا ہونا
دل دیوانہ کو میرے پھنسا کر تم نے زلفون مین

نگاہ ہونگا اذن آنکھون کے ہتھ چھا دیتی ہیک
فغان کرتا ہون جب اندام مین رعشہ سا ہوتا ہی

خدا جمعیت خاطر دے اُس زلف پریشان کو
سکندر تشنہ رہجائے پیے خضر آب حیوان کو

حقارت کی نظر سے دیکھتے ہین نہر تابان کو
دکھایا خانہ زنجیر مین مجنون سے مہمان کو

وہی کاوش ہی دل سے خلش ہے سنا مژگان کو
دل دیوانہ کا نالہ ہلا دیتا ہے زندان کو

فراق یار مین گریہ کا ضبط آتش نہین بہتر
بخار دل نکلنے دو برس لینے دو باران کو

کرینگے جمع معنی فہم اجزائے پریشان کو
فقیری سلطنت ہی خاکسار کوئے جانان کو

مذاق اُسکو ہی جو چوسے لب شیرین جانان کو
خم ابروے قاتل پھر گیا ہی اپنی آنکھون مین

تمھارے چہرہ پر نور کے بیداغ ہونے نے
ہوا ہی یار جو سیر چمن مین ساتھ اپنے

غم الفت کو کتنا ہی نگلیے دل نہین بھرتا
اُنھین سے جوہری فریاد کرنے انکی آتے ہین

محبت کی نگہ سے لطف ہر اک نگ مین پایا

شکنجے مین بہت کھینچینگے صحاف اپنے دیوانکو
مبارک جام ہو جمشید کو خاتم سلیمان کو

دماغ اُسکا ہی جو سونگھے کسی سیب زنخدانکو
لیا ہی بوسہ یکھا ہی جو ہنستے تیغ عریان کو

نظر سے اپنی آنکھون کے گرایا ماہ تابان کو
کبھی گل کی طرف دیکھا ہی گاہے روئے خندانکو

یہ نعمت پیر بھوکا رکھتی ہی جو لپنے مہمان کو
پسے جاتے ہین موتی پیستے ہین جب وہ دندان کو

تماشا تھا جو دیکھا چشم بلبل سے گلستانکو

عید ہوگی رمضان جائیگا ای بادہ کشو
بند رہنے کی نہین خانۂ خمار کی راہ

غیر حق کو مین سمجھتا ہون خیال باطل
آتش اک دل مین نہین ہوتی ہو دو چار کی راہ

دیکھا ہو سبو کو جو دھرے سر کے تلے ہاتھ
یاد آیا ہو ساقی کا وہ ساغر کے تلے ہاتھ

دامن کا خیال آتا ہو جب جیب دری مین
دیوانون کے ہو جاتے ہین ادبر کے تلے ہاتھ

دل دوستی بت کا نہ پابند ہو یارب
دشمن کا بھی دب جائے نہ پتھر کے تلے ہاتھ

گرمی نہ تمھاری سی ہوئی آتش گل سے
گلچین کا نہ رکھا کبھی اخگر کے تلے ہاتھ

یاد آتا ہو وہ قد کشیدہ جو چمن مین
ملتا ہون مین جا جا کے صنوبر کے تلے ہاتھ

تبدیل شب وصل سے ہو روز جدائی
بالش کے عوض ہو سر دلبر کے تلے ہاتھ

عاشق سے نگاہون مین یہ کہتی ہین وہ آنکھین
مژگان جو چھوئین رکھدیا خنجر کے تلے ہاتھ

مستی مین طلبگار تو ساقی سے ہو مے کا
کانٹونگا مین کانپے گا جو ساغر کے تلے ہاتھ

صحرا کو چلو چاک گریبان کرو آتش
لنگر مین نہین پاؤن نہ پتھر کے تلے ہاتھ

اس قدر دل کو نگرا ہو بت سفاک سیاہ
زیب دیتی نہین اس کعبہ کو پوشاک سیاہ

سیل تر مین جو تری نرگس فتان کو ہوا
طور کو واسطے سرمہ کے کیا خاک سیاہ

پانی مانگے نہ کبھی ترچھی نگاہ کا مارا
دل کا قرصہ چشم بت بیباک سیاہ

یار سے وعدۂ فردا ہو عجب کیا اسکا
روز روشن کو کرے گردش افلاک سیاہ

نہ جلائے نہ تو گاڑے کوئی ہم کو آتش
مردہ اپنا نہ پڑے کافر و دیندار کے ہاتھ

پاس دل رکھتا ہی منظور نظر ہر آئینہ
جب تب چڑھتا ہی اُس قاتل کے مُنھ پر آئینہ
چاند سے مکھڑے کو دکھلا کر چھپانا قہر ہی
چاند کے اوپر نہیں پڑتی کسی صورت سے خاک
دیکھکر حال زبوں کو میرے حیران رہگیا
ہو کے اُس شمشیر ابرو کے مقابل بچ چکا
آنکھ بھر کر ایکدن دیکھا نہ روے صاف یار
مورد نفرت کوئی مجھسا نہیں حیران ہوں
رو برو یار ہوتے ہی زبان ہوتی ہی بند
اب زمین پر پاؤں بھی رکھکر نہیں چلتا ہی یار
یہ نہیں ہیوجہ ای قمری اکڑنا سرو کا

نیک و بد سے پیش آتا ہی برابر آئینہ
ٹکڑے ٹکڑے ہوئیگا اک دن مقرر آئینہ
اُس خدا ناترس کو دکھلاؤں کیونکر آئینہ
مُنھ تو دیکھیں لیکے یوسف کے برابر آئینہ
یار کے دل سے بھی تھا ہر چند پتھر آئینہ
ایسا کیا پہنے ہوے ہی خود و بکتر آئینہ
میں وہ مفلس ہوں نہیں جسکو میسر آئینہ
مجھسے صورت آشنا ہوتا ہی کیونکر آئینہ
کس طرح طوطی کو کرتا ہی سخنور آئینہ
گھر چکا آراستہ اُسکو مقرر آئینہ
آیجو اُسکو دکھاتی ہی مقرر آئینہ

ہرزہ گوئی سے تری حیرت ہوئی آتش خموش
خود پسندی تا کجا اب طاق پر دھر آئینہ

معشوق نہیں کوئی حسین کسے زیادہ
کیا کتنے ترے عاشق بیتاب ہیں کتنے

مشتاق ہیں کس ماہ کے انجم سے زیادہ
ذروں سے زیادہ ہیں یہ انجم سے زیادہ

دیکھتا ہون حسن کے عالم کو مین پیری کے ساتھ
مجھکو بجاتی ہی بنا گوش صنم گوہر کے ساتھ

میکش عاشق مزاج ای ساقی ہمرو ہو نہین
بوسۂ لب کی گزک بھی دے مجھے ساغر کے ساتھ

سبزۂ خط کو دکھا کر تو نے مارا ہی جنھین
حشر اُن لوگون کا ہوگا حضرت پیغمبر کے ساتھ

پھڑکتا ہی مرے صیاد تو کاٹ اس طرح
حسرت پرواز بھی اڑ جاے بال و پر کے ساتھ

جو ہر اسکے اکدن ای سفاک اسیر کھولدے
لاگ رکھتی ہی مری گردن تری خنجر کے ساتھ

مومن و کافر کا قاتل ہی ترا حسن شباب
آتش افروختہ یکسان ہی خشک و تر کے ساتھ

اسقدر شیرین وہن اس لب ہوتا نہین
شیر دایہ نے پلایا ہی مجھے شکر کے ساتھ

جسقدر نفرت ہی اُس سے مجھ توکل پیشہ کو
اسقدر ہوگی نہ قارونکو محبت زر کے ساتھ

یہ اشارہ جنبش مژگان سے اُس کافر کی ہی
دم نکلجاتا ہی سودائی کا اس نشتر کے ساتھ

قدر دیوانہ کی بہ ہنگامۂ طفلان نہین
چاہیے سالار لشکر کو رہے لشکر کے ساتھ

صورت آباد جہان کے حسن کا شیدا ہو
صندل اس تنہا نہین ملتا ہی دردسر کے ساتھ

جب دلاتا ہی تصور تیرے دانتونکا مجھے
تولتا ہون اشک کے قطرون کو مین گوہر کے ساتھ

ہمرہی کا جو کبھی ہوتا ہی آتش اتفاق
خضر صحرا گرد وبتا ہی مرا رہبر کے ساتھ

اونچا ہو لاکھ تاڑ سے بھی سرو چار ہاتھ
رتبہ بلند ہی ترے قد کا ہزار ہاتھ

کھاتے ہین غوطے رہگذر کوے یار مین
رہتا ہی میرے اشکون سے تیرا او چار ہاتھ

دامن چھڑا کے جب سے گیا ہی وہ بیوفا
دانتون سے کاٹتا ہون مین بے اختیار ہاتھ

صفاے قلب سے زیر نگین ہین بحر و بر دونون
ملا رتبہ سکندر کا مجھے آئینہ سازی سے

جبین ساؤ نے اے بت تیرے کوچہ کو بھار رکھے
نہ کھلائے خدا اُس کعبہ کو خالی نمازی سے

بھلایا اسم اعظم کو فسون حسن گوئی نے
فرشتونکی حقیقت کھلگئی عشق مجازی سے

پناہ اے برق بیمو مہر سے اللہ کے مانگو
سزا دیتا ہی حاکم آدمی کو قلب سازی سے

ہزارون کشتی تن پار او تری گھات سے اسکے
رہے دریاے خون جاری تری تیغ حجازی سے

تن محرور کا میرے پڑے اُسپر جو پرچھانوان
یقین ہی موم شرما جاے آہن کی گدازی سے

رہی ہین بند اک کان ملاحت کے تصور مین
مزا لوٹا ہی آنکھون نے مری نظارہ بازی سے

شب آدینہ بھی آتا نہین گور غریبان پر
ہنوز آگہ نہین وہ شمع و مشکین نوازی سے

کمیت خامہ خوش رفتار ہی کس مرتبہ آتش
قدم مین نرد سے آگے رہا سرپٹ مین تازی سے

گیسوے مشکین رخ محبوب تک آنے لگے
چشمۂ خورشید مین بھی سانپ لہرانے لگے

دور کروایا پسینے نے نقاب گلعذار
قطرۂ شبنم بھی دیوار چمن ڈھانے لگے

چال لیلی کی کنار جو جو وہ خوش قد چلا
بید مجنون کی طرح سے سرو تھرانے لگے

لیکے دل کو چار بوسون پر دیا اک یار نے
ہم نے یہ سمجھا روپے کے ہاتھ چار آنے لگے

رنگ لائی چہرۂ گل پر نسیم نو بہار
اپنی اپنی زمزمہ سنج چمن گانے لگے

ظلم مردون پر کیا مشق خرام یار نے
ہر قدم پر کاسۂ سر ٹھوکرین کھانے لگے

تو بھی تو اے شعلۂ داغ شب الٹ منھ سے نقاب
گرد شمعون کے بہت پروانے ہین دانے لگے

شمع رو نے مرے اُلٹا سر مجلس جو نقاب
ناتوانی سے کہان ہر زہ دری کی طاقت
بار خاطر ہو نہ عالم کا سبک باتون سے
مجھے ہر بات مین قرآن وہ اُٹھواتا ہی
ہمرہ غیر گیا چاندنی شب مین وہ گل

ایک پر ایک ہوا ساکن محفل بھاری
گھر سے دروازہ تلک ہی مجھے منزل بھاری
زندگانی مین نہو مردہ سے غافل بھاری
گردن یار مین شاید ہی حمائل بھاری
ہوگیا مجکو ستارہ مہ کامل بھاری

آتش اپنے نہین نظارہ کا لیکا چھٹتا
میری آنکھون کو ہی شاید کہ مرا دل بھاری

واقعہ دل کا جو مذکور ہی تو مضمون غم ہی
خاری سے جھکا ہی سر شوریدہ مرا
دل مین آتا ہی کہ اب اپنے گلے کو کاٹون
دل کہین جان کہین چشم کہین گوش کہین
کتنے دیکھا ہی محبت کی نظر سے اُنکو
دل کو آنکھون نے کیا کشتۂ رخسار ملیح
کیا کہون مین کمر یار ہی کیسی نازک
زندگانی سے جو تنگ کے ہی دل گھبراتا
کھینچ لاتا ہی جو چل جاتی ہی جذب دل کی
زلف ورخ کو ہین حیا سے وہ چھپائے رکھتے

صفحہ ہر اک مرے دیوان کا صف ماتم ہی
وائے بر حال ندامت سے جو گردن خم ہی
نیم جان چھوڑ کے قاتل کو ندامت کم ہی
اپنے مجموعہ کا ہر ایک ورق برہم ہی
صف مژگان ہین تلے زلف سیہ بیم ہی
نہ سمجھتے تھے ہم اسکو نمک بھی سم ہی
عالم الغیب سوا کوئی نہین محرم ہی
پوچھنے جاتا ہون مردون سے کہ کیا عالم ہی
منتظر یار کا ہون آنکھون نہین جتک دم ہی
شانہ و آئینہ نا واقف و نا محرم ہی

موسم گل کی جو یاد آتی ہے عریانی مجھے
ہون وہ دیوانہ کہ اپنا نام رکھ کے ہے
اک پری نے دی ہے تسبیح سلیمانی مجھے
ایک حرف اسکی عبادت کا پڑھا جاتا نہین
لکھ دیا کس خط مین ہے یہ خط پیشانی مجھے
چشمہ ہاے چشم مین گریہ سے ہے دریا کا جوش
غوطے کھلواتا ہے سیل اشک کا پانی مجھے
خواب سے بیدار وہ خورشید رو آکر کرے
ایسی اے آنکھون دکھاؤ صبح نورانی مجھے

تنگ کرتا ہے گریبان کٹنے لگتا ہے گلا
کوئی دکھلائی نہین دیتا
فی الحقیقت تو ہی اک دستے
زلف کے سودے سے مین رہتی ہے پریشانی مجھے
یاد مین آئینہ رخ کے ہے حیرانی مجھے
ہجر مین کرتا ہے آخر
شوق وصلت مین ہے شغل
کوئی بن مین مست ہے کوئی وطن مین مست ہے
وحشت مجنون و آتش مین ہے اتنا ہی فرق

رہا نہ شبہ ہمین اسکے حلقہ ہونے سے
ہوا جو دست کس اسکا بھی پاے قاتل تک
شب فراق مین اے روز وصل تا دم صبح
جو ابر گریہ زنان ہے تو برق خندہ زنان
یہ چاک جیب کے حق مین دعاے مجنون ہے
کسی طرف سے تو نکلے گا آخر اے شہ حسن
چمن مین صبح کو جا کر نہ منہ دکھاتا تھا

یہ عقدہ ناف نے کھولا کمر ہے مو تیری
حنا بھولائیگا شوخی مرا لہو تیری
چراغ ہاتھ مین ہے اور جستجو تیری
کسی مین خو ہے ہماری کسی مین خو تیری
نہو وہ ون کہ درستی کرے رفو تیری
فقیر دیکھتے ہین راہ کو بکو تیری
برنگ آئینہ حیران آرزو تیری

زمانہ مین کوئی تجسا نہین ہے سیف زبان
رہے گی معرکہ مین آتش آبرو تیری

کوچۂ دلبر مین مین بلبل چمن مین مست ہے
نشۂ دولت سے منعم پیرہن مین مست ہے
دور گردون ہے خداوندا کہ یہ دور شراب
آج تک دیکھا نہین ان آنکھون نے روے خمار
گردش چشم غزالان گردش ساغر ہے یان
ہے جو حیران صفاے رخ حباب آئینہ
غافل و ہوشیار ہین اس چشم میگون کے خراب
ایک ساغر دو جہان کے غم کو کرتا ہے غلط

ہر کوئی یان اپنے اپنے پیرہن مین مست ہے
مرد مفلس حالت رنج و محن مین مست ہے
دیکھتا ہون جسکو مین اس انجمن مین مست ہے
کون سمجھا گنبد چرخ کہن مین مست ہے
خوش رہین اہل وطن دیوانہ بن مین مست ہے
بوے زلف یار سے آہوے ختن مین مست ہے
زندہ زیر پیرہن مردہ کفن مین مست ہے
اے خوشا طالع جو شیخ و برہمن مین مست ہے

شہر خوبان مین نہین آتش مروت کا رواج
تشنہ لب مر جاؤن تو ممکن نہو پانی مجھے

عشق اُسکا جان کھوتا ہی برنا و پیر کی — اُس شاہ حسن کو یہ دعا ہی فقیر کی
بیہودہ گفتگو نہین مرد فقیر کی — سیدھی ہی سمجھے تو اگر اُلٹی کبیر کی
صحرا سے پھلا ہی نہین شہر کی طرف — گم ہو گئی ہی عقل جنون سے مشیر کی
بے مانگے بوسہ عاشق مسکین کو دیجیے — موئے مرے سوال ہو صورت فقیر کی
پیدا کریگا یوسف گم گشتہ جذب عشق — تاثیر اسمین بھی ہو دعائے اسیر کی
غافل نہ مثل برق ہو شادی سے خندہ زن — باران غم سے ہی گل آدم خمیر کی
زنجیر ہو گئی ہین بدن کو مری رگین — کھینچی ہی ناتوانی نے تصویر اسیر کی
دیوانہ کس کریم کے دروازے کا ہی دل — زنجیر مین ہماری صدا ہی فقیر کی
اللہ رے اُس صنم کے بدن کی ملائمت — جامہ ہی جسم کا کہ قبا ہی حریر کی
خاک شہید ناز سے بھی ہولی کھیلیے — رنگ اسمین ہی گلال کا بو ہی عبیر کی
دم بند اُسکا زمزمون نے میرے کر دیا — آواز بیٹھ بیٹھ گئی ہمصفیر کی
وہ لعل لعل لب ہو مرے شاہ حسن کا — سودے مین جسکے بکتی ہی گدڑی فقیر کی
دیکھا مشیر کار نہ دیوانہ کا کوئی — اُس بادشاہ کو نہین حاجت وزیر کی
چھیڑا ہی مین نے جا کے برہمن کو دیر مین — لی ہی قسم بتون سے خدائے کبیر کی
جس تودے مین شریک ہوئی اپنی خاک سے — حسرت ہی رکھتی لب معشوق تیر کی

بلبل کی طرح عشق جو ہمکو چمن سے ہو
سو جائیے تو خواب مین گلزار دیکھیے

قزاق کی نگہ سے کم اپنی نگہ نہین
کیا لوٹیے جو دولت دیدار دیکھیے

چن چن کے قتل کیجیے انصاف شرط ہی
حاضر ہین بیگناہ و گنہگار دیکھیے

عاشق مسیح بھی تحسین کہتے ہین مہربان
حال اسکا پوچھیے جسے بیمار دیکھیے

مشتاق دل ہی جنبش ابروے یار کا
چلتی ہی کس طرح سے یہ تلوار دیکھیے

دروازے مین چلیے سرا ے حبیب مین
حسرت سے تا کجا پس دیوار دیکھیے

سودے مین ابرو نکے ہون وہ ماہ ڈھونڈھنا
جسمین کہ چاند دیکھ کے تلوار دیکھیے

عالم کی سیر کیجیے آتش ملیگا یار
یوسف جو چاہین آپ تو بازار دیکھیے

کونسے دل مین محبت نہین جانی تیری
جسکو سنتا ہون وہ کہتا ہی کہانی تیری

کچھ دہن ہی نہین ہم شعرا کے نزدیک
مو سے باریک کمر بھی ہی گمانی تیری

جسکے آگے سے گذر ہی وہ کہتا ہی یہی
دیکھی ای روح روان ہمنے روانی تیری

شیشۂ مے سے کوئی میری زبانی کہدے
خوش نہین آتی ہی یہ سینہ دہانی تیری

کیا تری شان ہی قربان ہون ای عفو کرم
آس کہتا ہی ہر اک فاسق خوانی تیری

اس خرابی مین ترے واسطے پھرتے ہین خراب
جستجو ہمکو ہی اے گنج نہانی تیری

عین احسان ہی مرے صفحۂ دل پر مجکو
ایک تصویر اگر کھینچوا ے مانی تیری

صبح تک شام سے کرتی ہی زبان ذکر جمال
نیند آتی ہی کسنے سنکے کہانی تیری

کتنا بلے وہ بھولے نہ ای ساقی ازل
لغزش نہ پاے آتش مست الست کھای

...بر ہین نہین عاشق ہون جانی — رہے موسے ہی سے یہ لن ترانی
...مان ہم ہین اے محبوب جانی — سمجھتے ہین تجھے بلقیس ثانی
...لا سودے ہین اُن زلفون کے مگر — پریشان خواب تھی یہ زندگانی
...ون آتا ہو اُنسے قدکشی کو — گرٹے جاتے ہین سرو بوستانی
...ی دیگا کباب نرگسی بھی — جو دیتا ہو شراب ارغوانی
...کا ہو عشق نے کس دردسرسے — ہمارا جامہ تن زعفرانی
...ف کی طرح رہ خانہ بردوش — نہین جاے اقامت دار فانی
...ے کوچہ کے مشتاق نکلے آگے — جہنم ہی بہشت آسمانی
...یکش ہون دیا ہو قابلہ نے — جیسے غسل شراب ارغوانی
...ن ہو دیدۂ باریک بین کو — کرے عینک طلب یہ ناتوانی
...خط ہو یادگار حُسن رفتہ — وہ سبزہ ہو گلستان کی نشانی
...ی مُنھ سے قاصد کے نہین بات — نکمرلایا ہو پیغام زبانی
...شت خاک ہو مقبول درگاہ — صبا کی چاہتا ہون مہربانی
...ہین بوسۂ رُخسارہ صاف — پیا ہو ہمنے آئینہ کا پانی
...یدی سو کی ہو کافور ہرچند — کوئی مٹتا ہو داغ نوجوانی

۱۴۷ آتش

نہین دیتا وہ دلبر بوسۂ خال
نہین واقف ہم اُس بت کی کمر سے
رُلاتی ہی مثال ابر بیری

مگر کالے تلون کی ہی گرانی
خدا کے واسطے ہی غیب دانی
دکھا کر داغ طاؤس جوانی

مرا دیوان ہی اک آتش خزانہ
ہر اک بیت اُسمین ہی گنج نہانی

صدمہ ہی دوش پر سر و گردن کے بوجھ سے
ہوش و خرد ہی باعث تکلیف آدمی
راحت طلب کو رنج کشون کی خبر کہان
ساز سفر کبھی نہوا بار دوش پان
سختی بخت و عشق بتان دونون قہر ہین
رندون کو قید سبحۂ و زنار کی نہین
غماز اپنا ذکر نہ لاوے حضور دوست
عاشق ملال خاطر اہل جہان نہون

دیوانہ آشنا نہین دامن کے بوجھ مین
دیوانہ آشنا نہین دامن کے بوجھ سے
آگاہ کیا سوار سے توسن کے بوجھ سے
سمجھا ہین حال و خنبس کو رہزن کے بوجھ سے
کم بوجھ سنگ کا نہین آہن کے بوجھ سے
واقف نہین ہین شیخ و برہمن کے بوجھ سے
گردن جُھکے نہ منت دشمن کے بوجھ سے
خم ہو نہ شاخ بلبل و گلشن کے بوجھ سے

آتش یہ سارے رنج ہین اس زندگی کے ساتھ
مردے کو کیا خبر گل مدفن کے بوجھ سے

رنگ جو جو کچھ کر چاہین لائین بن مین آبلے
چشم زخم خار سے یارب بچا نا تو انھین

پاے بوسی کو ترستے تھے وطن مین آبلے
اک رفیق حال ہین رنج و محن مین آبلے

عہد پیری میں کہاں اب جوانی کے رفیق
صاف پہلو سے زبان کر گئے دندان خالی

تیری درگہ کے فقیروں کے لیے ای محبوب
تخت پر اپنی جگہ کرتے ہیں سلطان خالی

خال مشکیں سے شکار اہل قلم کو کیجیے
گل چلے شیر سے کرتے ہیں نیستان خالی

بت کافر نہیں ہوتے جو ہم آغوش ہوں
جل گور ہیں ہو جائے مسلمان خالی

ہنستے ہنستے تو کیا قتل گنہگاروں کو
رو دیا دیکھ کے جلا دو نے زندان خالی

دل بیکینہ کدورت نہیں رکھتا آتش
خس و خاشاک سے ہے اپنا بیابان خالی

بند نقاب عارض دلدار توڑیے
باغ مراد عشق کی دیوار توڑیے

وہ درد دوست ہیں جو خدا ہکو زخم دے
سو بار نانگے کھائے سو بار توڑیے

دیکھیے ترا جو مصحف رو برہمن کہے
بت کو سلام کیجیے زنار توڑیے

نے پر مجھے فلک نے کیا تو بجا کیا
لازم ہے باغ باغ گرفتار توڑیے

مرغ ترانہ سنج ہوں اس بوستان کا میں
خون بہار ٹپکے اگر خار توڑیے

اپنا مجھے اختیار شفا میں نہیں طبیب
پرہیز سے نہ خاطر بیمار توڑیے

نخچیر اک صید زندہ ہے زلف سیاہ یار
ٹوٹیں ہزار دل اگر اک تار توڑیے

گردن ہی اپنی دوش پر اپنے وبال ہے
کیا چین کر حریف کی تلوار توڑیے

عاشق کی بیقراری سے وحشت پناہ مانگ
ٹکرائیے جو سر کو تو کہسار توڑیے

بوسے کسی کے چہرۂ رنگین کے لیجیے
اک دن تو پھول باغ سے دو چار توڑیے

حالتِ غم کو نہ بھولا چاہیے شادی مین بھی
خندۂ گل دیکھکر یاد اشک شبنم کیجیے

عیب اُلفت روز اول سو مری طینت مین ہی
داغ لالہ کے لیے کیا فکر مرہم کیجیے

اپنی راحت کے لیے کسکو گوارا ہی یہ رنج
گھر بنا کر گردن محراب کو خم کیجیے

عشق کہتا ہی مجھے رام اُس بت وحشی کو کر
حسن کی غیرت اُسے سمجھاتی ہی رم کیجیے

رات صحبت گل سے دیکھو ہمبغل خورشید سے
رشک اگر کیجیے تو رشک بخت شبنم کیجیے

دیدۂ و دل کو دکھایا چاہیے دیدار یار
حسن کے عالم سے آئینون کو محرم کیجیے

شکل گل ہنس ہنس کے روز وصل کاٹی ہین بہت
ہجر کی شب صبح رو کر مثل شبنم کیجیے

تھی سزا اپنی جو شادی مرگ قسمت نے کہا
ہجر مین کس نے کہا تھا وصل کا غم کیجیے

اپنی اپنی زنگ کمر پر بوجھ پڑتا ہی بہت
بڑھ چلے ہین حد سے گیسو کچھ انھین کم کیجیے

اُٹھ گئین ہین سامنے سے کیسی کیسی صورتین
رویے کسکے لیے کس کس کا ماتم کیجیے

ہر روز در دم شب کیے دیتا ہی سرمہ پوچھیے
خون ہوتے ہین بہت شوق حنا کم کیجیے

آئینہ کو رو برو آنے نہ دیجیے یار کے
شانہ سے آتش مزاج زلف برہم کیجیے

اثر رکھتی ہی گلگون کی کیفیت کا ہستی ہی
اُبھرنے مین حباب بحر کے اک جوش مستی ہی

دکھائی دیتے ہین ہندو ہی ہندو مجکو خال و تِل سے
رخ محبوب ہی یا نا مسلمانون کی بستی ہی

پسند طبع محبوبان دل عاشق نہین ہوتا
عوض باران کے میری کشت پر آتش برستی ہی

وہ دہقان غریب سرزمین عشقبازی ہون
عوض باران کے میری کشت پر آتش برستی ہی

نگہ لطف کی حسرت ہی ہمین وائے نصیب
کسطرح سر سے گھر اُن آنکھون مین کرلیتا ہی

یاد رکھتا ہی عدم مین کوئی ساغرکش اسے
ہچکیان شیشۂ مے شام و سحر لیتا ہی

روح و قالب کی جدائی ہی جدائی تیری
دم نکلتا ہی جو تو نام سفر لیتا ہی

ہجر مین وصل کا ملتا ہی مزا عاشق کو
شوق کا مرتبہ جب حد سے گذر لیتا ہی

عزت نالۂ و فریاد نگھوای آتش
آشنا کوئی نہین کون خبر لیتا ہی

اندھیری روشنی مرے سینہ کے داغ کی
اندھیاری رات مین نہین حاجت چراغ کی

ہستی چندروز نے تو تنگ ہی رکھا
خواب عدم مین دیکھینگے صورت فراغ کی

بے اعتبار نقش و نگار زمانہ ہی
اِک سنگ پر ہوا نہین ہستی ہی باغ کی

بخت سیہ نے کام کیا بعد مرگ بھی
رنگین مرے لہو سے ہی منقار زاغ کی

ظاہر ہوا مجھے یہ بلندی سرو سے
کرتی ہی کام خاک بھی عالی دماغ کی

سو تاڑ سے بلند کرے باغبان تو کیا
ہمت کے آگے پست ہی دیوار باغ کی

اخگر کی طرح سے جو دہکتے ہین داغ عشق
سینہ مین اپنے رہتی ہی گرمی اوجاغ کی

رخ کیا ملائیگا رخ رنگین یار سے
لالہ کو کیا خبر نہین ہی چار داغ کی

ابر کرم کے فیض نے ایسا کیا ہی سبز
مہندی کی ٹٹی ہوگئی دیوار باغ کی

شاعر ہون بوے سیب زنخدان ہون سونگھتا
اصلاح رہتی ہی مجھے اپنے دماغ کی

گم ہونگے ایسے ڈھونڈھے بھی پائے نجائنگے
کھو دیگی فکر ہمکو تمھارے سراغ کی

کونسے صیاد نے صیدافگنی کی اختیار — حلقۂ گوش غزالان حلقۂ فتراک ہی

مردسے بہتر ہی نام مرد بیچ ہی یہ مثل
پہلوانی ہی سو ہی رستم کی آتش و خاک ہی

کبھی جو جذب محبت سے کام ہوتا ہی — نقاب اُٹھتا ہی دیدار عام ہوتا ہی

وہ صبح عید جو بالائے بام ہوتا ہی — مہ صیام مین روزہ حرام ہوتا ہی

بلائے بزم جہان ہی وہ چشم کی گردش — نگاہ پھرتی ہی دورہ تمام ہوتا ہی

اُٹھائون کس لیے احسان یار برگردن — مرا تو اُسکے تغافل سے کام ہوتا ہی

خدا کی یاد جوانی مین غافلو کرلو — وگرنہ وقت فضیلت تمام ہوتا ہی

الٰہی کیون نہین خواہان کوئی صنم اسکا — یہ دل تو شرط وفا پر غلام ہوتا ہی

کسیکو کیا کوئی گھر لعبے دل مین کرنے کے — نگین سے دیکھ لے برعکس نام ہوتا ہی

فرشتے سُنتے ہین آوازِ دورباش کا شور — کبھی ہمارا جو وان اہتمام ہوتا ہی

زیارت اُنکی جو کرتے ہین مومنین اُنکے — زبان حور مین اُن سے کلام ہوتا ہی

ہزار لال ہوئے انگرون سے داغ جنون — ہنوز پختہ ہی سودائے خام ہوتا ہی

کوئی زمانہ سے جاتا ہی کوئی آتا ہی — کسی کا کوچ کسی کا مقام ہوتا ہی

پھنسا جو زلف مین اُس گل کے مرغ دل والا — نتھی خبر یہ کہ سنبل بھی دام ہوتا ہی

ہمارے حلقہ مین کرتا ہی شیشۂ دل خالی — ہمارے دور مین لبریز جام ہوتا ہی

کمند شوق ہو درگاہ عشق کی رہبر — یہ آستانہ بلندی مین بام ہوتا ہی

ذاتِ باری کو کیا ظلم بتان نے ثابت
چھوٹتے بندِ محبت کے گرفتار اگر
عیش ہوتا کچھ اگر غمکدۂ دنیا مین
گھر گرایا جو مرا سیل حوادث نے تو کیا
توڑتے آبلۂ دیوانہ دستِ رنگین
غیر گھورے نظرِ بد سے تجھے حیف اے یار

عدل کرتے یہ اگر انکی خدائی ہوتی
طوق سے گردنِ قمری کی رہائی ہوتی
روح قالب مین خوشی سے نہ سمائی ہوتی
چار دیوار عناصر کی گرائی ہوتی
خار پر تہمت انگشت حنائی ہوتی
آنکھ ہمسے جو لڑاتا تو لڑائی ہوتی

آن غدارون کی جو پاتی یہ صباحت آتش
یاسمین باغ مین پھولی نہ سمائی ہوتی

پیرہن تیرے شہیدون کے گلستان ہو گئے
آگزر وے دل رہی نا آشنائی گوش یار
حسن وہ شی ہی کہ پتھر مین بھی کرتا ہی اثر
منزلِ دل کی خرابی کا الم کیا کیجیے
سپر نیرنگ جہان دیکھا کیے زندانِ عشق
عاشقون سے ٹیڑھے رہنے کی سزا آخر ملی
کیا نفاق انگیز چلتی ہی زمانہ مین ہوا
آہ بر لب داغ بر دل بیکر عبرت نما
موسمِ گل کر دیا انکی قباے سرخ نے

زخمِ خندان غیرت گلہاے خندان ہو گئے
حرف مطلب اپنے منھ تک آکے دندان ہو گئے
چشم عاشق کی طرح آئینے حیران ہو گئے
کیسے کیسے خانۂ آباد ویران ہو گئے
شیعہ سنی ہو گئے ہندو مسلمان ہو گئے
چشم سے ہر لخت تیرے موے مژگان ہو گئے
سیکڑون مجموعۂ صحبت پریشان ہو گئے
شمع و گل ہم بر سر گور غریبان ہو گئے
چاک تا دامن ہزارون ہی گریبان ہو گئے

لاش پر لاش نکلتی ہی ترے کوچہ سے
کیا تماشا ہی کہ پھر بھیڑ نہین چھٹتی ہی

بینی یار سے دعوی ہی گل زنبق کو
بیحیائی سے مگر ناک نہین کٹتی ہی

حسن سے اپنے وہ نادان ہوا ہی آگاہ
آرسی سامنے سے اُسکے نہین ہٹتی ہی

بوسہ کا اُس لب شیرین کے زبان نا ہٹے
جان جاتی ہی مٹھائی نہین کچھ بٹتی ہی

عشق محبوب مین غم ہی کسے مرجانیکا
جان جاتی نہین عاشق کی بلا کٹتی ہی

طلب آرام کی بیجا ہی گرفتاری مین
کب بھلا خانہ زنجیر مین چھت پٹتی ہی

شب ہجران کی درازی کا گلا کیا کیجے
خضر کی عمر بھی دو چار گھڑی گھٹتی ہی

گوش وہ ہی جو سُنا کرتا ہی افسانہ حسن
وہ زبان ہی جو صنم نام ترا رٹتی ہی

سائل دولت دنیا ہو نہین ای آتش کیا
گنج قارون سے بھی اوقات نہین کٹتی ہی

آنکھ پڑتے ہی قرار و صبر و طاقت لیگئے
خال مشکین دلبری مین گوے سبقت لیگئے

خاک چھانی ہم سکندر و حون نے مثل گردباد
وادی پرخار سے تلوے سلامت لیگئے

زہر کھا کر اک شکر لب پر ہوا ہون دیکھنا
قبر پر دشمن گھڑے بھر بھر کے شربت لیگئے

عالم اسباب سے حاصل ہوا آخر کفن
چلتے چلتے آسمان سے ہم بھی خلعت لیگئے

ناتوانی سے فشار قبر کی طاقت نتھی
گور مین بھی تیرے عاشق کو امانت لیگئے

تیرہ بختی کے اثر نے شام سے گل کر دیا
صبح کو تو اُٹھا کر شمع تربت لیگئے

دیدہ و دل نے گھسیٹا کوچہ محبوب مین
کھینچکر مجکو فرشتے سوے جنت لیگئے

شب کی شب مین ہو گئی اس مرتبہ دل تنگی
دم فنا ہوتے ہین دیکھے سے تمہارا بانکپن
غیر سے احوال پرسی یار کرتا ہے مری
دل کو داغ عشق حسن آیا زمانہ مین پسند
بے سبب شوق خرام ناز صاحب کی نہیں
حسن سے ساقی کے حاصل ہو گئی کیفیت عشق
آرزو مند شہادت ہون ارادہ ہے یہی
کی نہ جن آنکھون نے بلبل کی نگہ سے سیر باغ
لوٹ لینے کا ارادہ مردم دیدہ کا ہے
حشر کی گرمی مین تو یاد آئیگا اے قصہ یار
خار خار دل سے جاتی ہے ہماری جان یار
آنکھ در غیبت کی اگر میری طرح سے ڈالتا

صبح کو روتی ہوئی شبنم گئی گلزار سے
قتل کرتی ہے یہ شعلے کی لٹک ستار سے
گوش گل بلبل کی سنتا ہے زبان خار سے
یہ شگوفہ دیکھیے آ کر ہم اس گلزار سے
کبک کو سیدھا کروگے پائے کج رفتار سے
مست ہو کر جائینگے ہم خانۂ خمار سے
پھیکٹ نگون خم اے قاتل تری تلوار سے
ہنسنے یہ جا تا کر بیٹھا ہو گئین گلزار سے
سامنا تو ہونگا دولت دیدار سے
دھوپ بچ جاتی تھی تیرے سایۂ دیوار سے
دور کر یہ غنچہ سا گھونگھٹ گل رخسار سے
پھانسی دلواتا برہمن کو وہ بت زنار سے

نیند آتی ہے کسے آتش فراق یار مین
خواب کو نفرت ہے اپنے دیدہ بیدار سے

کوچۂ یار مین چلیے تو غزلخوان چلیے
بلبل مست کی صورت سے گلستان چلیے
دل کو ملتا نہیں وہ ماہ نہیں کو کہنا
رات بھر کے لیے گھر مین مرے مہمان چلیے
پاؤن مین تا رہے رفتار کی طاقت باقی
پیچھے پیچھے ترے اے عمر گریزان چلیے

کوچہ تیرا عیش باغ ای یار بے تاویل ہی
چشم اشک آلود عاشق آئینے کی جھیل ہی

آفت جان سامنا اُسکا ہی انسان کے لیے
خوبصورت جسکو کہتے ہین وہ عزرائیل ہی

معنی توریت موسائی سمجھتے ہین تجھے
واسطے عیسائیون کے مطلب انجیل ہی

بلبل و قمری ہین نالان کاہکو ہی یار بن
گل جو ہی سنگ نشان ہی سرو جو ہی میل ہی

گرد رہتے ہین ستارے رات بھر پروانہ وار
ماہ تابان کوئے کے دروازے کی قندیل ہی

جلوہ فرما تھا عجب شوخ کسی آن نہین
روز ماتم یوسف کی کو مین عید اسمٰعیل ہی

کیا سمجھ کر مبتلون کو حسن سے اُسکے ہی عشق
چار دن مین رنگ رخسار چمن تبدیل ہی

عشقبازی مین ہین تم بڑھ کر مجنون سے ہی فوق
لیلی و شیرین سے تمکو حسن مین تفضیل ہی

بے سر و پائی نے پایا ہی یہ عالم مین رواج
پا جو ہی بے کفش ہی سر ہی سو بے مندیل ہی

بادشاہ وقت اُسکے شیفتہ ہین ای صنم
گیسوون کا تیرے سودا ہند کی تحصیل ہی

شعر الہامی یہ ہو بخانی ہی وہ لاتا تھا وحی
فکر عالی منزلت بھی ہمرہ جبرئیل ہی

راہ پر لاتے ہین جب گمرہ ہوا ہی آسمان
بیشتر سیفے بنایا ہی جو بگڑا فیل ہی

ہو کر دیوانہ ہو حاضر ہوئے بازیگا ہین
لڑکون چھٹی ہی روز جمعہ کی تعطیل ہی

عشق کے غم سے کوئی نعمت نہین اندر بہشت
نوش کیجیے اس غذا کو جسقدر تحلیل ہی

منتظر ہی چشم روز وعدہ دیدار کی
گوش مشتاق صدائے صور اسرافیل ہی

بیٹھہ عشق و جنون کی سیر کے قابل ہی تو
سیر کے مانند آتش تجھین زنبیل ہی

ہمنشین دل نہین اک آبلہ سا پکتا ہی
جسمین آتا ہی بھرون چبھ کے پہلو کانٹے

نہ تو بلبل نظر آتا ہی چمن مین نہ تو گل
اک طرف برگ خزان ڈھیر چمن کیسو کانٹے

کام اک آبلہ کا انسے نہین ہوتا ہی
نہین معلوم ہین کس درد کی دارو کانٹے

بد سرشتون کو نہ نیکون کا اثر ہو ہرگز
صحبت گل سے نہو وین کبھی خوشبو کانٹے

گرم رفتاری سے ہر آبلہ اک اخگر ہی
پانؤن سے میرے تہی کرتے ہین پہلو کانٹے

زاہد خشک کے ایمان کا یقین ہو کیونکر
نہ مسلمان ہین ثابت نہ تو ہندو کانٹے

باخراشی ہی مری کوہکنی سے افزون
پہلے پیدا تو کرین قوت بازو کانٹے

باغ عالم مین جو راحت ہی تو پھر رنج بھی ہی
تا کمر ہین تو یان تا سر زانو کانٹے

ایکدن دعوت جمازہ لیلی ہوگی
اسلیے بچ مین مجنون ہی یہ ہر سو کانٹے

دیکھتے ہی انھین تلوے مرے کھجلاتے ہین
ای جنون جانتے ہین کیا کوئی جادو کانٹے

خار خار غم الفت کا اثر کیا کہیے
نکلے آخر مرے تن پر عوض مو کانٹے

کیا سمجھ کر انھین خوش خیمون سے نسبت دیجیے
پھول یہ سونگھتے ہین کھاتے ہین آہو کانٹے

جو نہ دے رنج کسیکو اُسے ہوتا نہین رنج
پانؤن پر میرے نہین پانیکے قابو کانٹے

یار و اغیار کو رو پوشی ہی مجھسے آتش
گل ہی یان سامنے آتا ہی نہ بررو کانٹے

وہم سا اک ہی بت مغرور پیراہن مین ہی
نام کو میرا تن رنجور پیراہن مین ہی

شمع ایمن وہ سراپا نور پیراہن مین ہی
داغ سینہ یان چراغ طور پیراہن مین ہی

دور رہون یکجائی پر بھی صورت فانوس شمع
ہے بغل مین یار پر خالی مرا آغوش ہے

کشور خوبان مین گئے زلیخا دون ہین خیمے اب
بار خاطر زندہ ہے مردہ وبال دوش ہے

جان جاتی ہے ولیکن آہ دل کرتا نہین
نالۂ بلبل رواں ہے پر جرس خاموش ہے

کوچۂ دلدار مین رسوا نہ کر عاشق کو تو
اے صنم اللہ کو سنتے ہین پردہ پوش ہے

عاقل اتنے تو بکار خویش ہم دیوانے ہین
موسم گل تک گریبان پھاڑ دینکا ہوش ہے

حال دل سنکر وہ چپکا ہو رہا مین خوش ہوا
نیم راضی کا نشان یعنی لب خاموش ہے

روتے روتے پانی ہوکر بہ گیا آخر کو مین
قصر تن کے ڈھانے کو سیلاب دل کا جوش ہے

ضعف پیری سے نہین ہوتا ہے قد انسان کا خم
توڑتی آخر کمر کو حسرت آغوش ہے

درد دل کہنے کی جو مجکو دے سننے کی اواے
عہد مین میرے ہی زبان نایاب قفل گوش ہے

ہون وہ دیوانہ گرفتاری ہے جسکو زندگی
طوق کا حلقہ پری کا حلقۂ آغوش ہے

موت کا سامان ہے بے یار سامان نشاط
لب تو ساغر نوش ہین پر دل مرا خون نوش ہے

گور مین کیونکر قوی ہووے نہ امید وصال
رات اندھیری ہے چراغ خانہ ہمک خاموش ہے

ناگوار آتش رہا اپنی ہمت مردانہ کو
باندھنا مضمون غیر اتری ہوئی پاپوش ہے

فصل گل ہے خون حیض دختر رز کا جوش ہے
گردن قاضی مین دست رند ساغر نوش ہے

یار سے دست و بغل ہوتا ہے عنقا کا شکار
تنگ اس گل کی قبا سے بھی مرا آغوش ہے

حال دل ہوتے ہین حسرت کی نگاہون سے عیان
میری اُسکی گفتگو مین اب زبان خاموش ہے

خون تیغ زنون کے دم شمشیر سے ٹپکے
کیا کیا نہ کمان دار ترے تیر سے ٹپکے

وہ حسن جوانی ہو ترا طفل کے مانند
دیکھے سے جسے رال لب پیر سے ٹپکے

دیوان مین ہمارے ہی مرقع کا سا عالم
مضمون ہی زلبن چاندسی تصویر سے ٹپکے

شب باش ہوں سایہ تلے جسکے ہین بلاکش
شبنم سی وہ چھت شامت تقدیر سے ٹپکے

...رنگی رہی مد نظر گو سحر و شام
رنگ شفق اس سقف زمین گیر سے ٹپکے

لٹواتی ہی سر شمع جو ثابت قدمی سے
آنسو بھی نہ اندیشۂ گلگیر سے ٹپکے

وصف لب شیرین وہ کرے اپنی زبان سے
یون شیرۂ جان جسکی کہ تقریر سے ٹپکے

...سن کو کیا آب تب حار جنون نے
قطرے ہوے وانے مری زنجیر سے ٹپکے

...سے بھی گریہ عوض آنکھونکو حسب
خون بھی مژہ عاشق دلگیر سے ٹپکے

...چھے نہ بھوون پر سے جو رومال لپینا
آب ابرو خمدار کی شمشیر سے ٹپکے

...نے کہ لکھا اسکو نہایت ہی وہ ار دیا
آنسو مرے حالات کی تحریر سے ٹپکے

...والے جو لبناشی سے سر میری طرح شمع
نادم ہو پسینا رخ گلگیر سے ٹپکے

...کھے نگہ بد سے جو علیے نفسون کو
کوڑھی کی طرح شومی تقدیر سے ٹپکے

...ہے غریبون نے تہ بی سیکر طون جھو...
اس تابش خورشید کی تاثیر سے ٹپکے

اس مست کے ہو تیر نگہ کا جو نشانہ
ہر چشم کباب دل نخچیر سے ٹپکے

مثل شفق چرخ وہ جھر آئے لب بام
رنگ اثر اس نالۂ شبگیر سے ٹپکے

گر ابر سیہ جھومتا آتا ہی تو برسے
یہ فیل سیہ مستی کی تاثیر سے ٹپکے

چلی ہی ایسی زمانے مین کچھ ہوا اُلٹی
بیانِ حالت دل پیش یار ہو نہ سکا
نہ روز ہجر ہی کچھ خوب ہی نہ شام فراق
نگاہِ ناز ہی ترچھی کج اُس صنم کی نہین
ہمارے خون سے ہو دستِ پائے قاتل سرخ
کسی طرح نہ ٹوٹا طلسمِ حسرت و یاس
خلاف وضع ہی انسان کے واسطے معیوب
شب فراق ہمین مین نے جو منھ لپیٹا ہی
گلہ ہی حشر کے دن ہمکو سخت جانی ہی

کہ سیدھی بات سمجھتے ہین آشنا اُلٹی
زبان کبھی نہ دم عرض مدعا اُلٹی
گلیم بخت سیہ سیدھی ہووے یا اُلٹی
خلاف عشوہ و انداز ہی ادا اُلٹی
نصیب اپنے پھرے قسمت حیا اُلٹی
در قبول سے ٹکرا کے سر دعا اُلٹی
بدن کی زیب ہووے کبھی قبا اُلٹی
خیال وصل مین پھر دن نہین ردا اُلٹی
ہزار بار پھری آنکر قضا اُلٹی

نگاہ یار کی پھرتے ہی ہمسے ای آتش
زمانہ پھر کیا چلنے لگی ہوا اُلٹی ✣

سرِ شمع سان کٹائیے پر دم نہ ماریے
مقسوم کا جو ہی سودہ پہونچیگا آپ سے
طالب کو اپنے رکھتی دنیا ذلیل و خوار
برہم نہو مزاج کسی وقت آپ کا
بوجہ رنگ زرد نے دی تہمت طلا
نرگس کو صدقے کیجے بیمار چشم کے

منزل ہزار سخت ہو ہمت نہ ہاریے
پھیلائیے نہ ہاتھ نہ دامن پساریے
زر کی طمع سے چھانتے ہین خاک نیاریے
ابتر ہوئی ہین زلفین نہایت سنواریے
اِک عمر میری خاک کو چھانیگے نیاریے
زلفِ سیاہ پر تری سنبل کو واریے

ل مقصود تک اللہ پہونچاتے ہین
ق کی نیرنگ سازی کا بیان کیا کیجیے
کرتے ہین بتان سنگدل بہر نمود
ی وقت سے یان طبع روان گہ نہین
ل بستان کے نالہ سے یہ آتی ہے صدا
ک کے شامل ہے خوناب دل پر داغ بھی

وقت شب ہی ابر سے صحراے آفت خیز ہی
کوہکن اُسپر مرے جو کشتہ بردینہ ہی
شہرۂ آفاق خون حلق سے چنگیز ہی
توسن چابک کو کیا حاجت مہمیز ہی
گوش گل تا آشنا ہی حرف شوق آمیز ہی
الحذر اے آستین یہ آب آتش خیز ہی

تختۂ پارہ کی طرح ہی حال دل اکثش تباہ
بیقراری لجہ دریاے طوفان خیز ہی

چۂ یار کے نظارہ مین اغیار اُلجھے
ے قاتل پر آگئی سر مغرور جھکے
جبین پر نہو ہر چند وہ ابرو کج ہو لن
ت وقت ہی تدبیر کے خاطر لازم
قباؤن سے ترے شگفتہ زلف اے گل
ل اشکون کا ہی ہے تو یقین ہی دل کو
وانی نے یہ دم بند کیا تار نفس
واسلام سے آزاد ہوے قید ہو نین
گین سے ترے باغ مین وا ہو جو نقاب

سیر گلزار مین دامن سے مرے خار اُلجھے
رگ گردن سے مری خنجر خونخوار اُلجھے
بھون ٹیڑھی ہو جو زلف سیہ یار اُلجھے
پھر سلجھتے نہین جب آنسو نکے تار اُلجھے
سنبل الطیب کے ہو ہو کے خریدار اُلجھے
دامن سیل سے خار سر دیوار اُلجھے
سینہ مین صورت موے سر بیمار اُلجھے
مجھسے کافر بھی نہ جھگڑے نہ تو دیندار اُلجھے
صحبت گل سے دل بلبل گلزار اُلجھے

نالۂ بلبل کو سنکر اُف نہین کرتا کبھی
گوش گل کے واسطے آتش زبان درکار ہی

شب برات جو زلف سیاہ یار ہوئی
جبین سے صبح مہ عید آشکار ہوئی

یہ سُرخ نشہ مین چشم سیاہ یار ہوئی
زیادہ تر شفق شام سے بہار ہوئی

تپ درون نے نہ رکھا نشان تک باقی
ہمین حرارت قلب آتش چنار ہوئی

گذر ہوا جو کبھی مرقد غریبان پر
گھٹا ئین بہوت سے ہمین برق بیقرار ہوئی

شب فراق کی ظلمت جو آئی گور مین یاد
سفیدہ صبح کا تاریکی مزار ہوئی

پیادہ پا جو چمن مین بہار کو دیکھا
ہوا کے گھوڑے کے اوپر خزان سوار ہوئی

بڑی خرابی و جانکاہی سے اسے کاٹا
شب فراق مجھے فیل کا شکار ہوئی

زمین کو زلزلہ آئیگا چرخ کو چکر
ہماری روح لحد مین جو بیقرار ہوئی

شب فراق کے صدمو نسے جان بچ جاتی
عنان مرگ نہ انسان کے اختیار ہوئی

وہ کوہ ہون مین پر کاہ ہی گران جسکو
وہ کاہ ہون کمر کوہ پر جو بار ہوئی

بھری ہی جو دل مین زلس آرزو شہادت کی
تڑپ گیا مین جو تلوار آبدار ہوئی

یہ کیا تیشہ سے فرہاد نے اسے کاٹا
بلند و پست بہت راہ کوہسار ہوئی

وفا سرشت ہون شیوہ ہی دوستی میرا
نہ کی وہ بات جو دشمن کو ناگوار ہوئی

سُنا ہی قصۂ مجنون و وامق و فرہاد
کسی کو عاشقی آتش نہ سازگار ہوئی

ای فلک رہنے دے عریان ہی بس از رگ بھی تو
نہین رکھتے ہین امیری کی ہوس مرد فقیر
جوش سے اشکون سے پھر جائیگا پر پانی
دیر کعبہ مین آنکھون سے نہین حلقہ در
فرقت یار مین کرنی ہی قیامت برپا
مرض عشق سے بچ جاؤن جو تم دلوا دو
چین لینے نہ دیا درد جدائی نے کبھی
نہین بھولا ہی جنون مین وہ حواس اُڑجانا
نام کو میرے بھی احباب مین اپنے لکھے

سو بیٹھنا کیا ہی کفن وزرہ کا اسباب مجھے
شیر کی کھال ہی ہی قاقم و سنجاب مجھے
کھینچ لیجائیگا دریا مین یہ سیلاب مجھے
کوئی ابرو سی دکھاتا نہین محراب مجھے
روز محشر سے نہین کم شب مہتاب مجھے
صدقہ اپنے لب جان بخش کا عناب مجھے
کب مین سویا کہ جگایا نہین بدخواب مجھے
یاد ہی برہمی صحبت احباب مجھے
ذرہ سمجھا رہے وہ مہر جہانتاب مجھے

دل غنی چاہیے گو ہون مین فقیر ای آتش
شیر کی کھال ہی ہی قاقم و سنجاب مجھے

برق بے پردہ اگر چہرۂ نورانی ہے
ایک عالم ہی صنم بس کہ ترا فریادی
دل کے خون ہونے سے ای جان تمنا گھبرا
یار جلادی مین یکتائے زمانہ ہی اگر
حال پر اپنے کسی وقت تو کر چشم کو تر
صورت غنچۂ گل ہی دل بستہ میرا

پردہ پوشی تری تلوار کی عریانی ہی
عرصۂ حشر جلوخانۂ سلطانی ہی
ایک دن تو بھی غم یار کی مہمانی ہی
واجب القتل نہین کوئی مرا ثانی ہی
ہی بھرا اندھا وہ کنوان جسمین نہین پانی ہی
مجکو واشد کی طلب فکر پریشانی ہی

آگے ہی گھڑی گنتا ہون کہ مری بھاری ہے
وصل مین ہجر کا دھڑکا ہے بجا عاشق کو
زندگانی دو روزہ مجھے بھاری ہے
رات آرام سے کٹتی ہے نہ دن راحت سے

کعبہ سے دیر دیر سے کعبہ کو جا چکے
کیا کیا نہ اس دورا ہے مین ہم پھیر کھا چکے

گستاخ ہاتھ طوقِ کمر یار کے ہوئے
حد ادب سے پانؤن کو آگے بڑھا چکے

کنعان سے شہرِ مصر مین یوسف کو لیگئے
بازار مین بھی حسن کو آخر دکھا چکے

بسعت تجھے تڑپ تڑپ کے بھی جلاد تنگ ہم
طاقت سے ہاتھ پانؤن زیادہ ہلا چکے

ہوتی ہے تن مین روح پیام اجل سے شاد
دن وعدۂ وصال کے نزدیک آ چکے

پیمانہ میری عمر کا لبریز ہو کہین
ساقی مجھے بھی اب تو پیالہ پلا چکے

دیوانہ جانتے ہین ترا ہوشیار کہین
جامہ کو جسم کے بھی جو پرزے اڑا چکے

بیوجہ امر دم آئینہ پیش نظر نہین
سمجھے ہم آپ آنکھون مین اپنی سما چکے

اُس دلربا سے وصل ہو دیکے جان کو
یوسف کو مول لیچکے قیمت چکا چکے

اُٹھا نقاب چہرۂ زیبائے یار سے
دیوار درمیان جو تھی ہم اُسکو ڈھا چکے

زیر زمین بھی تڑپینگے اے آسمان حسن
بیتاب تیرے گور مین بھی تاب لا چکے

آرائش جمال بلا کا نزول ہی
اندھیر کر دیا جو وہ مسی لگا چکے

دو ابرو اور دو لب جان بخش یار کے
زندون کو قتل کر چکے مُردے جلا چکے

مجبور کر دیا ہی محبت نے یار کی
باہر ہم اختیار سے ہین اپنے جا چکے

صدمون نے عشق حسن کے دم کر دیا فنا
آتش سزا گناہِ محبت کی پا چکے

زلزلہ گاہ سے چشمۂ خون جاری ہی
گور پر بھی مرے مردے کا قدم بھاری ہی

گرد پھرنا ترے ای بت عاشقونکو ہی طواف
عالم محراب کعبہ ابروؤنکے خم مین ہی

دشمن جان فسنتے تھے مہر و محبت کا مزا
چکھ گئے دیکھا تو حلاوت شہد کی اس سم مین ہی

ایک بوسہ بھی غنیمت ہی لب جان بخش کا
وہ کرے تکرار محبت جسکو بیش و کم مین ہی

غیر عاشق دیکھ سکتا ہی تجھے کون ای حسین
ایسی بار آئی نظر کب چشم نامحرم مین ہی

قید عفت مین ہی وہ محبوب عاشق جان بلب
نزع مین بیمار عیسیٰ دامن مریم مین ہی

کھینچ لائے یار کو بھر دے مرا زخم فراق
وہ اثر ہو جذب دل مین جو اثر مرہم مین ہی

قالب خاکی کو تو سنتے ہین آتش زیر خاک
کچھ نہین معلوم ہمکو روح کس عالم مین ہی

الٰہی افعی گیسوے دلستان کاٹے
اجل کہین مرے پانونکی بیڑیان کاٹے

برنگ غنچہ پژمردہ دل گرفتہ چلے
شگفتہ ہو گئے نہ دو دن بھی ہمنے یان کاٹے

لگالے پہلے ہی تیشہ کو اپنے سر پر کاش
بُرا پہاڑ یہ فرہاد خستہ جان کاٹے

کہیگا اُس سے پیام زبانی کیا قاصد
جو ذکر سے مرے غماز کی زبان کاٹے

مُنھ آئنہ مین جو دیکھے وہ غیرت یوسف
اِدھر یہ اور اُدھر عکس انگلیان کاٹے

ہزار بار اگر زندہ ہون نئے سر سے
تو پھر بھی سر وہ مرا پھر امتحان کاٹے

نکل چلا ہی حسینون کے قد موزون سے
درخت سرو کو تھوڑا سا باغبان کاٹے

خدا کے واسطے اک وار اور بھی قاتل
تڑپ تڑپ کے کہان تک یہ نیم جان کاٹے

تبر لگا کے گیا تھا وہ ترک گلشن مین
شہید نار جو پایا درخت ارغوان کاٹے

بد بلا لعل لب یار کے اور مستی ۔۔۔ سرمہ آسیب پری سایۂ مژگان کے تلے
لاکھ نعمت کے برابر ہی کلامِ شیرین ۔۔۔ ذائقہ بس ہی زبان کا مرے دندان کے تلے

بخت بد نے مجھے ہر چند مٹایا آتش
رہگیا نام مرا گنبد گردان کے تلے

ابکی زندہ ہم اگر یار کے در تک پہونچے ۔۔۔ مردہ بھی اُٹھ کے یقین ہی کہ نہ گھر تک پہونچے
شعلۂ حسن نے کی ہی یہ حرارت پیدا ۔۔۔ آگ لگ اُٹھے جو پردہ کبھی در تک پہونچے
حسرت بوسہ سے پانی ترے منھ مین بھر آئے ۔۔۔ دہن مور اگر تنگ شکر تک پہونچے
دم آخر ہی وہ کاش آئے گلہ کچھ نہین پھر ۔۔۔ دوست رخصت کو جو ہنگام سفر تک پہونچے
منت سفلہ اُٹھائین نہ کبھی عالیجاہ ۔۔۔ اُڑ کے کافور کمان داغ قمر تک پہونچے
گرم جوشی نکرا ہی یار کسی سے یہ نہو ۔۔۔ آگ لگ کر مرے گھر غیر کے گھر تک پہونچے
موت ہی آئے جو آنسو نہین تھمتے یارب ۔۔۔ دامن خاک ہی اس دیدۂ تر تک پہونچے
صورت آئینہ حیرت سے ہوئے ہین بیخود ۔۔۔ سامنے سے ترے پھر کر نہ جگر تک پہونچے
دل خونخوار سے ہوتی ہی کدورت کوئی دو ۔۔۔ رنگ شمشیر نہ نکلے جو جگر تک پہونچے
آئنہ آپنے دیکھا ہی تو توڑین اسکو ۔۔۔ تمسے منھ پھیر کے ثابت نہ یہ گھر تک پہونچے
جان بچنے کی خوشی ایسی ہو نوبت کھون ۔۔۔ نوبت شام جدائی جو سحر تک پہونچے
رگ گل کہتے ہین شاعر کبھی تار سنبل ۔۔۔ وسعت فکر اُنکے نہین تیری کمر تک پہونچے
خدمت یار مین ہو اپنی رسائی یارب ۔۔۔ مہر تک ذرہ چکور اُڑ کے قمر تک پہونچے

شان و شکوہ نے ہمین برباد کردیا — مثل حباب اُڑگئے خیمہ نکال کے

رنج خمار اُٹھانے کی طاقت نہین مجھے — پیتا ہون مین شراب مین بھی لون ڈالکے

بے عشق لوگ کہتے ہین ماہ چہاردہ — سُنکر مقر ہوے ہین تمھارے کمال کے

اُس ترک کی نگہ جو کرے ناوک افگنی — تودے لگائے خاک شہیدان کلال کے

سرمہ نہین ہوا ہی تجلی سے طور ہی — ہم بھی ہین سوختہ تری برق جمال کے

شام شب فراق سے پہلے موئے جو لوگ — آئی ہوئی بلا گئے سر پر سے ٹال کے

اس شمع رو کا واہ رے جسم گداز و صاف — اللہ نے بنایا ہی سانچے مین ڈھال کے

افعی ہی زلف خال ہی افعی کی مہرہ — عقدے کھلے یہ فکر سے اُس زلف و خال کے

آنکھون مین اپنی رکھتے ہین اہل نظر آئینہ — سرمہ ہوئے ہین پیسے ہوے تیری چال کے

اخوان دھر ہے عجب اسکا نجانیے — یوسف کی فکر مین ہو بھرن ہی گر پالکے

معنی کے شوق مین جو ہوا دل کو میل فکر — تصویر شعر بن گئے پتلے خیال کے

سودا ای جان مگر تری چشم سیاہ کا — ڈھیلے لگاتے ہین مجھے دیدے غزال کے

غلک ہوتا تیرے ہاتھ کا ہوتے جو ای صنم — پنجہ مین آفتاب کے ناخن ہلال کے

آئینہ سے کلام کو کیونکر کیا ہی صاف — حیران کار ہم بھی ہین آتش کے حال کے

رخصت یار کا جسوقت خیال آتا ہی — عمر رفتہ کو مجھے یاد دلا جاتا ہی

آتش گل سے کیا ہی مری طینت کو خمیر — دامن باد بہاری مجھے بھڑکاتا ہی

چہچے کنج قفس میں بھی وہی باغ کے ہین	سر بلبل میں ہوا تھی وہ جو گلزار میں تھی
تیغ ابرو سے مجھے قتل کیا قاتل نے	وہ سزا دی جو محبت کے گنہگار کی تھی
مصلحت تھی وہی جو کچھ کہ کیا حسب سلوک	دل جو تھا یار کا تھا جان جو تھی یار کی تھی
راہ صحرا میں جنون کیوں نہ رکھے سرگشتہ	جستجو آبلہ پاؤن کو ترے خار کی تھی
شب جو تھی مشق نظر صورت بیاض عارض	روشنی گھر میں در چاند سے رخسار کی تھی
طرہ سمجھا کیے مضمون کو اسکے شاعر	جست اسطرح کی بندش ترے دستار کی تھی
جو محبت کی نظر سے تجھے خریدار ای یار	پھونکے دیتی انھیں گرمی بازار کی تھی

طور پر کیجیو آتش کو عزیزو تم دفن
آرزو اسکو بہت جلوہ دیدار کی تھی

ہر دم تف دروں سے ہم آفت طلب ہے	ہے دشمن حباب جگر میں جو تپ ہے
جا کی ہے تو نے منزل دل میں تو ای صنم	آنکھوں کا بھی حجاب یہ ہے نہ آب ہے
داماں دوست کی ہے سکندر کو آرزو	باہر کفن سے ہاتھ نہیں بے سبب ہے
اللہ رے بے نیازی محبوب آخرین	دل سے قریب ہو کے کوئی دور جب رہے
معدوم جوش گریہ سے کیا ہو بخار دل	کچھ گرد تو نہیں جو یہ باران سے دب رہے
مانع تھا عرض حال کا از بسکہ رعب حسن	منھ دیکھتے ہی یار کا محفل میں سب رہے
روپوشی حبیب کا کشتہ ہوں چاہیے	مردہ بھی بے چراغ مرا شب کی شب رہے
عزلت گزین کو عیب لگاتی ہے سرکشی	دندان وہ بد نما ہے جو زیر لب رہے

اشتیاق وصلت میں جان لب تک آگئی ہے
عشق نے ستایا ہے حسن کی دہائی ہے

دیر سے نہیں واقف بے خبر ہیں کعبہ سے
قصر یار کے در پر شوق جبہہ سائی ہے

عرش سے بھی عالی ہے بام یار کا پایہ
آہ کی کمندون کو عذر نارسائی ہے

مر بھی دیکھیے شاید گور پر وہ شوخ آئے
یہ بھی آخری اپنی قسمت آزمائی ہے

عشق ہے مرے دل کو حسن کے نظارہ کا
آنکھ کے پیالے سے حسرت گدائی ہے

پھر رہا ہے آنکھوں میں حسن پردہ سوز اسکا
بے نقاب یوسف سے ہمسے آشنائی ہے

جسقدر بڑھیں انکو چند روز بڑھنے دو
دیکھیے تو زلفون کی کسقدر رسائی ہے

زندگی ہے وابستہ اس مسیح کے دم سے
مژدۂ فنا ہمکو یار سے جدائی ہے

سامنے سے تیرے رنگ مدعی اڑتا
ماہتاب کے منھ پر چھوٹتی ہوائی ہے

اور کچھ نہیں رکھتے اس پری کے دیوانے
سر برہنگی ہے یا ان برہنہ پائی ہے

مرغ روح قیدی ہے جسم کے تعلق سے
صورت قفس چھوڑا جب سے رہائی ہے

جان زار پاتی ہے لطف یار سے تسکین
دل شکستہ عاشق کے حق میں مومیائی ہے

دل فریب عالم حسن ای صنم تیرا
دم تری محبت میں بھر رہی خدائی ہے

روسیاہ زاہد ہے سجدہ ریائی ہے
اسکے ماتھے کا کھٹا داغ پارسائی ہے

بھاگتے ہیں وہ صنم سے اُنسے ہم لپٹتے ہیں آتش
واں وہی کدورت ہے یاں وہی صفائی ہے

دیوانہ اک پری کی ہے رکھتی ہوا مجھے
زندان تنگ تر ہے یہ وحشت سرا مجھے

۱۷۱

دشنہ قصاب ہی تیز ہر موے مژہ
روز مرہ تمکو شغل عید قربان چاہیے

ای جنون دیوانہ دست جنائی ہون مجھے
پنجۂ مرجان بے چاک گریبان چاہیے

کچھ سوا اُسکے علاج وحشت عاشق نہین
موت سی زنجیر بام قد سا دامان چاہیے

گل چراغ زندگی کرنیکا ہی دل کو خیال
جامہ زیبون کی قبا سے باد دامان چاہیے

بادشاہ حسن بھی کہتے ہین عاشق ہمارے
چین جبین پر آپکی مانند سلطان چاہیے

کہتے ہین بیمار عشق اُس نو نہال حسن سے
سونگھ لینے کے لیے سیب زنخدان چاہیے

دل کو لازم ہی خیال چہرۂ پرنور یار
چودھوین کے چاند سا اس گھر مین مہمان چاہیے

زلف کا اُس غیرت لیلی کے سودا ہو جسے
بید مجنون کی طرح سے مو پریشان چاہیے

موسم گل کی ہوا ہے یہ اشارہ کر رہی
اندنون جامہ سے باہر اپنے انسان چاہیے

اس خرابی کو کیا کرتے ہو تم زیر و زبر
آشکارا ہووے آتش گنج پنہان چاہیے

تری ابروے پیوستہ کا عالم مین فسانہ ہے
کسی استاد شاعر کی یہ بیت عاشقانہ ہے

کفن زردو مین قبر اہل دولت کا فسانہ ہے
تمامی کی ہی چادر بادلے کا شامیانہ ہے

جو دیوانہ ہے صحرا مین وہ بھاگے میرے سایہ سے
سوار شیر ہین مین مجنون ہو افعی تازیانہ ہے

گریبان پھاڑ کر دیوانے زنجیر کیون ہینی
کرے کیا عقل دخل اسمین جنون کا کارخانہ ہے

کبھی کچھ ہے تلون سے کبھی کچھ ہے تلون ہے
مزاج یار بھی نیرنگ سازی مین زمانہ ہے

کہا مجنون نے دنیا سے گذرتا اُسکے لیلے کا
کوئی آگے روانہ ہے کوئی پیچھے روانہ ہے

کافر کو نہ ہو میل کبھی جانب مصحف
ہون نزع کی حالت مین جو مین منتظر یار
عاشق ہون برابر مجھے اندیشۂ جان سے
ازبسکہ سمجھتا ہون اُسے دشمن جان مین

زلف سیہ یار بھری رہتی ہی دو
رُک رُک مری جان نکلتی ہی گلو
بل کھائے ہوے سانپ بکھرے ہو
ہوتا ہی مجھے مرتبۂ عشق عدو

کشتہ ہون مین بزاری جلاد کا آتش
تلوار نہین رنگ پکڑتی ہی لہو سے

یہ وصیت مری ساقی نہ فراموش کرے
کشتۂ عالم عریانی خوبان ہون فلک
گردش چشم بتان سے نہو کیونکر دل غش
صورت قطرۂ شبنم ہون عزیز ہر دل
عاشقون سے ہی اشارہ یہی اُن مژگان کا
ہو کبھی تو سبب خیر عدو اپنا بھی
اُس گذرگاہ مین لازم ہی گنہ سے پرہیز
داغ دل ہو وین چراغون کی طرح سے معدوم
اس تماشے کی ہین مشتاق ہماری آنکھین
دشمن جان بھی تغافل کا نہو جسے کشتہ
آرزو ہی یہی آتش کی خدا ای زاہد

کاسۂ سر کو خم بادہ کا سرپوش
ہی سزاوار جو مجھکو نہ کفن پوش
ٹھگ مسافر کو یقین ہی جو کہ بیہوش
کھینچے خورشید تو گل مجھکو دُر گوش
نشترون سے ہین بھرے گنج لہو جو
نشۂ حسن الٰہی اُسے مدہوش کر
راہ رو چاہیے اپنا نہ گرانی دوش
جلوہ فرمائی جو وہ صبح بنا گوش
کبک ٹیڑھا چلے سیدھا تری پا
خاطر دوست کسی کو نہ فراموش
تجھکو غم نوش کرے مجھکو قدح نوش

جب فرقہ آرا دپایا مثل سرد — ہوگئی بدتر گرفتاری سے آزادی مجھے

شب رہتی ہی مرغان مضامین کی تلاش — فکر سے کرنا پڑا ہی کار صیادی مجھے

قدر آدم کو تھی دلبستگی حوا کے ساتھ — حسن عالمگیر سے ہی عشق بنیادی مجھے

س فاحشہ آتی نہیں دل کو پسند — زال دنیا کی نہیں منظور دامادی مجھے

تیغ تغافل سے بچھوڑ دنیم جان — سامنے اللہ کے بھیجو نہ فریادی مجھے

قاتل سے ازل سے دلکو عشق پاک ہی — خوبصورت کی پسند آتی ہی جلادی مجھے

زرگاہ حسینان تھا تصور سے کبھی — یاد اس دیرانہ کی آتی ہی آبادی مجھے

مین نے شعراے آتش پڑھایا ہی تجھے
تجکو شاگردی ہی زیبا اور استادی مجھے

ل کو ہدف ناوک مژگان کرتے — کسی ابرو کی کمان پر اسے قربان کرتے

ر داغ کو مدفون بیابان کرتے — کسی ویرانہ مین اُس گنج کو پنہان کرتے

نہائی مین رہتا ہی نہایت دلتنگ — چار دیوار گرا کر اسے میدان کرتے

وئی طلب ابناے زمانہ سے نہین — مجھپر احسان جو نکرتے تو یہ احسان کرتے

ئی کا اگر عیب نہوتا کم مین — ای بتو سجدہ خدا کو نہ مسلمان کرتے

یار کا عالم اُسے دکھلاتے ہم — منکر روز قیامت کو پشیمان کرتے

وعدہ فردا ہی جو ممکن ہوتا — شام سے صبح کا ہم چاک گریبان کرتے

ن رہتے نہ دریا جو مرے اشکونسے — سفر آب نہ ہند و نہ مسلمان کرتے

کرتے ہین عبث یار ملامت مجھے آتش
مجبور ہی یہ خاک کا پتلا شدنی سے

دم شمشیر کی موج نفس مین روانی ہے — گلے تک حسرت جلاد مین لوہے کا پانی ہے
چمن مین جاکے کن آنکھون سے دیکھون داغ لالا کا — یہ میرا داغ دل بیداغ لالہ کی نشانی ہے
دل نازک نہین تاب جمال یار لائیگا — مجھے پردے ہین عزرائیل کو صورت دکھانی ہے
نسیم صبح سے مرجھا یا جاتا ہون وہ غنچہ ہون — وہ گل ہون ہین مجھے شبنم بلاے آسمانی ہے
عبث کرتا ہی واعظ میرے آگے ذکر حورونکا — سنی مین نے بہت تریا چرتر کی کہانی ہے
خرابی سے ارادہ ہی مکان تعمیر کرنے کا — گراکر قصر تن کو گور کی منزل اٹھانی ہے
شب فرقت نہین یہ واسطے شبنم بچانے کے — سیہ بختی نے کملی میرے سر پر لاکے تانی ہے
الٰہی طول عمر خضر دے باد بہاری کو — مزار بیکسان پر پھولونکی چادر چڑھانی ہے
نہین یہ بے جہت باف چوٹی ہین تمامی کو — تجھے ابر سیہ سے اگر بری بجلی گرانی ہے
ارادہ عرش اعظم کا ہو آہ صبحگاہی کو — در فریاد رس پر چلکے اب دھونی لگانی ہے

کوئی ویرانہ آتش کوئی آبادی نہین باقی
تلاش گوہر مقصود مین کیا خاک چھانی ہے

سینہ پر سنگ ملامت جو گران جان ہوگے — گبر رستم کو یقین ہے کہ وہ انسان ہوگے
عرصۂ روز سے ہین صحن گلستان ہوگے — چار دیوار چمن سارا یہ میدان ہوگے
نکہت گل ہی نہین کیا مجکو گلستان ہوگے — بوے پیراہن یوسف کو نہ زندان ہوگے

در نعمت بعد نعمت کے ہی کرتا آدمی
ت کے سونے کو اپنے سر مین جسنے دی جگہ
صدا دیتی ہی غلغال انکی بنگاہ خرام
سن بے پردہ سے کیا کیا نوجوان توہین
شنا ہی یار کے اندام پر یون پیرہن
ہ رد و اشک گرم و رنگ زرد و درد عشق
ے جا دینگے گنہگاران دنیا سے صنم
یکھیے آغاز الفت کا ہو گیا انجام کار
غ مین کھلا رہی ہی اپنی نیرنگی بہار
و شاہ وقت ہی لیلی کا دیوانہ نہین
حیرت کر دیا ہی اُس صنم کے حسن نے
شق بیخود کو اندیشہ ملامت کا نہین
کی شب صبح ہوگی وصل کا دن آئیگا
نقون سے اُس پری رخسار کا یہ کلام
گلنار وے رنگین پر ہی پیغام خزان

عہد پیری مین جوانی کا مجھے افسوس ہی
یہ سمجھ لے خانہ زنجیر مین محبوس ہی
خاک مین ملجائے جسکو حسرت پابوس ہی
شمع بھی شمشیر عریان ہی جو بے فانوس ہی
روح کو جیسے مزیب جسم کا ملبوس ہی
دے جو اس معجون کو ترکیب جالینوس ہی
رحمت اللہ سے کافر ہی جو مایوس ہی
بیوفا محبوب ہے خاطر مری مانوس ہی
کثرت گل سے جو بوٹا ہی دم طاؤس ہی
غلغلہ زنجیر مجنون کا صدائے کوس ہی
دل خموشی سے ہمارا یہ صدا ناقوس ہی
مرد دیوانہ جو ہی بے ننگ و بے ناموس ہی
خواب بد بھی نیک ہی تعبیر اگر معکوس ہی
پھاڑ کر کپڑے جو دیوانہ بنے سالوس ہی
اس گلستان پر قدم اس سبزہ کا منحوس ہی

سر کو تیرے جیسے ہی سودائے پابوسی یار
ہاتھ ملتا ہون مین ای آتش کمال افسوس ہی

گذرا مجاز سے تو حقیقت کھلی مجھے
سُرخی پان ہو لعل مسی زیب یار پر
گھر سے خدا کے ملتے ہین مضمون مجھے بلند
اچھا نہین ہی صورت عاشق سے بھاگنا
بلبل موا پھڑک کے تو کیا دیگا خون بہا
پہونچا وہ عرش پر جو درد دل تلک گیا
پیش از سوال منکر و نکیر کا جواب
باغ جہا نہین گل کی قناعت ہی جا فلک
غلمان و حور ہین مری خدمت کو خلد مین
پہچانا حق کو چاردہ معصوم کے طفیل
بیمار عشق ہون مجھے عیسیٰ جواب دے
موے سیاہ ہو گئے دو روز مین سفید
صرف نگین ہی لعل و زمرد بھی رز و شب
پیدا نہوگا دوسرا مجسا شراب خوار
بیماری فراق سے ہی تلخ ہو گئی
اندیشۂ بہار سے رنگ خزان ہو زرد
آتش خدا کیواسطے موقوف فکر شعر

قرآن کا سامنا تھا جو ابجد تمام کی
پھولی شفق دیار بدخشان کی شام کی
فکر رسا کمند ہی کعبہ کے بام کی
صاحب سمجھ لین خود ہی یہ حرکت غلام کی
خالی ہر اک گرہ نظر آئی ہی دام کی
رفعت ہی آستانہ مین اس گھر کے بام کی
ہی التجا زبان سے مجھے اتنے کام کی
عمر دو روز ایک قبا مین تمام کی
پروا نہین جہا نہین کنیز و غلام کی
زینہ سے رہنمائی ہوئی مجکو بام کی
کانون کو آرزو ہی اجل کے پیام کی
ثابت تھی پختگی ہمین اس رنگ خام کی
حسرت نہین عقیق ہی کو تیرے نام کی
مٹی خراب ہو گی مرے بعد جام کی
شیرینی آب کی نمکینی طعام کی
دہشت لگی ہوئی ہی اسے انتقام کی
طاقت نہین دماغ کو نظم کلام کی

بے روے یار گل نظر آتے ہین خار سے
توڑدن وہ گل جو سرخ ہو روے نگار سے
سرمہ کا چشم یار کی دل کشتہ ہوگیا
چاہیے وہ جسطرح سے کرے مرغ دل اسیر
افسردہ دل وہ ہون جوھری قبر پر ہو نصب
اُس بیوفا کے چہرہ سے تشبیہ ہی نہین
جو ابان مین ہی سمند پہ گس شک ماہ کا
خاموش دیکھتا ہون گل و سرو کی بہار
عشرت کدہ ہی تیغ سے قاتل کی قتل گاہ
کوچہ مین تیرے کشتیون کا رہے ہجوم
اوروں سے کیجیے وعدۂ دیدار حشر پر
بعد فنا قبول نہین ذکر نیک و بد
سمجھے تو تو رخ و راحت بلبل ہو مدعا
خط دار ضو ان سے ہون ناقص پسند خوش
بیہودہ خاک اُڑانے سے کیا حاصل اے صبا
ممکن ہوا نہ خون شہید انکو دست سے بس
کشتے ہین میری اُسکی محبت سے مدعی

صوت ہزار کم نہین صوت حمار سے
کاٹون مین سرو کو جو بڑھے قد یار سے
مارا پڑا مین زنگی ابلق سوار سے
صیاد مطلع ہی کمین شکار سے
مانند خشت سنگ تہی ہو شرار سے
بھاگین گے دور شمع و گل اپنے فرار سے
ہر ذرہ اک ستارہ ہی گرد و غبار سے
حیرت مین ہون زمانہ کے نقش و نگار سے
زخمون کی بدھی ملتی ہی پھولونکے ہار سے
خالی یہ صید گاہ نہووے شکار سے
مرنا نہین قبول ہمین انتظار سے
مٹجاے پہلے نام نشان مزار سے
اس مطلع دو لخت خزان و بہار سے
رغبت نہین مجھے ثمر و اغدار سے
ناوک فگن سوار ہو پیدا غبار سے
نکلا نہ پاے یار حنا کے حصار سے
دو دم ہوے جو ایک ہوے ذو الفقار سے

خیال سینہ کب آتا ہی دل کو کعبہ و دین
عداوت بے شعورونکی ضرر پہونچا نہین سکتی
خدا نے حسن کا رتبہ کیا ہی عشق پر غالب
پریزادون کے کوچہ مین پڑے ہین گرد آلودہ
ہوس بوسے کی خط پشت لب سے کوئی جاتی ہی
قیامت کی دل مشتاق پر سیر گلستان مین

پھرا ہی کون جا کر آج تک اللہ کے گھر سے
موا کس روز دیوانہ کوئی لڑکو نکے پتھر سے
جو اسکو باز سے ہی شوق تو مجھکو کبوتر سے
ہمارے پانونکو دھودینگے آب چشم کوثر سے
کسی نے شہد کو چھوڑا نہین زنبور کے ڈر سے
کوئی بوٹا سا قد یاد آگیا مجھکو صنوبر سے

وہ ماتم دوست ہون رویا کیا ہون رات بھر اکثر
چراغ گور اگر گل ہوگیا ہی باد صرصر سے

وہی چتون کی خونخواری جو آگے تھی سو اب بھی ہی
وہی نشو نما سے سبزہ ہی گور غریبان پر
تعلق ہی وہی تا حال ان نقشونکے ستھرے سے
وہی سر کا پٹکنا ہی وہی رونا ہی دن بھر کا
رواج عشق کے آئین نہی کشور دل مین
وہی جی کا جلانا ہی پکانا ہی وہی دل کا
نیاز خاومانہ ہی وہی فضل الٰہی سے
فراق یار مین جسطرح سے مرتا تھا مرتا ہون
وہی سودا کا کل کا ہی عالم جو کہ سابق تھا

تری آنکھونکی بیماری جو آگے تھی سو اب بھی ہی
ہوائے چرخ زنگاری جو آگے تھی سو اب بھی ہی
سلاسل کی گرفتاری جو آگے تھی سو اب بھی ہی
وہی راتونکو بیداری جو آگے تھی سو اب بھی ہی
رہ و رسم وفا جاری جو آگے تھی سو اب بھی ہی
وہ اسکی گرم بازاری جو آگے تھی سو اب بھی ہی
بتونکی ناز برداری جو آگے تھی سو اب بھی ہی
وہ روح و تن کی بیزاری جو آگے تھی سو اب بھی ہی
یہ شب بیمار پر بھاری جو آگے تھی سو اب بھی ہی

انگلیان کانونین دیتے ہین وہ میرے ذکر سے
کانپتا اپنی زبان کو دانت سے غماز ہے

بے مُے گلرنگ فصل گل مین کیفیت نہین
سنکے بیجا وے جو تو اُسکو تو اے دل راز ہے

لپٹے جاتے ہین ہم اُنسے ہمسے ہین وہ بھاگتے
اس طرف سے ہے نیاز اور اُسطرف سے ناز ہے

روے روشن کم ید بیضاے موسی سے نہین
سامری وقت وہ چشم فسون پرداز ہے

باندھتے ہین شعر مین مضمون چشم و لب یک
ایک مصرع ہے فسون اپنا تو ایک اعجاز ہے

محو رہتا ہون مین یاد حسن عالمگیر مین
ذکر سلطان مجھ فقیر مست کا دمساز ہے

دل کو رکھ دیتے ہین یہ کہکر کماندار ذقن
اس نشانہ کو اُڑا دے جو وہ تیرانداز ہے

رمز کی تقریر ہمسے پیش جانے کی نہین
بات اپنی بھی کنایہ ہے جو اے طناز ہے

ڈھونڈھتا ہون اک حسین قاتل نظر آتا نہین
صیدگاہ عشق مین قحط شکار انداز ہے

مرغ دل عاشق کا چشم یار سے بچتا نہین
تیز پر شاہین سے بھی اسکی نگہ کا باز ہے

فصل گل ہے دور شیشہ پیمانہ کا ہے دور دور
خانقاہین بند ہین میخانہ کا در باز ہے

لعل سے لب دُر سے دندان کے ہے مضمون باندھنا
مرد شاعر تو نہین آتش مرصع ساز ہے

خرمن عمر جلے تیرے لب خندان سے
برق کا کام تبسم نے لیا دندان سے

زلف سے چھٹکے نگہ اُلجھی رُخ جانان سے
لیگئی کعبہ کو قسمت مجھے ہندستان سے

الحذر گردش چشم سیہ جانان سے
درہم اک خلق ہے برہم زدن مژگان سے

روز مولود سے ہے اصل حقیقت کا خیال
بوے خون آتی تھی دایہ کی مجھے پستان سے

موذ یونکا بھی ہی یہ خاک کا پتلا موذی
شہسواروں کو گراتا ہی پشت زین سے
حیف ہی سوزش دل کا نہوا اشکون سے علاج
دوست ہو جاے جو دشمن مرے اشعار سے
مرض عشق سے اک خلق خدا ہی رنجور
کونسی شی ہی زمانہ مین نہین جو اسمین
حشر پر وعدۂ دیدار نکر عاشق سے
جسم کو جانتے ہین صنعت دست قدرت
روے انور سے مقدم ہی تری زلف سیاہ
مجکو لغزش نہو ہرچند زمانہ ہل جاے
روح کی طرح سے مہمان رہا کرتا ہون

زیر پا پوش سر مار سر عقرب ہی
کس قدر الٹی ایام بر امر کب ہی
بیشتر ورنہ پسینے سے اُترتی تب ہے
مدعا مہرہ محبت ہی و فا مطلب ہی
جلوۂ حسن جہانسوز بھی فصلی تب ہی
سیر کر دل ہی مین دُنیا کا تماشا سب ہی
کسکو معلوم ہی فرداے قیامت کب ہی
روح کو ہم یہ سمجھتے ہین کہ امر رب ہی
عید کے روز سے اوّل رمضان کی شب ہی
قطب تارہ جسے کہتے ہین مرا کوکب ہی
گھر کو اپنے یہ سمجھتا ہون مرا قالب ہی

زور و قوت سے ڈراتا ہی یہ کسکو آتش
مین بھی شمشیر علی ہون جو عدو مرحب ہی

اے صنم جسنے تجھے چاند سی صورت دی ہی
تیغ بے آب ہی نے بازوے قاتل کمزور
اس قدر کس لیے یہ جنگ جدال و گردن
سانپ کے کاٹے کی لہرین ہین شب روز آتش

اُسی اللہ نے مجکو بھی محبت دی ہی
کچھ گران جانی ہی کچھ سونے نزاکت دی ہی
نہ نشان مجکو دیا ہی نہ تو نوبت دی ہی
کاکل یار کے سودے نے اذیت دی ہی

ظاہر ہوا ہین یہ تمہارے حجاب سے
یوسف چھپاے رکھتا تھا مُنھ کو نقاب سے

اپنا دماغ خشک بھی تر ہو شراب سے
طاؤس وجد کرتے ہین ساقی سحاب سے

یوسف مین اور یار مین اتنا ہی فرق ہی
اُسکو چھپایا اسکو نکالا نقاب سے

حیرت کی جا ہی خط رخ آتشین یار
نکلا ہی شپرہ بغل آفتاب سے

ای شہسوار پانون کا تیرے خیال ہی
آنکھون نے حلقہ دام کیے ہین رکاب سے

اُس بحر مین کھلاتی ہی غوطے مجھے قضا
ٹکرا کے پارہ پارہ ہو کشتی حباب سے

بیخود ہوئے نہ رند چڑھا کر خم و سبو
چکر مین چرخ ہی قدح آفتاب سے

یاد آگیا ہی بوسہ چشم سیاہ یار
وحشت ہوئی ہی مجکو ہرن کے کباب سے

گلہاے زخم کے لیے خوشبو ضرور ہی
ای ترک اپنی تیغ کو بجھوا گلاب سے

دیوانے روز حشر کو پوچھے نہ جائین گے
خارج ہی سر نوشت ہماری حساب سے

گریہ سے اپنے اُس گل خندان کو کیا رحم
تسخیر قلب کرتے ہین ہم نقش آب سے

ہووے اگر حقیقت آدم سے مطلع
شیطان ہو منفعل عمل ناصواب سے

کہتے ہین ہاتھ دیکھ کے اُس بت کا برہمن
تم عاشقون کو قتل کروگے حجاب سے

عمر دوروزہ ہو گئی اک حال پر بسر
خالی رہا زمانہ مرا انقلاب سے

باتون مین بند ہو گیا غماز پوچ گو
ٹیڑھے سوال رد ہوئے سیدھے جواب سے

روتا ہی وہ تو ہنستی ہی یہ اُسکے حال پر
نفرت ہی مجکو صحبت برق و سحاب سے

آتش کو چاہیے قتل کیا اُسنے اسلیے
ہوتی ہی قدر شعر بلند انتخاب سے

کوئی اچھا نہیں ہوتا ہی بُری چالون سے
لب بام آئے کھُلے ہوے بالون سے
روز و شب کھینچے رہتا ہون الٰہی بیتاب
نہ تو گورون سے محبت نہ مجھے کالون سے
جوش وحشت مین جو جنگل کی طرف جا نکلا
[illegible]
کوئی کچھ عشق کا کرتا ہی بیان کوئی کچھ
تنگ آیا ہون مین اس قضیے و قالون سے
[illegible]

[illegible]

یہ وہ بلا نہیں بے جان کے لیے جو ٹلے
تقین صبح کا کسکو شب فراق سی ہی

جمال چہرۂ خورشید بھی ہی کیا نعمت
کرو روز دن ذرہ ہوا سیر اک طباق سی ہی

نظارہ کے لیے ہی قحط حسن نوخیزان
کمال تنگ دل اب اس کی مذاق سی ہی

نہ بیٹھے پھول کے تو شاخ گل پرائی بلبل
خرابی ہی خس و آتش کے اتفاق سی ہی

خدا کیواسطے کشتی مے کو لا ساقی
تباہ حال بہت آتش اشتیاق سے ہی

خواہان ترے ہر رنگ مین کیا ہمین تھے
یوسف تھا اگر تو تو خریدار ہمین تھے

بیداد کی محفل مین سزاوار ہمین تھے
تقصیر کسیکی ہو گنہگار ہمین تھے

وعدہ تھا ہمین سے لب بام آنے کا ہوتا
سایہ کی طرح سے پس دیوار ہمین تھے

کنگھی تری زلفون کی ہمین پر تھی مقرر
آئینہ دکھاتے تجھے ہر بار ہمین تھے

نعمت تھی ترے حسن کی حصہ مین ہمارے
تو کان ملاحت تھا خریدار ہمین تھے

سودا زدہ زلفون کا نتھا اپنے سوا ایک
آزاد دو عالم تھا گرفتار ہمین تھے

تو اور ہم اے دوست تجھے یکجان و قالب
تھا غیر سوا اپنے جو تھا یار ہمین تھے

بیمار محبت تھا سوا اپنے نہ کوئی
اک مستحق شربت دیدار ہمین تھے

بے اپنے بہلتی تھی طبیعت نہ کسی کی
دلسوز ہمین تھے ترے غمخوار ہمین تھے

اک جنبش مژگان سے غش آتا تھا ہمین کو
دو نرگس بیمار کے بیمار ہمین تھے

جب چاہتے لیتے تو غوش مین تمکو
مجبور سے رہ جاتے تھے مختار ہمین تھے

سر کاٹ کے کر دیجیے قاتل کے حوالے
ہمت مری کہتی ہو کر احسان بلا لے

ہر قطرۂ خون سوز دروں سے ہی اک اخگر
جلاد کی تلوار میں پڑ جائیں گے چھالے

یوں دیتے ہیں وہ عاشق بے صبر کو بوسے
جیسے کوئی صدقہ کرے بھوکے کے حوالے

شمشیر پھرا دے ترک نہیں تیغ یہ تیری
سیفی ہی مرے سر کی بلا کو جو یہ ٹالے

ناداں نہو عقل عطا کی ہو خدا نے
یوسف کیطرح تمکو کوئی بیچ نہ ڈالے

نقاش ازل نے تری تصویر میں رکھے
انداز رخ و زلف زمانے سے نرالے

ہستی کی اسیری سے شرر سے ہیں بیچ تنگ
چھوٹے تو ادھر پھر کے نہیں دیکھنے والے

سالک کو یہی جادہ سے آواز ہوا آتی
پامال جو ہو راہ وہ منزل کی نکالے

پچھا اور لب یار کی تعریف کروں کیا
وہ لعل کہ دیکھے سے پڑیں جان کے لالے

گرد رخ زیبا ہیں کیونکر نہ وہ زلفیں
دو سانپ حفاظت کو ہیں اک گنج کے پالے

صیاد چمن ہی میں کرے مرغ چمن ذبح
لبریز لہو سے بھی درختوں کے ہوں تھالے

پیغام اجل ہوتے ہیں اس عشق کے صدمے
یا لا النفس سر دسے اللہ نہ ڈالے

دشمن سے سمجھتے ہیں ہم اس نعمت کو بدتر
مشتاق کو منھ اپنا دکھا کر جو چھپا لے

مضمون ہی تو شمع رخ یار کا آتش
شاعر ہوا ہے فکر کے سانچے میں جو ڈھالے

آبلے پاؤں کے کیا تو نے ہمارے توڑے
خار صحرائے جنوں عرش کے تارے توڑے

وقت دور رخ میں جا بوسوں سے باقی رکھی
ثمر و گل چمن حسن کے سارے توڑے

چشم تر عالم نیرنگ دکھاتی ہی مجھے
زیر دیوار جو ٹھہرون تو حسد سے میرے

برج آبی مرے رہنے کا مکان ہوتا ہی
سایہ سر پر سے دبے پاؤن وہان ہوتا ہی

جاے نامرد نہین بزم مین اپنے آتش
مصرع تیغ کے مطلب کا بیان ہوتا ہی

خدا محفوظ رکھے دلکو اُس افعی کاکل سے
شراب سرخ کا ساغر چلے ساقی لب جو پر
اگر نام آدری مقصود ہی نیکون سے صحبت رکھ
پری لاتی ہی صندل گھسکے مجھ دیوانی کی خاطر
اُٹھائی آستین جو چشم دریا بار سے اپنی
چمن کی سیر سے نفرت ہمارے دلکو ہوتی ہی
خدا پر رکھ نظر طالب اگر ہی دین و دنیا کا
ضرر پہونچاتی ہی معشوق کو بیتابی عاشق
اثر پیدا کیا گردش نے اُسکے دور ساغر کا
منغض کی طبیعت یار بن سامان عشرت نے
شب مہ مین جو دریا کے کنارے جاکے روتا ہون
قیامت مین بھی کوئی حال کو اُنکے نپوچھیگا
نہایت مشت خاک آتش بیکس کو حسرت سے

نہین ممکن سلامت چھوٹنا موذی کے چنگل سے
چمن سرسبز ہی باران رحمت کے تفضل سے
ہوا ہے شہرۂ آفاق لفظ طیب سنبل سے
جو سر مین درد ہوتا ہی کبھی زنجیر کے غل سے
بنے گرداب و رد امن اشکون کے تسلسل سے
طبیعت کو خفا کرتی ہی صحبت خار کی گل سے
یقین ہی دولت کونین حاصل ہو توکل سے
بیٹھے ہین پردہ ہاے گوش گل فریاد بلبل سے
تری آنکھون نے کیفیت اُٹھالی ساغر مل سے
دماغ اپنا پریشان ہوگیا مینا کی قلقل سے
گذر جاتی ہی کشتی مار کر ٹھوکر سر پل سے
کیا ہی کشتہ تونے جنکو شمشیر تغافل سے
کبھی دامن تلک پہونچے صبا تیرے تو

ٹلتے نہین ہین سامنے سے اشک ایکدم
آتش ہمارا تشنۂ دیدار آب ہے

دنیا کی خرابی مین ہون نازک خو سے
درد سر ہونے لگا فاختہ کی کوکو سے

تو دیکھ کے دیکھا کیے ہم صورت یار
ہر مہینے مین ہوا عید کا چاند ابرو سے

گلشن مین ہوا یار برابر جو کھڑا
مصرع سرو کیا بیت قد دلجو سے

بید دو یہ آئینۂ بے زنگ ہے وہ
کم نہین خوبی مین کچھ ساق صنم زانو سے

ن کافر کو کیا ہمنے مطیع الاسلام
بوسۂ خال لیا جزیہ لیا ہندو سے

ل کرلے ہین دریا مین نہانیکو بجا
مچھلیان لپٹین گی ای یار ترے بازو سے

جان بخش سے ہے چشم فسونگر کا سوال
زندہ اعجاز سے ہوئے جو مرے جادو سے

قدر ہو کے دراز اسکو صنم ہونے دے
سنبل باغ کو بڑھ چلنے ندے گیسو سے

ین معلوم اُن آنکھون کا ارادہ کیا ہے
کچھ اشارے مین تو مژگان نے کیا ابرو سے

خندان ہے یعنہ گل خندان ہر ایک
بوے خون آتی ہے اس باغ مین آب جو سے

ت جام سبو ہجر کی شب گھبرا کر
زخم گردون کو مین توڑ دنگا دم یا ہو سے

کر منھ کو ترے سونگا تو بدتر نکلی
دہن غنچہ کی بو گندہ بغل کی بو سے

چشم سیہ کو ترے کہتے ہین عرب
شتر مست کو اندیشہ ہے اُس آہو سے

کر مرے پاس آئیو ای عزرائیل
فرد ہون عشق مین رکھتا ہون غرض خوشبو سے

واسطے اللہ کے خاموش آتش
پردۂ گوش جلے نالۂ آتش خو سے

حاضر ہی مرغ دل جو در گوش یار نے
تو شاہ حسن حسن ہی تیرا فقیر یار
دل وادہ جب سے ہون کہ مری جان گئی
بیدار بخت ہون ہین وہ منون مرے لیے
یاد آئی بوے پیرہن یار باغ مین
اللہ سے بھی اُنکو زیادہ غرور ہی
کشمیر و طوس لیگئے اگر دو شالہ باف
کھلوایا بیڑا بیسے سے کھائے جو اُنے پان
خوش ہو نہ دیکھکر قد و زلف و دہان یار
پھندے مین عشق کے نہین جتکا کہ دل پھنسا
صیاد نے بہار سے پہلے کیا حلال
مرجاؤن پر نہ راز محبت ہو آشکار
اب کی بہار مین تو مجھے یار اُتار دے
سائل ہین آسمان سے لب نان کے کون لوگ
دُنیا کو تھوکتے نہین فی یوانگان عشق
اک مشت استخوان پر نہ اتنا غرور کر
بیقدر ہی سخن جو سخندان کوئی نہین

اک مشت پر عزیز نہین اس نسیم سے
خطِ سیہ اشارہ سمجھ لے کلیم سے
آواز آشنا نہ تھی گوش کلیم سے
آتی ہی حور خواب مین باغ نعیم سے
پھرون ہی بد دماغ رہے ہم شمیم سے
دو باتین کین نہ ایک صنم نے کلیم سے
کچھ پشم جھڑ گئے تھے ہمارے گلیم سے
بند ھوائی مہندی پاؤن مین دست کلیم سے
حرف الم عیان ہی الف لام میم سے
نکلے کی جان اُنکی عذاب الیم سے
شرمندہ بوے گل کے نہین ہم نسیم سے
واقف نہو کوئی مرے حال سقیم سے
کشتی مے دو آب امید و بیم سے
گل کھانے کو تو لین نہ ابھی ہم لئیم سے
یا طوق ہی طلا سے نہ زنجیر سیم سے
قبرین بھری ہوئی ہین عظام رمیم سے
قدر اس گہر کی ہوتی ہی گوش یتیم سے

رقیب کو تری تلوار نیمجان رکھے
ہماری خاک سمجھنا اُسے ہمارے بعد
ترے دہان و کمر کا ہی ذکر ورد زبان
چمکتے ہی ہی بہت برق سے ملاؤ انکا
ثناے حُسن ہین اسکو خدا روان رکھے
سوال بوسہ پہ انکار جبر کرتا ہی
ہرا بھرا رہے اے باغبان ترا گلزار
اکیلا پاکے نہین چھوڑنے کا مین تجکو
حقیقت چمن دہر سے جو ہوا آگاہ

جو سرفراز ہو عاشق تو زخم کاری سے
رہے جو گردن پہ تیرے تری سواری سے
ہمیشہ بحث ہی فرضی و اعتباری سے
ترے دوپٹے کی اُتری ہوئی کناری سے
قلم نے پانون نکالے ہین سرگزاری سے
کنارہ کرتے ہو کیا امر اختیاری سے
دماغ تازہ رہین نکہت بہاری سے
خیال خام ہی یہ میری پختہ کاری سے
گل مراد چنے تو ہر اک کیاری سے

وصال یار نہین تو وصال گور ہی ہو
جو کچھ کہ ہونا ہو آتش ہو آہ وزاری سے

عاشق جانباز کی گردن پر احسان کیجیے
وصل کی شب عیش و عشرت کا ریسامان کیجیے
اپنی صورت دیکھنے سے ایکدن فرصت نہین
کم نہین خورشید سے داغ جنون ہین روشنی
راہ مین لاکھ کنوان بنواتے ہین گو آپ بھی
منھ تو دکھلا دے خدا شر اگلون سے پیشتر

طشت و سر موجود ہی شمشیر عریان کیجیے
خود بھی عریان ہو جیے اُسکو بھی عریان کیجیے
توڑ کر آئینہ اُس خود بین کو حیران کیجیے
صبح ہوجائیگی چاک اپنا گریبان کیجیے
فی سبیل اللہ یہ چاہ زنخدان کیجیے
چاک اے صبح بہار اپنا گریبان کیجیے

بے اعتبار ایسی دولت نہین ہو کوئی
نازان نہ حسن پر ہو مہمان ہی چار دن کا
جان سے عزیز دل کو رکھتا ہون آدمی ہون
کیونکر کہون مین مجھکو حسرت نہین ہو کوئی
یون بد کہا کہ دم مین یون مال پیچ نہ مجھکو
ہمسایہ بھی خیر خواہ دولت نہین ہو کوئی
مین پا کے ذوق سجدہ کرتا ہون اس صنم کو
مجھکو بھی ایسی دینی خدمت نہین ہو کوئی
یاد شما کہ دم ہم کرتا ہی ذکر تیرا
اس داستان سے خالی صحبت نہین ہو کوئی

مجھکو [illegible] ایسی خلقت نہین ہو کوئی
فانی دنیا کی [illegible] نسبت نہین ہو کوئی
ہم وہ ہزار عالم دم بھر رہا ہی [illegible]
دیوانہ تو [illegible] قول اس پری کا
ناز [illegible] ایسی صورت نہین ہو کوئی
ہم شاعرون کا حلقہ حلقہ ہی عارفون کا
حاضر جو کچھ ہو انجمن حجت نہین ہو کوئی
دل پر لگے کہ جان کے بھی سائل جو ہو تو [illegible]

تیرے کشتون کو نہین پروائے رخت آخرت
ہو نہ ممکن تو شہیدون کو کفن کیا چاہیے

مین گدائے حسن ہون صورت ہی میری ہی سوال
بہر عرض مدعا مجھکو دہن کیا چاہیے

دل جلا لینا کہین تیری طرح سے اے چراغ
ہمکو بالین مزار و انجمن کیا چاہیے

جامۂ عریانی ہی سے تنگ مین دیوانہ ہون
پھاڑ کھانیکو بدن کے پیرہن کیا چاہیے

تو تو سودائی نہین میری طرح سے زلف کی
دخل روغن مین تجھے اے یاسمن کیا چاہیے

جان کھونے کے لیے لازم نہین ہی عشق حسن
ڈوب مرنے کے لیے چاہ ذقن کیا چاہیے

تیوری رہتی ہی چڑھی کچھ تمکو سودا تو نہین
اس جبین پر گیسوؤنکی سی شکن کیا چاہیے

یہ اشارہ کرتی ہی غربت مین شمشیر قضا
کیسے کہتا ہو جو تجھا اے ہم وطن کیا چاہیے

فکر رنگین ہمکو دکھلاتی ہو گھر بیٹھے بہار
مثل بلبل نالہ کرنے کو چمن کیا چاہیے

چومتا ہون پانون اے آتش تو کہتا ہو وہ بت
مرد مومن کو طریق برہمن کیا چاہیے

صورت سے اُسکے بہتر صورت نہین ہو کوئی
دیدار یار سے بھی بہتر دولت نہین ہو کوئی

آنکھون کو کھول اگر تو دیدار کا ہی بھوکا
چودہ طبق سے باہر نعمت نہین ہو کوئی

ثابت ترے دہن کو کیا منطقی کرینگے
ایسی دلیل ایسی حجت نہین ہو کوئی

یہ کیا سمجھ کے گردے ہوتے ہین آپ ہمسے
پی جائیگا کسی کو شربت نہین ہو کوئی

مین نے کہا کبھی تو تشریف لاؤ بولے
معذور رکھیے وقت فرصت نہین ہو کوئی

ہم کیا کہین کسی سے کیا ہی طریق اپنا
مذہب نہین ہو کوئی ملت نہین ہو کوئی

مشہور [illegible] آتش کہین ہی
[illegible]

رہجا نا پیچھے جسم کا جان سے عجب نہین
نا فہمی کی دلیل ہے یہ سجدہ سے ابا
عاشق کے سر کے ساتھ ہے سودا کوی یار
بانگ جرس سے آگے ہر اک کا قدم رہا
افسوس کیا جوانی رفتہ کا کیجیے

کس کاروان کی گرد پس کاروان نتھی
ابلیس کو حقیقتِ آدم عیان نتھی
مومن نتھا وہ جسکو ہوا ے جنان نتھی
گرداپنے کاروان کی پس کاروان نتھی
وہ کون سی بہار تھی جسکو خزان نتھی

نالون سے ایک دن نہ کیے گرم گوش یار
آتش مگر تمھارے دہن مین زبان نتھی

لختِ جگر کو کیونکر مژگان تر سنبھالے
دیوانہ ہوکے کوئی پھاڑا کرے گریبان
تلوار کھینچکر وہ خونخوار ہے یہ کہتا
اللہ ناتوان کو دے طاقت توانا
تکیہ مین آدمی کو لازم کفن ہے رکھنا
اکدم نہ بیٹھنے دیتی انکی تنک فراجی
وہ نخل خشک ہیں نہین اس گلشن جہان مین
اڑتے ہین ہوش تیرے دیکھے سے اے پری رو
حرفِ درشت سنکر ہین کان دل دکھاتے
ہر گام پر خوشی سے وارفتگی سی ہوگی

یہ شاخ وہ نہین جو بار ثمر سنبھالے
ممکن نہین کہ دامن وہ بحر سنبھالے
منھہ پر جو کھاتے ڈرتا ہو وہ سپر سنبھالے
ہیکل کا بوجھ انکی نازک کمر سنبھالے
بیٹھا رہے مسافر رخت سفر سنبھالے
رکھتے نہ ہم طبیعت اپنی اگر سنبھالے
پھرتا ہے باغبان بھی مجھپر تبر سنبھالے
ممکن نہین حواس خمسہ بشر سنبھالے
اپنی زبان ذرا وہ رشک قمر سنبھالے
لاتا جواب خط کو ای نامہ بر سنبھالے

ابتداے

ابتدا سے تجھے سو جو سمجھا تھا میں
ہیرے تیرے کبھی پردے کی ملاقات نہ تھی

اے نسیم سحری بہر اسیران قفس
تحفۂ تر نکہت گل سے کبھی سوغات نہ تھی

جن میں نون عشق ہولاتا تھا میں صورت ابر
کونسی فصل تھی وہ جس میں کہ برسات نہ تھی

کیا کہوں اُسکے جو مجھ پر کرم پنہان تھے
ظاہری یار سے ہر چند ملاقات نہ تھی

جسنے باندھے ہوئے گاتی تجھے دیکھا پھر کا
دلربا سے تھی مری جان تری گات نہ تھی

خاک میں ملگئے اے شاہ سوار اہل نیاز
نا مشوق تھا توسن کی تری لات نہ تھی

لب کے بوسے کا ہوا انکار تعجب اے یار
پھیرے سائل سے جو منہ کو وہ تری ذات نہ تھی

گر یار تھی از بسکہ نہایت نازک
سوجھتی بندش مضمون کی کوئی گھات نہ تھی

جن دنوں ہوتا تھا تو گھر میں جہاں شب باش
روز روشن سے کم اے مہر لقا رات نہ تھی

بے شعوروں نے نہ سمجھا تو نہ سمجھا آتش
نکتہ سنجوں کے لطیفے تھے تری بات نہ تھی

ناز و ادا ہے تجھسے دلارام کے لیے
یہ جامہ قطع ہو ترے اندام کے لیے

وحشت میں کعبہ کو جو گیا کوئے یار سے
لئے جنوں نے جامۂ احرام کے لیے

عاشق ہوں ہر طرح سے گنہگار ہوں ترا
حاجت قصور کی نہیں الزام کے لیے

کیا کیا جپے گی کیا رٹے گی زباں اسے
تسبیح حفظ ہی ہو ترے نام کے لیے

طفلی کے گریہ کا یہ کھلا حال وقت مرگ
آغاز ہی میں روتے تھے انجام کے لیے

اچھا نہیں مقابلہ اس چشم شوق سے
اے دل شکست فاش ہے بادام کے لیے

کس کس ستارے نے شب ہجران دکھائی آنکھ
پیرِ فلک کا لاکھون ہی فتنہ مرید ہی

گل چاک چاک کرتے ہین اپنے پیرہن
شاید قباے یار کی قطع و برید ہی

صانع ہی وہ یہ صورتین ہین اسکی صنعتین
اللہ ہی قدیم یہ عالم جدید ہی

ہمکو بھی قید غم سے چھڑاؤ گلے لگو
زندانی چھوٹتے ہین تصدق مین عید ہی

لگ چل نہ گلرخون سے نسیم چمن کی طرح
بوے حسین انہین تو خوے یزید ہی

ای بت اسیر عشق نکر زاہدون کو تو
قید نماز ہی نہین قید شدید ہی

تحسین سمجھ اسے جو یہ تفرین کرے تجھے
انصاف ان قریبون سے آتش بعید ہی

ہر چشم کو دیدار ترا مدِ نظر ہی
جو گوش ہی مقصود اسے تیری خبر ہی

اُس خال اُس ابرو کی ہین خوب خبر ہی
یہ گوہرِ سعادت ہی وہ چوگان ظفر ہی

مو ہی رگ گل ہی کہ وہ باریک کمر ہی
ہین بھیدیان ہون مجھے کیا اسکی خبر ہی

بیکار بنا کے نہین آنکھون کے پیالے
دیدار کا سائل ہو جو یار لے نظر ہی

قالب کی طرح روح دکھائی نہین دیتی
پنہان یہ مسافر ہی عیان گرد سفر ہی

گردش ہی اشارے سے ترے ہفت فلک کو
چشمک زنی انجم کی تجھے مد نظر ہی

سونگھے جو اسے سانپ سونگھے کا ہو عالم
اُس زلف کی بو مین سم افعی کا اثر ہی

دید کمر یار کی مشتاق ہین آنکھین
ہستی مین تماشاے عدم مد نظر ہی

یہ صدمے اُٹھائے ہین جدائی مین کہ یکسر
دو قطرہ خون ہین نہ تو دل ہی نہ جگر ہی

۱۹۹

مدت العمر ہی اک چشم زدن کا وقفہ
کر لین ہو حق یہ خرابات نشین تھوڑی سی

فکر رنگین سے لگا اسمین بھی اک باغ آتش
ربع مسکون سے الگ ہی یہ زمین تھوڑی سی

موت کو سمجھے رہین گبر و مسلمان آئی
روح قالب مین جو ہر روز کو مہمان آئی

بوے یوسف سے ہوا تازہ دماغ یعقوب
شدا لحمد صبا مصر سے کنعان آئی

ہمسے دیوانے بھی ہو دینگے پری کے سائل
اس طرف سے جو سواری سلیمان آئی

آئینہ نے رخ انور پر اجارا باندھا
شانہ کے حصہ مین وہ زلف پریشان آئی

یہ صفا تن مین کہان کتم عدم سے باہر
جسم کی طرح تری روح ہی عریان آئی

ڈھونڈین اپنے لیے معشوق کوئی گرما گرم
فکر پہلو کی کرین فصل زمستان آئی

گلشن دہر بھی ہی کوئی سراے ماتم
شبنم اس باغ مین جب آئی تو گریان آئی

جو گنہ وصل مین سرزد ہوئے تھے عفو ہوے
فارغ البال ہوا مین تپ ہجران آئی

خط کا آغاز ہوا اُس رخ نورانی پر
چل بسی صبح وطن شام غریبان آئی

سر شوریدہ کو اُس زلف کا سودا نہین خوب
اس بلا مین جو پھنسا شامت سلطان آئی

عشق بلبل مین اثر ہی تو قفس مین آتش
بوے گل پھاند کے دیوار گلستان آئی

بادبان کا کام کرتی ہی گھٹا برسات کی
کشتی مے سے موافق ہی ہوا برسات کی

جھومتی آتی ہی مستانہ گھٹا برسات کی
ساتھ کیفیت کے چلتی ہی ہوا برسات کی

۲۰۱

گرد پھرنے کا ترے سودا ہوا ہی ہمکو یار
ہر گھڑی ہر وقت ہر دم ہر زمان گردش میں ہے

دائرہ میں عشق کے جسنے کہ مارا ہی قدم
صفحۂ ہستی میں وہ پرکار سان گردش میں ہے

خال و چشم یار کی تعریف ہو سکتی نہیں
تمکنت میں یہ زمین وہ آسمان گردش میں ہے

جستجو میں تیرے انجم کیطرح ای ماہ حسن
ذرہ ذرہ ہو کے خاک عاشقان گردش میں ہے

گنبد گردون سے نکلے جس طرح سے ہو سکے
ڈر رہی گر پڑنے کا آتش یہ کان گردش میں ہی

ماسوا تیرے نہیں رہنے کا کچھ بھی باقی
جو ہی فانی ہی تری ذات ہی الا باقی

نوجوانی کی ہی پیری میں تمنا باقی
موسم گل کے گئے پر بھی ہی سودا باقی

دل کو اک سرو سے قد کی ہی تمنا باقی
روح کو ہی ہوس عالم بالا باقی

دیکھ لین ہی جو قیامت کا تماشا باقی
ہو چکے وہ بھی جو ہر صحبت فردا باقی

تنگ غنچہ سے دہن گو کہ ہی اُس گلرو کا
پھر بھی ہی بوسۂ عاشق کے لیے جا باقی

رقص کرتے ہیں جو بسمل تو یہ کہتا ہی وہ ترک
مجلس آخر ہوئی لیکن ہی تماشا باقی

جان پر بنگئی دم گھنے لگا میں شب ہجر
گنتے گنتے نہ رہا جب کوئی تارا باقی

ساقیا گردش ساغر میں تامل کیا ہی
خم و خمخانہ ہی باقی مے و مینا باقی

میری تعظیم نے مجلس سے نکالا مجکو
اُٹھتے اُٹھتے نہ رہی بیٹھنے کی جا باقی

عشق کی شرط ادا کرتے ہیں انشاء اللہ
کوئی دن ہی یہ محبت کا تقاضا باقی

آخر کار رہی میلے سے جہان کے چلنا
سیر کرتا نہ رہے کوئی تماشا باقی

حسن سے قدرت خدا کی رو نظر آیا مجھے
ریش پیغمبر ترا گیسو نظر آیا مجھے

روے گل بے چشم و بے ابرو نظر آیا مجھے
سرو باقی قد بے بازو نظر آیا مجھے

راز دل افشا نہو ای دل کیے رکھتا ہون
پھوڑ ڈالی آنکھ اگر آنسو نظر آیا مجھے

تیری تلوار اسکو سمجھا مین سے مشتاق زخم
جب کوئی تشنہ کنار جو نظر آیا مجھے

دیدۂ یعقوب سے دیکھا جو عالم کی طرف
یوسف اس بازار مین ہر سو نظر آیا مجھے

دل شب فرقت رہا سینہ مین مرے کسطرح
گور کا پہلو مرا پہلو نظر آیا مجھے

کہکشان نے ساق پاے یار کا دھوکا دیا
ماہ تابان کاسۂ زانو نظر آیا مجھے

سا منا رخ کا ترے گل نے کیا تھا ایک وز
رنگ اڑا ایسا گل شب بو نظر آیا مجھے

خال مشکین کا ترے جس رات افسانہ سنا
سو گیا تو خواب مین ہندو نظر آیا مجھے

ای فراق اب عہد وصل دائمی ہی بار ہے
بیطرح سمجھا اگر پھر تو نظر آیا مجھے

جب ترے روے عتاب آلودہ سے تشبیہ دی
لالۂ آتش رنگ آتش خو نظر آیا مجھے

تو وہ گل ہی باغ عالم مین کہ جسکے واسطے
گل بھی آوارہ برنگ بو نظر آیا مجھے

حاجیون کیطرح سے مین نے کیا اسکا طواف
کعبہ سنتا تھا جسے وہ کو نظر آیا مجھے

تو نے دیکھا ہی صنم برقع کی جا ایسے جو آنکھ
دام مین صیاد کے آہو نظر آیا مجھے

وصل کی شب کر دیا بیکار رعب حسن نے
دست و پا ہر ایک کے قابو نظر آیا مجھے

مہرہ کی وصلی سے تھا وہ صفحۂ رو بسکہ صاف
قطعۂ دستار خارا ابرو نظر آیا مجھے

چشم بے سرمہ جو دکھلائی کسی محبوب نے
سامری نا واقف جادو نظر آیا مجھے

خوشخطون پر جو طبیعت مری آئی ہوتی — مجھ سے وصلی کی طرح پھر نہ جدائی ہوتی

آنکھ آئینہ سے تجنے جو لڑائی ہوتی — رات بھر میری طرح نیند نہ آئی ہوتی

تار سنبل کوئی کہتا ہو رگ گل کوئی — کمر یار جو ہوتی تو دکھائی ہوتی

عہد کرتے تو تری طرح نہ پھرتے ای یار — اپنے دل سے نہ نکلتی جو سمائی ہوتی

خواب مین وہ قد دلکش جو نظر آتا ہی — جاگتا پھر نہ قیامت بھی جو آئی ہوتی

کمر یار بھی آنکھون کو دکھائی دے گی — ناف تک تو ہے نگاہونکی رسائی ہوتی

صاحب ظرف جو ہوتا نہ ہمارے دل سا — دو جہان مین نہ محبت کی سمائی ہوتی

چشم بلبل سے جو احباب نظارہ کرتے — بوے گل پیرہن یار سے آئی ہوتی

میرے گریہ کا فسانہ وہ پری و سنتا — گوش گل تک در شبنم کی رسائی ہوتی

ہنسے چوما دہن یار کو گستاخی سے — مانگتا بوسہ وہ جس سے کہ گدائی ہوتی

کلیان آب گہر کی بھی جو خوشرو کرتے — تیرے دانتون کی نہ دانتون مین صفائی ہوتی

سہل چھٹنا نہین اُس راحت جان کا آتش
روح قالب مین ہے مشکل سے جدائی ہوتی

تیغ مین جو ہر کمان وہ ابرو خمدار کے — زخم دکھلائی نہین دیتے ہین کس تلوار کے

ڈال دیتا ہون جو مین اُسکو گلیمین ہار کے — بوے یوسف آنے لگتی ہی گلون سے ہار کے

رہگئے مشتاق طالب جلوۂ دیدار کے — مار ڈالا اُس پری پیکر نے جھرمٹ مار کے

حلقۂ چشم پری روزن ہین قصر یار کے — جن چڑھے آسیب جو ٹھہرے سایہ مین دیوار کے

نافہمی اپنی پردہ ہی دیدار کے لیے / ورنہ کوئی نقاب نہین یار کے لیے

نور تجلی ہی ترے رخسار کے لیے / آنکھین مری کلیم ہین دیدار کے لیے

قدیے بہت اُس ابروِ خمدار کے لیے / جو رنگ کی کمی نہین تلوار کے لیے

قول اپنا ہی یہ سبحہ و زنار کے لیے / دو پھندے ہین یہ کافر و دیندار کے لیے

لطف چمن ہی بلبل و گلزار کے لیے / کیفیت شراب ہی میخوار کے لیے

سیری نہوگی تشنۂ دیدار کے لیے / پانی نہین چہ ذقن یار کے لیے

اُتنی ہی ہی نمود مرے یار کے لیے / شہرہ ہی جسقدر مرے اشعار کے لیے

دشتِ عدم سے آتے ہین باغ جہان ہم / بیداغ لالہ رو گل بیخار کے لیے

شمشاد اپنے طرے کو بیچے تو لیجیے / اُس لالہ رو کی پشتنی و دستار کے لیے

دو آنکھین چہرہ پر نہین تیرے فقیر کے / دو ٹھیکرے ہین بھیک کے دیدار کے لیے

سرمہ لگایا کیجیے آنکھون مین مہربان / اکسیر یہ سفوف ہی بیمار کے لیے

حلقہ مین زلف یار کے موتی پرو دیے / دندان ضرور ہین دہن یار کے لیے

گفت و شنید مین ہون اسیر ان بہار کے / گل کے لیے ہی گوش زبان خار کے لیے

بے یار سر پٹکنے سے ہلتا ہی گھر مرا / رہتا ہی زلزلہ در و دیوار کے لیے

باغ مین پی ہی شراب اس گلبدن نے بارہا / چھینٹرے اکثر کیے ہین لالہ کی دستار کے

کعبۂ مقصود کا کسدن نہین کرتا طواف / گرد پھرتا ہون مین آتش روز کوے یار کے

سوفنے کے پتے ہو دین ہر اک گل کے کان نہین
مقدور ہو جو بلبل گلزار کے لیے

گلہاے زخم سے ہون شہادت طلب نہال
توفیق خیر ہو تری تلوار کے لیے

اندھیر ہی جو دم کی نہ اوسکے ہو روشنی
یوسف مرا چراغ ہی بازار کے لیے

احسان جو ابتدا سے ہی آتش وہی ہی آج
کچھ انتہا نہین کرم یار کے لیے

ٹھہرے نہ پھر جو راہ مین تیرے نکل چلے
شل ہوگئے جو پانون تو ہم سر کے بل چلے

جوبن سے اپنے زینت باغ ڈھل چلے
رنگ اون گلون کے جا رہی وہ نہین بدل چلے

لیجا ئینگے ہما کے خط شوق یار تک
قاصد سے کم نہین ہین جو انسو نکل چلے

خط یادگار چھوڑ چلے گیسوان یار
یہ سانپ چلتے چلتے بلا زہر اگل چلے

اترہ کی کھیتی کیکے انھین کاٹیے ذرا
شمشاد و سرو قد سے تمھارے نکل چلے

ساقی معاف رکھ مجھے ساغر کشی سے تو
جے کیا پیے وہ دودھ جو پیکر ابل چلے

درگاہ یار سے یہ کرامت نہین بعید
کھلجائین پانون راہ مین اوسکے جو شل چلے

سر ہاتھ پر لیے ہوئے ہین کشتنی کھڑے
وہ تیغ ناز آج چلے خواہ کل چلے

جو کچھ عذاب زیر زمین ہو عجب نہین
ساتھ اپنے گور مین بھی ہمارے عمل چلے

کی دلون نے شوق کی تکلیف کو ہر بار
لیکر مجھے بہشت مین حسن عمل چلے

اتنی شکارگاہ جہان مین ہی آرزو
ہم سامنے ہون اور تمھاری رفل چلے

اٹھتے ہی تیرے ہونے لگے منتشر حواس
دو کوہ تھے جو صبر و تحمل وہ ٹل چلے

۲۰۷

ویرانہ شہر ہون تری شمشیر ناز سے
آباد ہو دین گنج شہیدان نئے نئے

وہ زخم تیغ عشق ہو نہین روزگار سے
مُنھ سے لگے ہین جسکے نمکدان نئے نئے

ہی ترک جیسے منزل سودا ہی سر را
گیسو ترے ہوئے تھے پریشان نئے نئے

گہ تیر بنتی ہی کبھی خنجر کبھی سنان
لاتی ہی ساتگ یار کی مژگان نئے نئے

ہون کہنہ عاشق رُخ محبوب آئینگے
سوہم ہین میرے حافظ قرآن نئے نئے

رہتی ہی فکر تازہ مضامین کی منتظر
اس گھر مین آنکلتے ہین مہمان نئے نئے

رخسار خط نکالے گا اس شاہ حسن کا
پیدا کریگا مور سلیمان نئے نئے

قید نقاب قید حیا و حجاب و شرم
یوسف ہمارا رکھتا ہی زندان نئے نئے

کیا باغ کوے یار ہی سیر اسکی کیجیے
آتش شگوفے پھوٹتے ہین یان نئے نئے

جو ہر نہین ہمارے ہین صیاد پر کھلے
لیکر قفس کو اُڑ گئے رکھا جو پر کھلے

شیشے شراب کے رہین آٹھون پہر کھلے
ایسا گھرے کہ پھر نہ کبھی ابر تر کھلے

مجھ تو ہمین حقیقت شمس و قمر کھلے
کس لجکا کے عشق مین پھرتے ہین سر کھلے

زرگر کی دکان مین ہو بھرے ہون ہزار نگ
طرّہ وہ ہی جو یار کی دستار پر کھلے

انصاف کو ہین دیدۂ اہل نظر کھلے
پردہ اُٹھاکہ پردۂ شمس و قمر کھلے

کیا چیز ہی عبادت نگین مین شرح شوق
خط کی طرح طبیعت بستہ اگر کھلے

جو چاہین یار سے کہین اغیار غم نہین
خواجہ کو ہین غلام کے عیب و ہنر کھلے

شرم تجکو بہت اے آئینہ رو آتی ہی — میری صورت سے مگر عشق کی بو آتی ہی

صبح تک دیدۂ تر سے نہین آنسو تھمتے — پانی کرنے کو شب ہجر لہو آتی ہی

موسم گل کی ہوا نے بے ساقی بیکار — بط مے اُڑ کے لب مست کو چھو آتی ہی

فصل گل باقی ہی کر لونگا گریبان پھر چاک — آنے دو سوزن اگر بہر رفو آتی ہی

پاک دامانی معشوق کا سودا ہی جنھین — نیند اُنکو نہین بے قید وضو آتی ہی

کونسا نقش قدم چاندی سی تصویر نہین — اُس صنم کو روش خامۂ مو آتی ہی

ساز کیطرح رہا کرتے ہین عاشق نالان — چھیڑ طرفہ تجھے اے عربدہ جو آتی ہی

خون دل آنکھون مین اسطرح سے بھر جاتا ہی — جام مین جیسے کہ صہباے سبو آتی ہی

قد مین اُس حور کے طوبا کا ہی سارا انداز — زلف سے سنبل فردوس کی بو آتی ہی

کمر یار کی قمری ہی مگر دیوانی — غیب سے پہنے ہوئے طوق گلو آتی ہی

دور ہو چکا ہی کمال اسکی صفا کا شہرہ — دیکھنے حور دہ آئینہ رو آتی ہی

کرم حق سے ہی گلزار توکل سرسبز — کٹکے دریا سے مرے باغ مین جو آتی ہی

خوش تماشی وہ نہین جامہ عریانی کی — اسمین کب نوبت پیوند و رفو آتی ہی

یار جانی کا ذرا جیسے بدل لے اے موت — قبض کرنے کو مری روح جو تو آتی ہی

مے سے کرتا ہی نہین لبریز اسے تو ساقی — قالب جام مین یہ روح سبو آتی ہی

سرو قد کا ترے سودا جو سنا ہی قمری — میرے سر باز نکو طوق گلو آتی ہی

حلقۂ ناف سے یہ عقدہ کھلا ہی آتش — کمر یار کو بھی پیچش مو آتی ہی

بعون صناع مکین و مکان بفضل خلاق زمین و زمان
دیوان آتش
در مطبع نامی منشی نولکشور کانپور بطبع مزین مطبوع شد

۲۱۰

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عاشق شیدا علیؑ مرتضےٰ کا ہوگیا
قرب حق حاصل ہوا اسکو مرد عارف وہی ہی
ساختہ پرداختہ تیری ہی ساری کائنات
وقت مشکل مین کہا جسوقت یا مشکلکشا
کون تجھسا ہی دلی اللہ ای مولا مرے

دل مرا بندہ نصیری کے خدا کا ہوگیا
یا علی پیر جو تجھسے پیشوا کا ہو گیا
حکم حضرت سے وجود ارض وسما کا ہوگیا
سہل چھٹکارا گرفتار بلا کا ہوگیا
کعبہ پیدا لیغ سے تیرے گھر خدا کا ہوگیا

ولہ

وہ رنگ سرخ ہی کیفیت شراب سے ہوتا
غرور حسن نے نازان کیا انھین ورنہ
نزاکت بدن نازنین یار نہ پوچھ
شراب تھوڑی سی پینا مناسب آپکو ہی

ظہور لعل کا ہی آفتاب سے ہوتا
نیاز نامہ مشرف جو خواب سے ہوتا
کمر مین درد رہا پیچ و تاب سے ہوتا
ستم ہبت ہی تمھارے حجاب سے ہوتا

ہی رہا ذوقِ یارِ دیکھکر افسوس — اچک کے گرتے ہم اُسمین اگر گنوان ہوتا

جواب کھتا نہ گیسوے یار کشتی مین — بلا کے پیچ یہ کرتا جو پہلوان ہوتا

یقین ہی مردِ مسلمان بھی سجدہ کرتے ہین — ترش کے بت جو ترا سنگِ آستان ہوتا

نہ صیام مین نعمت جو کچھ ملے کم ہی — خدا کا بندۂ مومن ہی میہمان ہوتا

نہ پوچھ علمِ محبت سے کیا کھلا تجکو — یقین ہوا وہ کہ جسکا نہ تھا گمان ہوتا

وہی ہی صدر نشین بزمِ خاکساران مین — صفِ نعال مین جسکا کہ ہی مکان ہوتا

ودا اس قالبِ خاکی مین روح رہتی ہی — مکان سے تنگ ہی مشتاقِ لامکان ہوتا

راغ حال ہی دشوار خوشنوایون کو — قفس سے تنگ ہی بلبل کا آشیان ہوتا

رے شہید کا دھو کا تھا دیکھا ای ترک — جو کربلاے معلےٰ مین ارغوان ہوتا

سا تے یار کو ہم حال زار دکھلا کر — یہ رنگ زرد تماشاے زعفران ہوتا

زیادہ چشم سے لازم ہی روشنی دل مین — خیالِ یار ہی اُس گھر مین میہمان ہوتا

گلون سے نالۂ بلبل کی وجہ کیا پوچھون — زبان کا درد نہین گوش سے بیان ہوتا

و کرتی آتشِ سوداے زلفِ یار اُسے زرد — یقین ہی مشکِ سیہ فامِ زعفران ہوتا

جو ہی آب بھی نیرنگ اپنا دکھلاتی — محیط خون تری شمشیر سے روان ہوتا

یاس تیغ سے کرتا ہی یار خونریزی — حسینون مین بھی ہی مریخ سا جوان ہوتا

را یہ رہنے کو سوداے زلف مین لیتے — کوئی جو خانۂ زنجیر سا مکان ہوتا

دا کے خوان کرم سے ہو سیر جو چاہے — نہ مُہر ہوتی ہی اکسیر نہ ہی نشان ہوتا

دیکھیے کستے ہین کبتک وہ ہمین
امتحان ہوتا ہی تا چند اپنا

اے پری رد ہون ترے دیوانے
دیکھین سودا جو خردمند اپنا

کیا ملائے گا وقن سے تیرے
زرد رو سیب ثمر قند اپنا

کیون نہ یعقوب کو یوسف ہو عزیز
کسکو پیارا نہین فرزند اپنا

سیر رکھتا ہی وہ گل ہنس ہنسکر
رزق ہی شہد شکر خند اپنا

سر کو سودا ہی کسی کاکل کا
دل ہی زنجیر کا پابند اپنا

شجر قدس ہین ہم عالم کا
اس چمن مین نہین پیوند اپنا

تیغ قاتل سے اڑینگے ٹکڑے
بند سے ہوگا جدا بند اپنا

ناصحا چپ نہ بس اب بکبک کر
سر پھراتی ہی تری پند اپنا

دور بھاگین گے نہ ہم آپ کی طرح
پاس تلکو نہو ہر چند اپنا

سر ترا ہمکو ہی مصحف کی جگہ
ہی یہ ایمان تری سوگند اپنا

دولت فقر سے رکھتا ہی غنی
ہمکو آتش دل خرسند اپنا

پامال کیجیے انکھین رفتار ناز کا
طاؤس و کبک کہتے ہین دعوی نیاز

لکھتا ہون وصف ان ٹھرہای دراز کا
لیتا قلم سے کام ہون نہین نیزہ باز

ساقی سمائے اسمین ہزارون خم شراب
کشتی کے کو ظرف خدا دے جہاز

اللہ رے صفائے بیان حدیث دوست
دم بند ہی فصاحت اہل حجاز

مجھ رند کو حلال ہی کوئی حرام ہو		پیر مغان کا حکم ہی اُسمین جواز کا

آتش ہگر نہ دل مین ہوا و ہوس کو ہو
کم زہر سے اثر نہین اُس شہد آز کا

حُسن سے دُنیا مین دل کو عشق پیدا ہوگیا	آکے اس بازار مین یوسف کا سودا ہوگیا
بوسہ لینے نے کیا ثابت دہان یار کو	جسکو نا پیدا سمجھتے تھے وہ پیدا ہوگیا
موسم گل کی ہوا کرنے لگی نازبری	سکہ بازار جنون کا داغ سودا ہوگیا
ہوش اڑائے صورت آبادِ جہان کی دید نے	پتلیون کو دیکھکر محو تماشا ہوگیا
دل تصور کا ترے مسکن ہوا اے بحر حُسن	بند جذب عشق سے کوزے مین دریا ہوگیا
جلوہ فرمائی نئی صورت سے کی ہر رنگ مین	تو نے جس جامے کو پہنا تجکو زیبا ہوگیا
سچ ہی جو جیسا کرے ویسا ہی آجاتا ہی پیش	عشق کو بدنام کرکے حُسن رسوا ہوگیا
اشک فشانی سے مجھ مجنون کے بین اطفال مجھ	کھیلنا لڑکون کا لڑکو نکو تماشا ہوگیا
فی الحقیقہ روشن آئینہ کو کرتا ہی غبار	خاکساری سے ہمارا دل مصفا ہوگیا
تو جو آنکلا چمن کی سیر کو اے رشک حور	گل ہوے گلہاے جنت سرو طوبیٰ ہوگیا
آنکھین جو دکھلانے غزال آئے جو مجنونکو ترے	ایک تختہ نرگس شہلا کا صحرا ہوگیا
آگ پر رکھوا کے جلوا نا نہ تھا فرعون کو	پنجشاخے سے بھی روشن دست موسیٰ ہوگیا
گہوارے مین عالم طفلی کی کیفیت ملی	شیر دایہ سیکشون کو خون پینا ہوگیا
تیغ سے وہ ابرو خمدار ہی خونریز تر	جوہر ادراک سے حل یہ معما ہوگیا

چلا تو بتکدہ کی سیر کو موذن ہی
ہلا دیا جو بتوں کو پہاڑ ڈال دیا

یقین ہی صورت عاشق سے انکو خستہ ہی
فسون سرمہ نے ہی دیدۂ غزال دیا

لبوں تک آئی ہوئی بات پی گئے سو بار
زبان کو دل نے نہ اذن بیان حال دیا

دکھا کے حسن زنخدان یار کا عالم
ہماری آنکھوں نے دل کو کنوئیں میں ڈال دیا

خراب بر میں کیونکر بیٹھیں اے ساقی
ترے کرم سا ہی ہمکو شفیق حال دیا

گلے میں ڈالتے ہی پوست کیطرح لپٹی
قبا نے سانچے میں اندام یار ڈھال دیا

بنایا جب تری پتلے کو دست قدرت نے
ہر ایک عضو بدن اسکو بے مثال دیا

مرید کرکے مجھے پیر عشق نے اپنا
مشاہدے کو ہر اک آئینہ جمال دیا

ہوا ہوں اہل دل سکہ ہاے داغ سے مین
جنون نے صدقۂ حسن پری جمال دیا

چلینگے باغ اگر ہمکو بھی مقدر نے
رفیق سیر چمن کوئی تو نہال دیا

چکھا کے خوان کا اپنے نمک تو گل نے
زبان کو مزۂ لقمۂ حلال دیا

نظر پڑا کئی دن سے نہیں وہ ابروے کج
چھپا ہی جیب سے دکھائی نہیں ہلال دیا

ہوا ہی سامنے جب تیرے روے رنگین کے
صبا نے گل کو ہی آزار گوشمال دیا

جو دیکھتا ہی وہ کہتا ہی چودھوین کا چاند
شباب حسن نے ہی یار کو کمال دیا

بہت مرے دل صد چاک سے الجھتی تھی
تمہاری زلف کا شانہ نے بل نکال دیا

تپ فراق سے جان اپنی جا چکی ہوتی
صنم نے راہ خدا شربت وصال دیا

صفا میں تیر لبسے چمکی ہوے بنا کے دانت
لبوں کو رنگ ترے لعل سے بھی لال دیا

قضا نے درد میں ہو کے تشنہ زلال دیا

ہر ایک ذرہ کو خورشید لازوال دیا

جلال دوست نے دلکو مرے ملال دیا

شب وصال میں اس چہرۂ منور نے

غزل

غزل جو ہے وہ محبوب نکتہ دان سنتا
زمین شعر کا افق آسمان سنتا

نکلتا ہی جو وہ خونخوار اوچی بنکر
کچھ احتیاج نہین مجکو حرز بازو کی
مری فغان سے ہی گیسوے یار بل کھاتا
بہار آئینہ دکھلا رہی ہی حیران ہی
کیا ہی زرد یہ سودا کے خال مشکین نے
چمن کو کوچہ قاتل مگر ہی سمجھا تو
یہ شوق بوسہ ہی مُنھ اُسکا چوم لیتا ہون
مجھے وہ روشنی خانہ یاد آتا ہی
جواب اُلٹکے نہ کیونکر ہین اُسکے بدلے دون
رسائی در مین ہوتی جو برہمن کسطرح
ان ابروؤنکو مین شاعر بھی کہ رہی کچھ کچھ
کہون مین بال جو اُسکو تو بال شیشہ کا
فراق یار کو اے صبر زور لو نہ جتا
قضا کے تیر کو دیکر نشانہ بنتا مین
قصور مجھ سے ہوا ہو جو کچھ معاف کرو
جفا و جور و ستم مین مقابلہ کرتا
یہ چل رہی ہی ہوا باغ دہر مین کیسی

ہر اک طرف سے ہوں آواز الامان سنتا
اجل کو اپنے ہون اپنا نگاہبان سنتا
ملال ہوتا ہی کافر ہی جب اذان سنتا
ہزار کیسے نہین ایک باغبان سنتا
وہ رنگ ہی کہ جو تھا رنگ زعفران سنتا
شہید مجکو ہون ای تخل ارغوان سنتا
زبان سے جسکے ترے رخ مین ہی نہ ہان سنتا
کسی کے گھر مین جو ہون دوست مہمان سنتا
کڑی مرے لیے ہی گوش بے زبان سنتا
بتون کو چھیڑکے دو چار گالیان سنتا
کسی سے تیغ کسی سے ہون مین کمان سنتا
کمر کو ہون تن نازک کے درمیان سنتا
پچھاڑتا ہی یہ جسکو ہی پہلوان سنتا
کوئی جو ابرو خمدار سی کمان سنتا
خفا مزاج تمھارا ہون مہربان سنتا
وہ ترک اگر فلک پیر کو جوان سنتا
نہ گل سا رخ نہ تو غنچہ سا ہون دہان سنتا

۲۱۷

جاکر قفس میں عاشق صیاد ہو گیا
بلبل کا حال قابل فریاد ہو گیا

تو روشنیٔ عالم ایجاد ہو گیا
ویرانہ تیرے جلوے سے آباد ہو گیا

سختی ہجر یار سے دل میں ہوا جو درد
موجی ہماری آہ سے فولاد ہو گیا

حافظ رخ کتابی محبوب کے ہیں ہم
یہ احسن القصص ہی ہمیں یاد ہو گیا

اللہ کے سوا نہ کسی نے کبھی سنا
نالہ مرا غریب کی فریاد ہو گیا

پھر آئے رنگ فتنہ جو رخ پر عجب نہیں
اکثر ہی چہرۂ فطرتی صیاد ہو گیا

وہ شب ہے کونسی کہ نہیں لطف نوشہی
فکر سخن عروس میں داماد ہو گیا

زلفوں کو رکھ کے مایۂ سودا ہوا وہ شوخ
دو پر لگا کے یار پری زاد ہو گیا

ساقی ماہرو نے پلائی شراب عشق
تفریح روح کو ہوئی دل شاد ہو گیا

دکھلایا آبجو نے چمن میں جو آئینہ
گلچین باغ حسن وہ صیاد ہو گیا

سایہ کی طرح سے مرے پھرتا ہے ساتھ ساتھ
عشق اُس پری جمال کا ہمزاد ہو گیا

کم حکم شرع سے نہیں لہ سماع حسن بھی
بے جرم مقصور وہ جلاد ہو گیا

کپڑے رنگے جو خون احبا سے یار نے
مریخ چرخ کشتۂ بیداد ہو گیا

سرمے سے چشم یار نے مفسدوں کی جڑ
لب رنگ پان سے ظلم کی بنیاد ہو گیا

رنگوایا بلبلوں نے جو خون سے بہار میں
گلزار رشک خانۂ صیاد ہو گیا

خورشید سے زیادہ ہوئی اس میں روشنی
جو ذرہ تیری راہ میں برباد ہو گیا

اے سوز عشق نرم دل سخت یار کر
اکسیر ہے جو کشتہ یہ فولاد ہو گیا

ہے تری شب کو چھری چلتی تھی اے خورشید حسن
جو ستارہ تھا سو وہ مریخ سے سفاک تھا

لعل لب کے حسن سے مضمون وہ طبلے فزا اسکی ہی
ان نگینون کو تراشا جسنے وہ حکاک تھا

جامہ زیبی میں نہ دی تشبیہ میں نے یار سے
وہ خوش اندامی نہ تھی گل لاکھ خوش پوشاک تھا

آئینہ تا تھا تیرے مستون کیطرح جیسے باغ میں
صاحب کیفیت اپنے سلسلہ میں تاک تھا

بوئے گل کی طرح گرد راہ دکھلائی نہ دی
یار کا گلگون نسیم صبح سے چالاک تھا

مردم دیدہ ترا رو رو کے جب کرتے تھے ذکر
اشک جو تھا دانۂ تسبیح خاک پاک تھا

یار اُترا صاف بحر بیکنار عشق سے
روتے روتے مر گیا جو بحر میں تیراک تھا

دیدۂ عارف سے جب دیکھا تو یہ روشن ہوا
مظہر نور الٰہی حسن مشت خاک تھا

چشم نا محرم کو برق حسن کر دیتی تھی بند
دامن عصمت ترا آلودگی سے پاک تھا

ساتھ دے سکتے نہ تھے صحرا نوردی میں ہرا
جوش وحشت میں غزالونسے بھی میں چالاک تھا

تیرے کوچہ کا چمن پر دل کو آجاتا تھا رشک
سنبل و گل اپنی آنکھوں میں خس و خاشاک تھا

صید بندی کا تجھے جب شوق تھا اے شہسوار
حلقۂ دام محبت رشتۂ فتراک تھا

جسم گل کھائے ہوئے ساعد ترے چھلونکے تھے
غیرت صبح بہار اُس آستین کا چاک تھا

جائے آب اُس مست کو ملتی ہے انگوری شراب
اعتقاد پاک سے جو خوشہ چین تاک تھا

جب رلاتا تھا تصور ملالہ رویونکا ہمیں
طفل اشک ایک ایک نشئے تریاک تھا

عالم تشبیہ میں کتنا جنون ہر کسکو میں
یار کا بوٹا سا قد موزون تھا وہ کاواک تھا

رات بھر تھا چشم غول آنکھوں میں اپنی ہر چراغ
شہر بھی بے یار اک صحرای وحشت ناک تھا

۲۱۹

کھینچ لاتا تھا ہمارا جذبۂ دل یار کو
کونسے حلقہ مین اُن لفونکے تھے اکے مُدُل
تیغ کے جوہر و کھاتی تھی وہ ابرو جن دنون
دیدہ و دل تھے منور تیرے نور حسن سے
رکھتی تھی زلف رسائے یار ہر اک سو دراز
عہد پیری مین جوانی تھی نہ اسکے ولولے
بلبل تصویر تھا باغ جہان مین تیری طرح
معرکہ مین عشق کے سر ہاتھ پر رکھے ہوئے
یار آنکلا تو تھا صورت دکھاتا مین کسے
عشق کسکو حسن دلکش سے نہ تھا اے جان جان
چاشنی دو دو تونکی چکھی ہے جو حق حق پوچھے

نالۂ وافغان سے جو تھا بے اثر کوئی نہ تھا
خانۂ زنجیر سا آباد گھر کوئی نہ تھا
آشنا گردن سے اپنی اپنی سر کوئی نہ تھا
جلوہ فرما ہو نہ تو جسمین وہ گھر کوئی نہ تھا
کون سے قصہ کو کہتا مختصر کوئی نہ تھا
محفل شب مین سے ہنگام سحر کوئی نہ تھا
با وجود بال و پر بے بال و پر کوئی نہ تھا
واپسین دم تک تو مجھ سے بیشتر کوئی نہ تھا
چھٹ پٹے کا وقت تھا شمس و قمر کوئی نہ تھا
فکر سے غافل ترے جن و بشر کوئی نہ تھا
اُن لب شیرین سے شیرین نیشکر کوئی نہ تھا

لیچلے ہستی سے داغ عشق آتش شکر ہے
منزل ملک عدم کا ہمسفر کوئی نہ تھا

دیوانہ ہے دل یار تری جلوہ گری کا
انداز کمان پہ روش حور و پری کا
ہنگامہ گل ولالہ کی ہے جیب دری کا
ساقی کی نگاہوں نے مرے ہوش اڑائے

مشتاق نہایت ہی یہ شیشہ ہے پری کا
دم بند ہے ٹھوکر سے تری کبک دری کا
دیوانہ ہوا چاہیے شیشہ کی پری کا
آنکھون سے دیا جام مے بے خبری کا

۲۲۱

اک سال مین دس دن بھی جسے غم نہین ہوتا
وہ شہر ہے جسمین کہ محرم نہین ہوتا

سنبل مین تری زلف کا عالم نہین ہوتا
یہ پیچ نہین ہوتے ہین یہ خم نہین ہوتا

کعبہ مین رخ یار کا عالم نہین ہوتا
محراب مین اُن ابروونکا خم نہین ہوتا

اک جام مین کھلتا ہی طلسمات جہان کا
ہستی مین کسے مرتبہ جم نہین ہوتا

نشتر کی طرح چھیڑتی رہتی ہین وہ مژگان
کس چاہنے والے کا لہو کم نہین ہوتا

تلوار کی موت اُسکے نصیبون نہین ہی
ابرو کے اشارے سے جو بیدم نہین ہوتا

بے عشق سے زنہار مگر تذکرۂ حسن
کہتے نہین راز اُس سے جو محرم نہین ہوتا

اک رشک مسیحا کے تصور مین ہی یہ حال
آنکھون مین ہی جان اور فنا دم نہین ہوتا

فرقت مین تری کونسی شب کو نہین روتا
لب سینہ زنی سے مرے ماتم نہین ہوتا

پیدا کرے گو موم کی وہ جسم گدازی
زخم دل احباب کا مرہم نہین ہوتا

آتی ہی یہی معرکۂ عشق سے آواز
یان کشتہ نہو جو وہ مسلم نہین ہوتا

کم موت کے آنے سے نہین یار کا جانا
قالب مین جو ڈھونڈھو تو کہین دم نہین ہوتا

اُس زلف کی بو سونگھی ہو جسنے وہی جانے
افعی سیہ رنگ مین یہ سم نہین ہوتا

مقبول ہی جو ذرہ کہ درگاہ کو تیرے
وہ ملتفت نیر اعظم نہین ہوتا

شیشے مین جو ہی روشنی بادۂ گلگون
فانوس مین یہ شمع کا عالم نہین ہوتا

بیصرفہ لٹے دولت بیدار شب روز
معشوقون مین ایسا کوئی عالم نہین ہوتا

زنجیر کا اُس زلف کے سودا نہو کیونکر
یہ سلسلۂ درہم و برہم نہین ہوتا

نرگس کے پھول کام کرین چشم حور کا
مین قدم سے یار کے فردوس باغ ہو
بیداد دیون عمل نہین کشف قبور کا
قبر دون کو عاشقون کی نہ کھدوا کے تم
دیوانہ زنجیر کا کام کیا فری شعور کا
لٹکا ہین دور کر جو پیر دو لفظ کر دیا
کھنچا گیا ہی پوست ہم اہرون سمور کا
کس ترک کے کلاہ کو زینت ہوئی ہے پر
گنبد بنا ہی قبر پر اوسکے بلور کا
وحشت کے ساتھ پانچے مارا ہی یار سے

ولہ

اس ہمارے حسن کا عنقا مقابل ہوگیا
حق جو کچھ تھا حق جو باطل تھا سو باطل ہوگیا
عاشقون کو رتبہ پروانہ کا حاصل ہوگیا
تو فروغ حسن سے جو شمع محفل ہوگیا
دلبرون کی انجمن مین عال بسمل ہوگیا
تیغ سی ابرو کو دیکھا جسکی قاتل ہوگیا

کج رکھ نہ پا کو جا دل سے غافل
زنار ڈالا تسبیح پھیکی
غور نے گرایا اسکو نظر سے
زلف رسا کو سمجھا جو افعی
دیکھے ہے تیرا روے منور
محروم رکھا ساقی نے ہمکو
تنہا نہ چھوڑا باز آئے بت سے

پھیر اُسنے کھایا جو راہ بھولا
عشق صنم مین اللہ بھولا
جو ذرہ تیری درگاہ بھولا
چوکا وہ قصہ کوتاہ بھولا
ہم مہر بھولا ہم ماہ بھولا
اپنے گدا کو جم جاہ بھولا
وہ شہر بھولا وہ شاہ بھولا

شرط وفا کی کس بیوفا سے
آتش سا عارف آگاہ بھولا

مشتاق اسقدر ہون خدا کے حضور کا
دکھلا کے جلوہ آنکھون نے اک شمع نور کا
موسم ہوا بہار چمن سے سرور کا
شب کو خیال رہتا ہی اک شک طور کا
مُنھ کو چھپائے نہ ڈرے قتل کے لیے
کرتا ہی نغمہ صورت داؤد عندلیب
گردن ہی اپنی پھانسی کے قابل نہین ہنوز
کس کس کو خاک مین نہین ملوایا آپ نے

سجدہ کرون جو بت بھی ملے سنگ طور کا
گل کر دیا چراغ ہمارے شعور کا
آیا زمانہ داغ جنون کے ظہور کا
ظلمت مین دل عرا متلاشی ہی نور کا
شمشیر بے نیام ہی پردہ حضور کا
عالم ہوا ہی دفتر گل پر زبور کا
کیا شکوہ اُنکی زلف رسا کے قصور کا
کشتہ ہی کون کون تمھارے غرور کا

[illegible]

ع ہو جاویگی گام چند مین سختی راہ
ہت زلف اُس پری کی جو کبھی لائی صبا
ردیا تیری توجہ کے کرم نے بے نیاز
شب کو دم دیکھے لیجاتا ہی کوی یار مین
بنش ابرو نے رکھ لی آبروے تیغ یار

خضر ہی جب آگے آگے شوق منزل ہوگیا
حاصل تا تار دیوانون کو حاصل ہوگیا
دولت حاتم سے مالا مال سائل ہوگیا
مین تو تھا ہی تجھ سے بھی مرشد مرا دل ہوگیا
نیم بسمل رہگیا تھا جو وہ بسمل ہوگیا

شاعرون مین کوئی آتش سا نہوگا حسن دوست
خوبصورت پر پڑی جب آنکھ مائل ہوگیا

ہی دماغ رہے بلبل خوش الحان کا
ہرا ہی ہمسے رُخ اُس بادشاہ خوبانکا
ن ابروؤن سے اشارہ ہی ہی مژگان کا
سادہ گل تو یقین ہی چمک گئی بجلی
کھائیگا اگر چہرۂ کتابی آپ
ہی دل مین ترے داغ عشق کی خالی
س مین نالۂ بلبل سے یہ صدا ہی بلند
ائی دے مرے یوسف کی شکل آنکھونکو
ب لٹکے دکھا یار چہرہ رنگین
اپنی زلفو نہین گھڑیون چھیڑا کرتی ہین کبھی

قفس مین بھی ہی وہی چہچہا گلستان کا
کچھ اعتماد نہین ہی مزاج سلطان کا
کمان ہو تو کرے قصد تیر باران کا
لبون کے کھلتے ہی پردہ کھلیگا دندانکا
ثواب بخشنے گا ہمکو ختم قرآن کا
جو سرفراز کرے تو یہ گھر ہی مہمان کا
بہشت ہی جو تصور ہی گلستان کا
حجاب ٹوٹے تو دروازہ ٹوٹے زندان کا
کبھی تو کھولدے دروازہ اس گلستان کا
خیال جو کبھی آتا ہی مجھ پریشان کا

بس اپنی مستی کو گردش ہی چشم ساقی کی
ہمارا پیٹ نہین ہی شراب کا مٹکا

خدا کو حشر کے دن مُنھ دکھائیگا تو کیا
یہی جو شرم پرای بت ہی طرہ گھونگھٹ کا

سراے یار مین ہو پہنچینگے ہم لگا کے کمند
بلند بام سے رتبہ ہی اُسکی چوکھٹ کا

کلاہ کج کا ہی طرہ قبای چسپان پر
جوان آج نہین ہی تری سجاوٹ کا

نہ تیغ عشق کے مُنھ چڑھ دلا خدا سے ڈر
اسی گڑھے مین تو جی چھوٹتا ہی جھٹکا

اُڑا دی ہی ترے رنگین اداؤن نے نیند
عسس کے دل کو ہی مہندی کے چور کا کھٹکا

نہ پھول بیٹھ کے بالاے سرو ای قمری
چڑھے جو بانس کے اوپر یہ کام ہی نٹ کا

پڑی سے چہرے کے اوپر نہین ہین لہراتے
یہ مُنھ چڑھاتے ہین گیسوے یار گھونگھٹ کا

یہ جانتے تو تمھین ہم نہ باندھنے دیتے
کمر کے ساتھ لپیٹے گا ناف کو ٹپکا

عجیب بھول بھلیان ہی غفلت ہستی
جسے کہ راہ ہوئی اس سے خوب ہی بھٹکا

عجب نہین ہی جو سودا ہو شعر گوئی سے
خراب کرتا ہی آتش زبان کا چٹکا

عزیز روح کے دم تک ہی کالبد گل کا
خراب حال ہی بے مغز جب ہوا چھلکا

لہو سے سرخ رہے رنگ تیغ قاتل کا
وہ ترک اور تماشا ہو رقص بسمل کا

بہار آئی ہو دیوانے وجد کرتے ہین
سرود کی ہی صدا غلغلہ سلاسل کا

رخ ملیح کے خالون سے یہ ہوا ظاہر
نمک کے ساتھ مزا ہی سیاہ فلفل کا

عجب نہین شرف خواجگی مری خاطر
ذلیل بندہ ہون کیسے عزیز دل کا

مشک بو زلف کا ہی لطف رخ رنگین پر
سنبل الطیب چمن مین ہو بلا سے پیدا

شاہد گل کو ہی مقصود شکار بلبل
بوٹیان باغ مین ہوتی ہین حنا سے پیدا

پا برہنہ سر عریان و تن گرد آلود
ہی کرامات گدا حال گدا سے پیدا

حسن بت سے جو بنی جان پہ اپنے تو کھلا
حال ہوتا ہی یہی عشق خدا سے پیدا

فی الحقیقت ہی اگر چشمۂ حیوان وہ دہن
سیکڑون خضر سے ہو جاینگے پیا سے پیدا

بوسہ بازی سے مرے ہوتی ہی ایذا انکو
منھ چھپاتے ہین جو ہوتے ہین حیا سے پیدا

عہد پیری مین جوانی ہی بہت یاد آتی
کیجیے زور کمان پشت دوتا سے پیدا

اب نقاب الٹے ہوا بھی تو نہین کچھ ہوتا
تتنے کر لی ہی بڑی آڑ صبا سے پیدا

مجکو ڈر ہی کہین طوق کمر یار نہون
حلقے ہوتے ہین بہت زلف رسا سے پیدا

بند کر دیگی تری برق جمال آنکھون کو
ہونے دے شربت دیدار کے پیا سے پیدا

دیکھکر آئنہ بیزار نہو صورت سے
ہوتے ہین جوش جوانی مین حیا سے پیدا

بندہ عالم نہین ہو سکنے کا بیدل جو بنی
بت گمراہ کرین راہ خدا سے پیدا

لب شیرین کی ترے چاشنی ممکن ہو نہی
رس سے شکر ہوئی شکر سے بتا سے پیدا

ای رشتہ حسن ترے عشق مین مرنے کے لیے
لڑکے ہوتے ہین فقیرون کی دعا سے پیدا

غور ہو موسم سرما ہی قریب ای آتش
کیجیے ربط کسی مہر لقا سے پیدا

ردیف باے موحدہ

ہر حال مین ہی اپنے سراپا دلفریب
گفتار دلفریب ہی رفتار دلفریب

چلتے ہو جو تم ناز سے اٹھکیل کی چالین	ہر گام دکھادیتی ہر رفتار عجب روپ

کھجائین تجھے معنی توحید اگر آتش
پھر دیکھین تو دکھلائین گل و خار عجب روپ

بل کھائینگے ز صورت گیسوی یار سانپ	توڑے مروڑے اپنے بدن کو ہزار سانپ
احول کی آنکھ سے ہونہین سودائی دیکھتا	دو زلفین یار کی نظر آتے ہین چار سانپ
کیونکر ز پہاڑ پہاڑ کے پھیکو نہین پرہن	سوداے زلف یار مین ہر تار تار سانپ
افشان چھڑک کے یار نے زلف سیاہ پر	دکھلادیا وہ سنتے تھے جو بالدار سانپ
موذی بھی متفق اثر حسن سے ہوئے	کرتے ہین گنج یار کے اوپر نثار سانپ
ہر عقدہ گانٹھ زہر کی موذی ہی بال بال	کاکل ہر ایک یار کی کالے ہزار سانپ
دھوؤن گے زلف یار کی پاے زسمیت	کف لاکے زہر اد گل کے ہوئے شرمسار سانپ
اس زلف مین ہر جیسے مراد اغدار دل	طاؤس کو سمجھتے ہین اپنا شکار سانپ
سوداے زلف مین ہر جو کچھ حال کیا کہون	رہتا ہر رات دن مرے سر پر سوار سانپ
روے صبیح پر نہین لہرا رہی وہ زلف	تو بالکے پاسبین کی ہر بے اختیار سانپ
موذی کو چاہتا ہر قوی آسمان دون	پوجا بنایا کرتا ہر یہ بدشعار سانپ
آتش یہ شاعرونکا فقط اختراع ہر	رخسار گنج ہین تو گیسوے یار سانپ

ردیف تاے فوقانی

قامت نے دکھایا ر تماشای قیامت	ہر آج ہی ہونا ہر جو فرداے قیامت

وہ عاشق ہون مرے آگے ہی آتا | بناکر حسن خوش اسلوب صورت
سبدل صبر بتیابی سے ہو جاے | اگر دیکھین تری ایوب صورت
اُڑے گا شوق سے پیدا کرے گا | کبوتر کی مرا مکتوب صورت
سربازار تمسے جبکہ چاہے | ملاے یوسف یعقوب صورت

ہلاوین دل نہ کیونکر شعر آتش
صفا بندش ہی معنی خوبصورت

لب شیرین تک اُنکے آئی بات | بن گئی قند کی مٹھائی بات
وہن یار مین نہ آئی بات | شاعرون نے بہت بنائی بات
دامن اُس گل کا کیا چھوئیگی صبا | یہ کسی نے ہی جھوٹ اُڑائی بات
قصہ کوتاہ دہان یار کا تھا | حجتون نے مرے بڑھائی بات
کھیل زلفون کو ہی اُلجھ پڑنا | اُنکی آنکھون کو ہی لڑائی بات
نہ کسی کو کڑی کہی ہم نے | نہ کسی کی کڑی اُٹھائی بات
دہن تنگ یار مین کیا کیا | تنگ ہو ہو کے ہی سمائی بات
درد دل کہنے مین ہی کیا پس و پیش | کہی جاتی ہی مُنھ تک آئی بات
تازگی فکر کی کبھی نہ گئی | جب سُنائی نئی سُنائی بات
دم ہی جبین جبین یار سے بند | کرنے دیتی نہین لکھائی بات
چشم پوشی ہی پھر اُن آنکھون کو | مہ نے بھی نہ یہ سمجھائی بات

اُٹھائے عشق پیچان کی طرح سے
گلستان جہان مین پیچ پر پیچ

ہنو اُس زلف پیچان کا جو سودا
سمجھ لے اپنی قسمت کا بشر پیچ

جواب خط خبرداری سے لانا
نہ پڑنے پاے تجھ ای نامہ بر پیچ

تری زلفون کا دھوکا ہمکو دیگا
سراسر خم ہی سنبل سر بسر پیچ

نہین دم باز ہم ہمکو نہ دم دے
کرے جو پیچ ای یار اُس سے کر پیچ

فراق یار سے کتنی پڑی ہی
پچھاڑا چل گیا آتش اگر پیچ

رہ اُلفت مین نقد عمر کر خرچ
کہین ہر چند ممسک تجکو زر خرچ

کہان اب طاقت صبر و تحمل
یہ دولت ہو چکی ہی بیشتر خرچ

وہ کالے سانپ وہ گیسو ہین جنکے
تماشے مین ہوئے ہین گنج زر خرچ

نہین یہ یار گیسو سی لچکتی
نزاکت کرتی ہی اُنکی کمر خرچ

خدا دے دولت قارون تو کیجے
نہ حاتم نے کیا ہوا اس قدر خرچ

وہی دیگا لب شیرین کا بوسہ
سنون کرتا ہی جو رازق شکر خرچ

ہم اپنے نقد جان پر کھیلتے ہین
ترا ہوتا ہی کیا ای سیمبر خرچ

جنون عشق ہی غارت گر ہوش
کرے کیا عقلمندی یا بشر خرچ

رہا کرتی ہی فکر شعر گوئی
کیا کرتے ہین ہم خون جگر خرچ

چلے دنیا سے داغ عشق لیکر
یہ توشہ ہی یہی بہر سفر خرچ

فراق یار مین ویران سراے دور شراب یہ جلوہ مہ و خورشید سے کھلا آتش	لڑا کے شیشہ سے توڑون یہی ہے سزاے قدح ہنوز باقی ہے دور فلک مین جاے قدح

ردیف خاے معجمہ

لگا دے پھر وہی اے گچ زر شاخ	ہوا ہے دست خالی بے ثمر شاخ
چمن کی سیر کو مے پی کے چلیے	بہار آئی لدی پھولون سے ہر شاخ
یہ خوش چشمون کے سوتے مین ہن سوکھا	ہرن کی بھی نہ سوکھے اسقدر شاخ
قدم سے تیرے اے ابر کرامت	پھلے پھولے برابر خشک و تر شاخ
قریبون کی جدائی کم الم سے	ہوا ہون سوکھکر بے برگ و بر شاخ
کھڑے سایہ تلے جھکے ہوے ہم	نکالی اُس شجر نے شاخ در شاخ
تماشا نخل ہے نخل تو کل	ہر اک میوہ ہے رکھتی اسکی ہر شاخ
جوانی کو غنیمت جان غافل	ہری ہوتی نہین پھر سوکھکر شاخ
نہال حسن جو ہمنے کہا ہے	لگائی جاتی ہے وان شاخ پر شاخ
سراے یار کی منقل مین جلتی	درخت عود کی ہوتی اگر شاخ
وہ نخل خشک ہون ہر ایک جلکے	ہرے پن سے ہے مشتاق تبر شاخ

مقدر مین اگر ہے میوہ چکھنا
ملیگی جھک کے آتش بارور شاخ

ہوا نہ حسن سے خال سیاہ جانان رخ	نگر سکا رخ کا فر کو نور ایمان رخ

شیرین لبونکی کیون نہ گوارا ہون گالیان
بھنتا ہی جبکہ عشق کی آتش سے دل مرا

شیرین ادائیون سے جو محفوظ تو کرے
وصلت کی شب مین ہوتا ہی ہر بات پر ترش

غافل نہو مزے سے محبت کے آشنا
ملنے سے قند کے نہین رہتا گلاب تلخ

ٹپکے ہین اشک صورت اشک کباب تلخ
شکر کو مور شہد کو سمجھے ذباب تلخ

عیش و نشاط کرتا ہی انکا عتاب تلخ
یہ چاشنی ہی آتش خانہ خراب تلخ

ردیف دال مہملہ

فروغ مہر کا پیدا کرے ہمارا چاند
تمام رات ہوئی کر گیا کنارا چاند

نقاب الٹ کے رخ رشک ماہ کھلادو
ہلال سامنے سے اسکے ہو وے سارا چاند

وہ ماہ آج جو آیا تو کل کیا غرہ
لو اوترو بام سے تم جیتے اور ہارا چاند

وہی ہی خوب جسے جو پسند خاطر ہی
اندھیری رات مین ہی ایک تارے چاند

ہلال بدر سے ہر چاند مین ہوا ہر چند
نشاط و عیش مین گذرا ابھی نہ سارا چاند

شراب پیکے کروگے رخ صبیح کو سرخ
نگاہ کب تک مین سورج سے ہی پیارا چاند

فراق یار مین کوئی حسین نہین بھاتا
نکر سکا ترے ابرو کا یارا اشارا چاند

مقابلہ جو رخ آتشین یار سے ہو
حرارہ لائیگا خورشید کا تمھارا چاند

تری غلامی کا دعوی ہی یار اسکو بھی
گران ہی مہر جہانتاب ناگوارا چاند

زمانہ یار کا آیا گذر گیا یوسف
یہ بیقرار ہوا اڑ جائے بنکے تارا چاند

جبین کے داغ کو رکھتا ہی آشکارا چاند
طلوع تیر اعظم ہوا سدھارا چاند

ہرایک شہر خریدار ہی دل و جان سے — وہ جنس حسن ہی تو جو ہی دور دور پسند
اُتارے پرزے اُڑا کر بہار مین ابکی — برہنگی کی قبا ہے جنون مین عور پسند
نگاہ اپنی ہی وابستگی کے سودے مین — مبصرون کی کچھ اسمین نہین ضرور پسند
نگہ مین اپنے سماتا نہین ہر ایک حسین — پری سے چہرہ کے اوپر ہی چشم حور پسند
ہوا ہی جب سے کہ ساقین یار کا سودا — زیادہ تر مجھے ہر شی ہی بلور پسند
ہوئی ہی خانہ دل مین جو روشنی منظور — کیا ہی آنکھون نے اپنی چراغ طور پسند
گناہ عشق کا جب سے کہ مرتکب دل ہی — زبان کو ہی مری ذکر یا غفور پسند
نہ دور کھینچ کے ملا ہمکو خاک مین اے بُت — سُنا نہین ہی خدا کو نہین غرور پسند
خیال یار کا رہنے لگا ہی اُسمین بھی — ہوا ہی دلکو بھی آنکھو نکی طرح نور پسند
نہ طفل ہین نہ دلا محو حسن صورت ہو — کھلونے مٹی کے کرتے ہین بے شعور پسند

دل اِک نگاہ کے اوپر ہی بیچتا آتش
کرین جو آپ اسے بے صرف و بقصور پسند

رتبہ رکھتے ہین ترے ابروے خمدار بلند — طاق کعبہ سے ہین یہ طاق خوش آثار بلند
کیا کہون کہتے ہین مضمون قد یار بلند — سرو شمشاد سے ہین مصرعہ اشعار بلند
دیکھیے کسکو شرف ہو تری پا بوسی کا — رکھتے ہین دست دعا کا فرو دیندار بلند
گوش گل تک ہو قفس مین سے رسائی کیسی — تری آواز ہوا ای مرغ گرفتار بلند
ایک سر جنگ مین ہین نداسے ڈھادونگا — محتسب لاکھ کرے گنبد دستار بلند

سو دل اک نگاہ ہی جو ہو دل یار کی پسند
بڑھ کر جو لے تو آگے خریدار کی پسند

ای قصر یار خوب ہو پشتی کی واسطے
مٹی مری جو ہو تری دیوار کی پسند

عالم فریب حسن دلاویز یار ہی
سکہ کھرا ہی کیون نہو بازار کی پسند

ہوتا ہی صبر فرقت جانان مین ناگوار
کڑوی دوا نہین دل بیمار کی پسند

حسن و جمال کو بھی طمع سیم وزر کی ہی
افشان ہوا ہی یار کے رخسار کی پسند

قاضی نے حکم قتل دیا تو کہونگا مین
جلاد خوب رو ہی گنہگار کی پسند

سودے مین الکے تیغ دو رہین مین ایک کے
وہ دلربا ہی کافر دیندار کی پسند

ادو دو عینک بد چمن دہر مین رہے
مقبول گل ہوئے نہ تو ہم خار کی پسند

چین جبین کے عاشقونکو ملائی ہی خاک مین
چل یار دیکھلی تری رفتار کی پسند

دل خانۂ خدا جو سنا تو یقین ہوا
وہ گھر بناکے ہوگیا معمار کی پسند

محو تصور رخ رنگین یار ہین
آنکھون کو اپنی سیر ہی گلزار کی پسند

ای جامہ زیب سیر چمن کو گیا جو تو
گل نے قبا تو لالہ نے دستار کی پسند

کس کو یہ عشق حسن خدا دادے ہوا
یوسف ہوا ہر ایک خریدار کی پسند

ذرے ہماری خاک کے برباد تو رہے
ہو نگے کسی تو روزن دیوار کی پسند

یوسف کا سول دیکے ابھی بے جو ہاتھ آے
بنت العنب ہی آتش میخوار کی پسند

ردیف دال ہندی

نہ دے سکیگی زمستان مین مجکو ایذا ٹھنڈ
لپیٹ کے سوئیگا وہ گل رہیگا تپا ٹھنڈ

ردیف ذال معجمہ

ردیف رائے مہملہ

شہر خوبان بین ہین دو میرے خطاب
عشق شور انگیز پیدا کیجیے
ساقی وے شیشہ و ساغر ہین سب
میرے گھر مین جو قدم رنجہ کرے
آئینہ سے یہ ہمین روشن ہوا
وصف چشم سرگین کیا کیجیے
حسن مین کچھ ماہ کو نسبت نہین
باندھیے مضمون تو مضمون دہن

عاشق دل دادہ و شیدائے یار
جلوہ گر ہو حسن شوق افزائے یار
خالی ہی یا دش بخیر اک جائے یار
اپنی آنکھون سے لگاؤن پائے یار
محو حیرت رہتے ہین نبیائے یار
دیکھتی ہی نرگس شہلائے یار
بے کلف بیدماغ ہی سمائے یار
کیجیے پیدا تو ناپیدا ہے بلا

خود لکھی بیو جہ آتش کی نہین
یہ بھی ہی میری طرح جویائے یار

دکھائے حسن کی اپنے جسے کہ یار بہار
ظہور داغ محبت ہی یون ہر دل سے
فراق یار مبدل وصال سے ہووے
چمن کی سیر مین مجھ مست کو دلاتی ہی یاد
شباب کا ترے ای یار رنگ لا کے ہوئی
شگفت غنچہ سے اُس گل کو آتی ہی یہ صدا
پیادہ پا ہون پری کی تلاش مین پھرتا

یہ عشق ہو کہ پکارا کرے بہار بہار
چمن کی جیسے ہو پروردہ کنار بہار
نکالے دل سے خزان کا یہ خار بہار
دکھا کے آتش گل آب خوشگوار بہار
بلائے عالم و آشوب روزگار بہار
ترے فدا ترے صدقے ترے نثار بہار
جنون کو رکھتی ہی سر پر مرے سوار بہار

جا نکلتا ہی جو بازار مین وہ شوخ مزاج	پھبتیان ہوتی ہین یوسف کے خریدارون پر
خاک چھنوائی ہی سوداے گلستانی بہت	ایڑیان پرسون ہی رگڑا کیے ہین جارون پر
دل احباب کا دم بند ہی اُن زلفون مین	کیا تعدی ہی شکنجے کے گرفتارون پر
شور نالے کا مرے جب سے سُنا ہی آتش	قفل مرغان چمن رکھتے ہین منقارون پر

ردیف زاے معجمہ

دکھلائینگے کیا یار کا شمس و قمر انداز	ایجاد نئے ہوتے ہین شام و سحر انداز
موسیٰ کو غش آجائیگا جلوے سے تمھارے	دم دوگے مسیحا کو یہی ہی اگر انداز
دیوانہ ہوا جسنے رخ یار کو دیکھا	رکھتا ہی پری کا بھی جمال بشر انداز
دل صید گہ عشق مین کب سے ہی نشانہ	للہ اڑا دے اسے کوئی قدر انداز
پابوس کو ہر روز گیا یار کے گھر مین	ٹکرا کیے سر کو بس دیوار و در انداز
مُنہ پھیر تہ بوسے کے طلبگار سے ظالم	دل توڑ کے کعبہ کو ڈھا خانہ بر انداز
دکھلائی ہی دانتون کے صفا یار نے جب سے	موتی مری آنکھون کے کیے ہین نظر انداز
جانبر کوئی ہوویگا نہ دل تجسے لگا کر	جو ناز ہی آفت ہی قیامت ہی ہر انداز
واپس دل احباب کو لیلے کے ہو کر تے	یہ غمزہ نیا ہی یہ نہ تھا پیشتر انداز
گل سُننے کو نالے سہہ تن گوش ہی آتش	بلبل نے اُڑایا ہی تمھارا مگر انداز

ردیف کاف فارسی

ایک سے ایک ہی تماشا رنگ	دیدنی ہی جہان رنگا رنگ

ردیف لام

دعائین مانگ کر اللہ سے تجھکو جگایا ہی	دلاوے یار کو ای طالع بیدار پہلو مین
قبای یار کو دستے کے ٹکنے نے ہی چمکایا	جگہ طرہ کو بھی دے پشتی دستار پہلو مین
بھلا دین شاخ گل پر چہچہون کو تیرے ای بلبل	ہمارے بھی جو ہو وہ غیرت گلزار پہلو مین
پری سی شکل انھون نے آئینہ مین جیسے دیکھی ہی	لگائے رکھتے ہین دیوانے بھی دیوار پہلو مین
اڑا دیتا ہی بیتابی دل سے تکیۂ پہلو	فراق یار مین بیٹھا ہی کیا مختار پہلو مین

ولہ

بازی عشق جز اندوہ و غم و رنج نہین	کھیل لے ہر کوئی جسکو یہ وہ شطرنج نہین
پھیر کر منھ کو دکھاتے ہین وہ زلفین پیچے	سانپ پالو تو ہین موجود مگر گنج نہین
ہاتھ ملتا ہون جو مین دیکھ کے سینہ کا ابھار	کہتے ہین توڑیے جسکو وہ یہ نارنج نہین
تم خفا ہمسے ہو ہم تمسے نہین آزردہ	ہمسے ہی رنج تمھین تمسے ہمین رنج نہین
دل سے آتی ہی محبت کے جو رستے مین صدا	جان پر کھیلنے والون کو شش و پنج نہین
غزل خواجہ ہی مطلب کو پہونچی ای آتش	نالۂ بے اثر مرغ نوا سنج نہین
باہر نہ پا پچے سے ہون اس گلبدن کے پانو	پھرین چھری نہ بچہ قصاب بنکے پانون
ہستی سے جاؤن بے سر و پا جانب عدم	اندر کفن کے سر ہو نہ اندر کفن کے پانون
یک سالہ راہ سے ہی چلی آئی باغ مین	شبنم دھولا رہی ہی بہار چمن کے پانون
بے اختیار ضعف تپ ہجر سے ہون مین	کہتے مین ہاتھ ہین تو مجھ خستہ تن کے پانون
کوشش سے راہ عشق کے بازآئینگے نہ ہم	ہر چند سوج سوج کے ہون لا کھ من کے پانون

شب کو جاتا ہون تو منہ پھیر کے وہ کہتے ہین ۔ نیند آئی ہی ہمین آپ بھی آرام کرین

بیٹھ کر گوشۂ عزلت مین نہ بول آتش چھوٹ
قصد بیٹ پڑنے کا آتش نہ در و بام کرین

عید نو روز ہی عشرت کا سرانجام کرین ۔ شیشے لبریز مئے ہوش ربا جام کرین
باغبان خیر چمن کا بھی کوئی کام کرین ۔ سرو قمری کو عنادل کو گل انعام کرین
ہرکن دیکھ کے کہتے ہین تجھے ای محبوب ۔ وہ نگینے ہین کہ پیدا جو ترا نام کرین
ہم فقیرون کو ہی دیوار کا سایہ کافی ۔ خوش رہین وہ جو کہ خسخانہ مین آرام کرین
گاہ بیگاہ تو دیدار کے بھوکے بھی ہون سیر ۔ کوئی تو راہ خدا کا بھی یہ بہت کام کرین
بیوفا ہوتی ہی معشوق کی ذات ای محبوب ۔ چاہ کر تجھسے وفا کیا طمع خام کرین
شربت وصل میسر ہو شفا حاصل ہو ۔ تپ ہجران سے جو صحت ہو تو حمام کرین
دو پہر گرمیونکی لطف سے گذرے کیا خوب ۔ ساتھ لیکر ہمین خسخانہ مین آرام کرین
نرگس یار وہ آشوب زمانہ تو ہی ۔ آنکھ پھوٹے جو ترا سامنا بادام کرین
دلکو پھندے مین اُن گیسوونکی پھنسنا تھا ۔ جسقدر چاہین وہ اب کشمکش دام کرین
کیونکر اُن گیسوونسے جان بچے ای دل ۔ جھٹکے زنجیر کے دین کشمکش دام کرین
ہی ای کعبۂ مقصود تمنا ہی ہمین ۔ سجدۂ شکر تری راہ مین ہر گام کرین
حسن نے چودھوین کے چاند سی صورت دی ہی ۔ کیا تماشا ہو جو وہ سیر لب بام کرین
حیرت آئی ہو ہمین بوسہ کا سائل ہوتے ۔ حرکت یار سے کیا قابل دشنام کرین

ولہ

سرت شادی نہین جان غم آلود کو — لالہ سمجھتا ہی دل داغ نمک سود کو
اغ غم عشق کو دل مین جگہ دیجیے — ڈھونڈھیے لیکر چراغ شاہد مقصود کو
عل شکر یار کا بوسہ مین کیونکر نہ لون — کوئی نہین چھوڑتا جلوۂ بیدا کو
دۂ غفلت اُٹھا پیش نظر یار ہی — دیر و حرم مین نجا ڈھونڈھنے موجود کو
جدہ کے انکار سے فوق نہ ہو جائیگا — خاکی مقبول پر ناری مردود کو
ج تھی شب ہجر کی نالہ کیا جس گھڑی — ایک شرارہ ہی بس تو دہ بارود کو
ینہ بے معرفت حلقہ مین لے نہین — رہ نہین اس بزم مین مجمر بے عود کو
حب اقبال کو خوب ہی یہ بجا تھا — آنکھ خدا نے ہی دی کوکب مسعود کو
ر دل ہو گیا بستہ زلف ایاز — بندۂ کیا حسن کا عشق نے محمود کو
ک سے بھرے آئے جاہ جو بے آب — آگ لگا دیجیے مطبخ بے دود کو
ڑ دیے مغز سے کبر کے کیڑے جو تھے — خاک برابر کیا پشے نے نمرود کو
الٰہی مین جو نعرہ یا ہو کیا — بھول گئے وحش و طیر نغمہ داؤد کو
کی ایذا سے چھوٹ دلکو جلا ہجر وصل — داغکے اچھا کر اس زخم نمک سود کو
کی آفات کا گنجیو آتش بیان — سامنے آئے تو دے منزل مقصود کو

ردیف ہائے ہنوز

کسی کے دل کا ہو گیا غار غار کچھ — سُنتا نہین وہ گل کہے کوئی ہزار کچھ

داغ فراق وحسرت پیار شوق وصل — دنیا سے ہم یہ عاقبت کار لیچلے
بازار دہر مین نرہی جنس دل پسند — سودا جو تھا وہ تیرے خریدار لیچلے
نالون نے اپنی آنکھو جھپکنے ندی کبھی — سودائے خواب فتنۂ بیدار لیچلے
انصاف ہو تو محکمۂ عدل و داد مین — جلاد اپنے ساتھ گنہگار لیچلے
تم سیر کرکے کیا پھرے اندھیر ہو گیا — بازار آکے رونق بازار لیچلے
حاصل ہوا نہ خاک بھی آپس کی نزع مین — دل مین غبار کا فرو دیندار لیچلے

آتش جرس کے نالون کی پھر ہو نہ احتیاج
ہمکو جو ساتھ قافلہ سالار لیچلے

اسیر لطف وکرم کی رہائی مشکل ہی — نگین کو نام سے تیری جدائی مشکل ہی
ہزار دعوے باطل کیا کرین یارب — بتو نکی تیری طرح سے خدائی مشکل ہی
بھرایا سر کو ترے زخمون نے ای بلبل — خفا نہو تو کہون خوشنوائی مشکل ہی
بہت سی دیکھین ہین جمدار ہمنے تلوارین — تمھاری ابرو دن کی کج ادائی مشکل ہی
وہ اتحاد نہین ہی کہ جسمین فرق پڑے — ہماری اور تمھاری جدائی مشکل ہی
کمر سے بڑھ چلے گیسوے یار قہر کیا — عدم سے دو قدم آگے رسائی مشکل ہی
ولایتی بھی حسینون کو ہمنے دیکھ لیا — نمش تری سی کہان میرزائی مشکل ہی
پھرینگے ہم نہ ہزار آپ ہمسے منھ پھرین — تمھین ہی سہل ہمین بیوفائی مشکل ہی
جلا کیا کرین آئینہ ساز آئینے — صفائے رخ کی تمھارے صفائی مشکل ہی

کس کشتنی کو عشق تری تیغ سے نہین
مشتاق جو ہے آب ہی جو تشنہ کام ہی

دیدۂ چشم یار مین سرخی ہی نشہ کی
کیفیت شراب کے قابل یہ جام ہی

اک سجدۂ نیاز مین ہی فرش عشق ادا
مین مقتدی ہون اور مرا دل امام ہی

ہم چشم تر کو سامنے کرتے ہین ابر کے
ہم ہنس پڑے تو برق کا قصہ تمام ہی

رہتے ہین جبہہ سا جو ترے آستان پہ
آنکھون مین انکی پست بلندی بام ہی

خونریز ہی نقاب رخ یار سے کھلا
جوہر ہین جسمین تیغ کے یہ وہ نیام ہی

بے معنی ہین وہ عشق کہ جسمین کشش نہین
دلچسپ ہو نہ حسن تو صورت حرام ہی

نکلے بخار دل جو زبان سے عجب نہین
چھلکے تو کیا بعید ہی لبریز جام ہی

سودائی زلف یار کا جب سے ہوا ہی دل
قالب مین مرغ روح کو ایذائے دام ہی

جبتک حلال کرلے نہ مجھ بیگناہ کو
قاتل کو وہنے ہاتھ کا کھانا حرام ہی

رکھتے ہین وہ قدم تن بیجان مین جان روح
پاپوش یار کبک سے بھی خوش خرام ہی

کیا کیا شگوفے پھولتے رہتے ہین رات بھر
صبح بہار یار کے کوچہ کی شام ہی

دولت کے سامنے نہین کچھ قدر حسن بھی
محمود کا ایاز سا خوشرو غلام ہی

اکدن حضور قلب سے ہوتی نہین ادا
زاہد تری نماز کو میرا سلام ہی

منہدی ہمارے قتل کی خاطر ہو لگ رہی
خون حنا کا جسے انھین انتقام ہی

معشوق ہی نہین جو نہ وعدہ خلاف ہو
چاہے جو تجھسے بخگی عہد خام ہی

خلخال پائے یار سے آتی ہی یہ صدا
مردے سے جیسے وہ جو زندہ کا کام ہی

رنگ رخ دو چشم ترے کیجیے دعوائے عشق	وو گواہ حال اس قصہ کے لایا چاہیے
رام ہوتے ہی نہین وحشی فراجی ہر سو کو	ان سیہ چشمون کو چوپہرہ جگایا چاہیے
دیکھکر خلوت سرائے یار کہتے ہین فقیر	عود کے مانند یان دھونی لگایا چاہیے

خاطر آتش سے کیجے چند جز شعر اور بھی
بے نشان کا نام باقی چھوڑ جایا چاہیے

دل بہت تنگ رہا کرتا ہی
رنگ بے رنگ رہا کرتا ہی

حسن مین تیرے کوئی عیب نہین
قبح مین دنگ رہا کرتا ہی

صلح کی دل سے ہین یان مصلحتین
وان سر جنگ رہا کرتا ہی

محتسب کو ترے متانون سے
خوف سر چنگ رہا کرتا ہی

دل مرا پی کے محبت کی شراب
نشہ مین بھنگ رہا کرتا ہی

عار سی عار ہی مجھ مجنون کو
ننگ سے ننگ رہا کرتا ہی

جوہر تیغ دکھاتا ہی حسن
عشق چو رنگ رہا کرتا ہی

گفتنی حال نہین ہی اپنا
کچھ عجب ڈھنگ رہا کرتا ہی

حلب رخ مین ترے خالون سے
لشکر زنگ رہا کرتا ہی

منزل گور کے دیوانون کے
سینہ پر سنگ رہا کرتا ہی

عالم وجد ترے مستون کو
بے دف و چنگ رہا کرتا ہی

فندق دست صنم سے نادم
گل اورنگ رہا کرتا ہی

داغ کھانے نے فزہ ایسا دیا ہی عشق ہین
دوڑتی ہی روح اُسپر جسں شمر مین داغ ہی

عیب شاعر کو لگا دیتا ہی آتش نقص شعر
داغ جب پھل مین لگا عین شجر مین داغ ہی

چمنستان کی گئی نشو و نما پھرتی ہی
رت بدلتی ہی کوئی دن مین ہوا پھرتی ہی

خال مشکین کو ترے کرتے ہین فتنے سجدے
عنبرین گیسوؤن کے گرد بلا پھرتی ہی

خاک چھنوا رہی ہی کوچہ قاتل کی تلاش
ساتھ ساتھ اپنے خراب اپنی قضا پھرتی ہی

کج نگر تونے تو کی ہمسے کھو رکھتے ہین
آنکھ اپنی بھی صنم سوے خدا پھرتی ہی

ملتجی جو تری درگاہ کے ہین اے محبوب
پہنے تشریف قبول اُنکی دعا پھرتی ہی

نشہ مے نے نقاب رخ زیبا اُلٹا
ٹھوکرین کھاتی اُن آنکھونکی حیا پھرتی ہی

قتل کس کسکو کرے دیکھیے ہنگام خرام
یہ قدم سے جو لگی اُنکے حنا پھرتی ہی

پانؤن تک یار کے پہونچیگی لٹک کر سر سے
پھیرنے سے کوئی وہ زلف رسا پھرتی ہی

وہ جنون خیز ہی وہ مایہ سودا ہی وہ زلف
دیکھتی ہی جو پری برہنہ پا پھرتی ہی

اپنے جامے سے ہو نہین میکش مفلس باہر
رہن ہوتی ہوئی دستار و قبا پھرتی ہی

صبح محشر کے سوا صبح شب ہجر نہین
یہ بلا وہ نہین آتش جو بلا پھرتی ہی

آتی ہی عید قربان خنجر کو لال کرتے
دنبہ کے بدلے فربہ عاشق حلال کرتے

نالہ کا بتکدہ مین ہم کیا خیال کرتے
سنتا تھا کون کس سے اظہار حال کرتے

کافی تھی ہر مستی ساقی کی مہربانی
دیتا جو دُرد بھی تو شکر زلال کرتے

فرقت کی شب میں سنتا باتیں جو دل ہماری
یادش بخیر ذکر رور وصال کرتے

تربت پر اپنی مشق رفتار چاہیے تھی
ہم پائمال ہوتے تم پائمال کرتے

غم سے زیادہ پیدا کرتا وہ ظرف آتش
مٹی جو میری صرف ساغر کلال کرتے

تماشائے چمن سے سیر کوئے یار بہتر ہی
گل و سنبل سے یان خار خس و بوار بہتر ہی

جبین سائی کو سنگ آستان یار بہتر ہی
کہ تکیہ کو قصر دوست کی دیوار بہتر ہی

یہی آواز آتی ہی در مہر و محبت سے
علاقہ اُس سے ممکن ہو تو یہ بیکار بہتر ہی

اطبا دیکھکر بیمار کو تیرے یہ کہتے ہین
ہم ہونچے تو اُسکو شربت دیدار بہتر ہی

کہا کرتے ہین عاشق لوگ اکثر پیارے یوسف
تمھارے حسن کو بھی گرمی بازار بہتر ہی

صباحت سے ہی رشک صبح نور ذری وہ پیشانی
ہلال عید سے وہ ابرو خمدار بہتر ہی

سنا ہی شاعر دن بلبل شتر قند مکرر بھی
لب شیرین کے بوسے لینے مین تکرار بہتر ہی

نگاہین مردم دیدہ کو ہر دم یہ سمجھاتی ہین
ملے لوٹنے سے جتنی دولت دیدار بہتر ہی

بہار بی خزان ایسی نہین کوئی چمن رکھتا
خدا جو فکر رنگین دے تو یہ گلزار بہتر ہی

اسیر عشق کو ہی فوق آزادان عالم پر
جہان کے تندرستون سے ترا بیمار بہتر ہی

رہے جاتے ہین عاشق نیم جان کیا مہر کرتے ہو
قبائے تنگ پر تھوڑی سی کج دستار بہتر ہی

چلیگا کبک کیا طوطی کریگا کیا سخن سازی
تری گفتار بہتر ہی تری رفتار بہتر ہی

جور و جفا ہزار کرے ہم خفا نہوں	خوشتر وسے خوشحال سے خوش اختلاط سے
کیا کھا کے زخم کرتے ہیں مستوں کی طرح قصد	بسمل تمھاری تیغ کے کس کس نشاط سے
خواہان مرگ دل ہے جدائی میں یار کے	بیزار روح جسم کے ہے ارتباط سے

انجام ہو بخیر قیامت کا آتش
داخل بہشت میں ہو گذر کر صراط سے

رندے وہی ہیں جو کہ ہیں تہ پر مرے ہوے	باقی جو ہیں سو قبر میں مرکے بھرے ہوے
مست الست تلخ و مستی میں آئے ہیں	مثل حباب اپنا پیالہ بھرے ہوے
اللہ رے صفائے کف نازنین یار	موتی ہیں کوٹ کوٹ کے گویا بھرے ہوے
دودن سے پانوں جو نہیں کو یار نے	بیٹھے ہیں ہاتھ ہاتھ کے اوپر دھرے ہوے
ان ابروؤں کے حلقہ میں وہ انکھڑیاں نہیں	دو طاق پر ہیں دو گل نرگس دھرے ہوے
بعد فنا بھی آئیگی مجھ مست کو نہ نیند	بے حسرت خم لحد میں سرہانے دھرے ہوے
نکلیں جو اشک بے اثر آنکھوں سے کیا عجب	پیدا ہوئے ہیں طفل ہزاروں مرے ہوے
لکھے گئے بیاضوں میں اشعار انتخاب	رائج رہی وہی کہ جو سکے کھرے ہوے
الٹا صفوں کو تیغ نے ابروے یار کی	تیر قزہ سے درہم و برہم پرے ہوے

آتش خدا نے چاہا تو دریائے عشق میں
کودے جو ابکی ہم تو درے سے پرے ہوے

دودن کی زندگی میں ہے ہم ڈرے ہوے	جوش جنوں نے زرہ کیا جب سے ہوے

کفن کی فکر ہمارے لیے بھی واجب ہی — نقاب کی جو تمھین مشورت حیا نے دی
دمِ اخیر تصور بندھا ترے رخ کا — طرف کو کعبہ کی کروٹ مجھے قضا نے دی
لڑانے آئے تھے آنکھین غزال چین ختن — شکست اُنکو تری چشم سرمہ سا نے دی
جہان سے حسرت منزل کا داغ لیکے گیا — تمھاری راہ مین جان اک شکستہ پا نے دی
مجال کیا کوئی سودا زدہ جو دم مارے — گلو مین پھانسی ہی اُسکا کل رسا نے دی
یہ جا با دیکھیے دونون مین چھپا ہی کون — ہمارے خون کی رغبت انھین حنا نے دی
فقیر ہو کے جو تجھپر موا ہی ای شہ حسن — جگہ ہی سایہ مین اپنے اسے ہما نے دی
کیا ہی عشق نے بالاے یار کے بیخود — پری کے سایہ کی ایذا ہی اُس بلا نے دی
رہ عدم مین سب آواز اپنی بھول گئے — صدا نہ قافلۂ اشک مین درا نے دی
وہ بحر حسن ہی کس لہر مین رہا کرتا — خبر کچھ اُسکی نہ لا کر اک آشنا نے دی
مریض عشق کو ہی مرگ زیست سے اولی — گلے کو کاٹیے صحت اگر دوا نے دی
ہوا نہ کوئی توجہ کا یار کے شاکر — دعا نہ اُس شہ خوبان کو کس گدا نے دی

عزیز داغ محبت کو رکھتے ہو آتش
نشانی اپنی ہی کس لالہ گون قبا نے دی

یا علی کہکر بت پندار توڑا چاہیے — نفس امارہ کی گردن کو مروڑا چاہیے
تنگ اگر جسم کو ای روح چھوڑا چاہیے — طفل طبعون کے لیے مٹی کا گھوڑا چاہیے
زلف کے سودے مین اپنے سر کو پھوڑا چاہیے — جب بلا کا سامنا ہو منھ نہ موڑا چاہیے

خوشی سے اپنی رسوائی گوارا ہو نہیں سکتی
فراق یار میں دلگیر نہیں معلوم کیا گذرے
بگولے کیطرح کس کس خوشی سے خاک اُڑاتا ہوں
سمجھتے ہیں کہ دل کی وہ کیا نافہم ناداں ہیں
طلب دنیا کو کرکے زن مریدی ہو نہیں سکتی
ہمیشہ فکر سے یاں عاشقانہ شعر ڈھلتے ہیں
تماشا گاہ ہستی میں عدم کا دھیان ہے سب کو
صبا کی طرح ہر اک غیرت گل سے ہیں لگ چلتے
زیارت ہو گی کعبہ کی یہی تعبیر ہے اسکی
خیال آیا ہے آئینہ کا منھ آنکھیں وہ دکھینگے
بٹھا دیتا ہے آئینہ کا منھ آنکھیں وہ دکھینگے
عتاب و لطف جو فرماؤ ہر صورت سے راضی ہیں

گریبان پھاڑتا ہی تنگ جب دیوانہ آتا ہی
جو اشک آنکھوں سے آتا ہی سو پیتا بانہ آتا ہی
تلاش گنج میں جو سامنے ویرانہ آتا ہی
حضور شمع بے مطلب نہیں پروانہ آتا ہی
خیال آبروے ہمت مردانہ آتا ہی
زبان کو اپنی بس اک حسن کا افسانہ آتا ہی
کسے اس انجمن میں یاد خلوت خانہ آتا ہی
محبت ہی ترست اپنی ہمیں یارانہ آتا ہی
کبھی شب سے ہمارے خواب میں تبخانہ آتا ہی
اب الجھے بال سلجھانے کی خاطر شانہ آتا ہی
تمھارے خال رخ کو بھی فریب دانہ آتا ہی
شکایت سے نہیں واقف ہمیں شکرانہ آتا ہی

خدا کا گھر ہی بتخانہ ہمارا دل نہیں آتش
مقام آشنا ہی یاں نہیں بیگانہ آتا ہی

جان بخش لب کے عشق میں ایذا اٹھائیے
قدسی نگاہ لطف کے امیدوار ہیں
ابکی بہار میں جو ہمیں لیچلے جنون

بیمار ہو کے ناز مسیحا اٹھائیے
آنکھیں تو سوے عالم بالا اٹھائیے
چن چن کے داغ لالہ صحرا اٹھائیے

بہار گلستان

مزاج سے نہ موافق کوئی دوا آئی
مریض عشق کی حسن یار نے خبر لی
جفا سے یار کے آخر سے مری وفا آئی
نہ روز حشر بھی فریاد ہو سکی مجھ سے
پہونچی اُڑکے نہ ایسی کوئی ہوا آئی
ہماری خاک رہی کوے یار کی مشتاق
وہ منھ چڑھے تو نہ سا جبکی کر ہو قضا آئی
مرد ہیں ان ہین نہین دونون اور خدا
جو کوے یار مین کالی کوئی گھٹا آئی
لباس کعبہ کا حاصل کیا شرف اُسنے

ولہ

سانپ کا زہر ہو دہ گیسو مین اُگلنے والے
آ ہو چشم چھلاوے کو ہین چھلنے والے
آ شتہ ہاتم بھی تری تیز نگی کے ہین وہ رہنے
ورزمانے کی طرح رنگ بدلنے والے
کشش عشق مین بارے اثر اتنا تو ہوا
پھر کھڑے ہوتے ہین منھ پھیرکے چلنے والے

بہار گلستان کی ہر آمد آمد		خوشی پھرتے ہین باغبان کیسے کیسے
تو جو نے تیری ہمارے مسیحا		توانا کیے ناتوان کیسے کیسے
دل و دیدۂ اہل عالم مین گھر ہی		تمھارے لیے ہین مکان کیسے کیسے
غم و غصہ و رنج و اندوہ و حرمان		ہمارے بھی ہین مہربان کیسے کیسے
تری کاکل قدرت کی قربان آنکھین		دکھائے ہین خوش رو جوان کیسے کیسے
کرے جسقدر شکر نعمت وہ کم ہی		مزے لوٹتی ہی زبان کیسے کیسے

ولہ

چپ ہو کیون کچھ منھ سے فرماؤ خدا کیواسطے		آدمی سے بت نہ بن جاؤ خدا کیواسطے
کبک کی آنکھون تجھے نظارہ کو عاشق آئی ہین		چاندسی صورت کو دکھلاؤ خدا کیواسطے
درد دل سے دم فنا ہوتا ہی جاے رحم ہی		جان جاتی ہی مری آؤ خدا کیواسطے
جھومتی زلفین تو ہین کالی گھٹا کیطرح سے		ہنس پڑو بجلی بھی چمکاؤ خدا کیواسطے
پاس رسوائی کا دونون جانبو نسے شرط ہی		ہین تمھین تم مجکو سمجھاؤ خدا کیواسطے

ولہ

چلا وہ راہ جو سالک کے پیش پا آئی		ٹھہر گیا جو کہین بوے آشنا آئی
بہار گل مین ہین یہ دیوانے جامہ سے باہر		پری کا بھیس ہی بدلے ہوئے بلا آئی
لیا جو بوسہ تو ہنسکر یہ اُس صنم نے کہا		خدا سے شرم نہ اے بندۂ خدا آئی
شراب اُنکو پلاکر ہوئی پشیمانی		وہ بے حجاب ہوئے تو مجھے حیا آئی

[illegible]

بس قلم صفحۂ ہستی سے اُٹھا ای آتش
ڈھل چکے شعر جو تھے فکر سے ڈھلنے والے

اُٹھتے ہی تیرے بزم سے سب اُٹھ کھڑے ہوئے
وہ یار رہ گئے کہ جو تھے غش پڑے ہوئے

نالون سے میرے ہلگئے رنگیں ادائے دہر
بلبل کو سنکے کان گلو نکلے کھڑے ہوئے

بے نشۂ شراب محبت نہ جائینگے
ساقی کے در پر اتنے ہین ہم بھی اڑے ہوئے

ٹھیک آئی تن پہ اپنے قبائے برہنگی
باقی لباس چھوٹے ہوئے یا بڑے ہوئے

جو بچ گئے ہین جنبش مژگان یار سے
آرہ کے نیچے حشر مین ہونگے کھڑے ہوئے

دیوانگان عشق جو زینت پسند ہون
سونے کی بیڑیون مین ہون ہیرے جڑے ہوئے

بے مہر یار کا نہ گلہ ہم سے ہوسکا
پھوٹے نہ تھے جو دل مین پھپھولے پڑے ہوئے

کشتونکی طرح زیست مین تیرے نیازمند
شمشیر ناز سے رہے بیدم پڑے ہوئے

آئینہ نے کیا ہی جو صورت سے آشنا
گردنین انکی ہاتھ مین اُنکے پڑے ہوئے

باتون مین اُنکی ہوگئے عاشق غریب قتل
تلوار کیطرح جو وہ منھ کے کڑے ہوئے

روز وصال آنکھون کو اپنی دکھائیگا
روز شب فراق کے [illegible] جھڑے ہوئے

ساقی کی بندگی نے کیا خاتمہ بخیر
خم کے تلے ہین میکدہ مین ہم گڑے ہوئے

اب پاؤن رکھکے وہ نہین چلتے زمین پر
اک اک کڑے کے ساتھ ہین دو دو چھڑے ہوئے

بوسہ جو خال لب کا لیا یار نے کہا
اس تل کا تیل لیجیے ہو چکنے گھڑے ہوئے

نہ فکر شعر ہے نہ وہ مضمون تلاشیان
آتش سے تو نہین کہین خواجہ اڑے ہوئے

طریق عشق مین ای دل عصا کے آہ ہی شرط
طریق عشق کا سالک ہی وعظ ونکی نہ سن
جگہ ہی رحم کی یار ایک ٹھوکر اسکو بھی
سمند عمر کو اللہ رے شوق آسایش
نہ بدرقہ ہی نہ کوئی رفیق ساتھ اپنے
نجانمین آپ ابھی دو پہر ہی گرمی کی
تلاش یار مین کیا ڈھونڈھیے کسی کا ساتھ
جنون مین خاک اڑاتا ہی ساتھ ساتھ اپنے
سفر ہی شرط مسافر نواز بہتیرے
کوئی تو دوش سے بار سفر اُتاریگا
مقام تک بھی ہم اپنے پہونچ ہی جائینگے
بہت سی ٹھوکرین کھلوائیگا یہ حسن انکا
بلاے جان مسافر ہی خواب شیرین بھی
بتا یہ کوچہ قاتل کا مین رکھا ای چھد
پیادہ پا ہون روان سوے کوچہ قاتل
چلا ہی تیر دکمان لیکے صیدگاہ وہ ترک
نگلین جو بانون تو چل سر کے بل ٹھہر آشنا

کہین چڑھاؤ کسی جا اُتار راہ مین ہی
ٹھگون کے کہنے کا کیا اعتبار راہ مین ہی
شہید ناز کا تیرے مزار راہ مین ہی
عنان گسستہ و بے اختیار راہ مین ہی
فقط عنایت پروردگار راہ مین ہی
بہت سی گرد بہت سا غبار راہ مین ہی
ہمارا سایہ ہمین ناگوار راہ مین ہی
شریک حال ہمارا غبار راہ مین ہی
ہزار ہا شجر سایہ دار راہ مین ہی
ہزار راہ زن امیدوار راہ مین ہی
خدا تو دوست ہی دشمن ہزار راہ مین ہی
بتونکا عشق نہین کوہسار راہ مین ہی
یہی وہ شہد ہی جو زہر بار راہ مین ہی
بجاے سنگ نشان اک مزار راہ مین ہی
اجل مرے سر پر سوار راہ مین ہی
خوشا نصیب وہ جو جو شکار راہ مین ہی
گل مراد ہو منزل مین خار راہ مین ہی

خاتمۃ الکتاب

معرفت مین تیری ذات پاک کے
اوڑتے ہین ہوش و حواس ادراک کے

گل کھلے پرزے اوڑا پوشاک کے
پانون پھیلانا بدامن چاک کے

نام لے سکتے نہین محبوب کے
کیا کہین کسے ہین کس سفاک کے

وہ گریبان آگ مین رکھدیجئے
موسم گل مین جو ہون نہ چاک کے

خوشنویسون سے مین لکھواؤن صفت
لام ملے کاکل الف سے ناک کے

قید رکھنے موسم گل کی نہین
دلولے تیرے گریبان چاک کے

صیدگاہ عشق مین مردار ہے
صید جو قابل نہین فتراک کے

مست ہو کر جائینگے اے مغبچو
آئے ہین بنت العنب کو تاک کے

تیرے دیوانو نسے مین نے کی نہین
آگ کی پر بان ہین نشان خاک کے

توڑنے والے گل زنبق کے ہین
کاٹنے والے چمن کی تاک کے

بحر الفت مین بہار باغ ہے
پھوٹتے ہین دست و پا تیراک کے

نیشکر کی پوری ای شیرین دہن
بھیگی ہے آگے تری مسواک کے

آفرین صد آفرین دست جنون
خوب ہی لتے لیے پوشاک کے

عشق مین رہتے ہین آتش سامنے
بے مروت بے وفا بیباک کے

تمت

تاریخ طبع از نتیجۂ طبع سبحان مولانا
محمد حامد علیخان صاحب حامد شاہ آبادی

چھپا خواجہ آتش کا کُل کلیات
کہی نکتہ سنجوں نے کیا کھری
الف کٹ کے ہے سال تاریخ کی
وہ کہہ اب یہ کُل نظم نادر چھپی

سنہ ۱۳۳۳ ہجری

شاگرد خواجہ وزیر۔

دیوان غافل۔ کلام سخنور ہمپایہ آتش و ناسخ۔

دیوان ذوق۔ از نتیجہ فکر سخنور عالی خیال سید ابراہیم علی ذوق۔

دیوان نیاز۔ از روشنی صافی طبع نازک پسند شاہ نیاز احمد بریلوی۔

دیوان شہیدی۔ مصنفہ کرامت علی خان۔

دیوان لطف۔ پاکیزہ دیوان غزلیات مع معراج نامہ محامد سرور کائنات مصنفہ حافظ لطف علیخان بریلوی۔

شعت سروری۔ غزلیات تمام ردیفون کی از بہار نماے طبع بلند مفتی غلام سرور لاہوری

دیوان غالب دہلوی۔ کئی مرتبہ یہ مختلف مقامات مین چھپا اور فروخت ہوا مگر ہنوز خواہش خریداران باقی ہے کیون نہ ہو یہ بڑے پایہ کا کلام ہے مرزا اسد اللہ خان دہلوی کا کلام ہے کہ جن کا مثل و نظیر نہین اب یہ مطبوعہ مطبع نظامی سے نقل ہو کر طبع ہوا

دیوان قلق مسمی بہ مظہر عشق کلام استاد کامل آفتاب الدولہ خواجہ اسد تخلص قلق

دیوان مخزن شوق۔ غزلیات ہم طرح حضرت ذوق دہلوی مصنفہ سرحیدر اے

مرزا ہنی تخلص ہرچند ایک کالم مین کلام ذوق دوسرے کالم مین کلام ہرچند۔

دیوان واسطی۔ نادر کلام مولوی سید فضل رسول خان تعلقدار سندیلہ

دیوان ہشیار۔ مصنفہ کیول رام

دیوان صبا۔ از میر وزیر علی صبا۔

دیوان ضامن۔ از سید ضامن علیشاہ

دیوان خواجہ میر درد شاعر صاحب باطن

دیوان نواب علاء الدولہ۔ از سید محی الدین خان بہادر فقیر۔

مجمع الاشعار۔ غزل ہاے اردو و فارسی اساتذہ۔

چمنستان جوشش۔ دیوان نواب محمد حسین خان جوشش از فرزندان حافظ رحمت خان۔

گلدستہ امانت۔ جس مین چیدہ چیدہ غزلیات اساتذہ

کتب اردو

جامع الاخلاق۔ ترجمہ اردو اخلاق جلالی مترجمہ مولوی امانت اللہ۔

نکات احسانی۔ دو جلد مین ایک جلد مین نکات اردو کا بیان دوسری مین نکات فارسی کا مصنفہ مولوی حکیم احسان علے

ذخیرہ سعادت۔ یہ بھاشتی بلاس شپنک کی دو فصل
اول آخر کا ترجمہ ہے تہذیب و اخلاق مین ترجمۂ لالہ لالجی گوردہاری
دائرہ علم حصہ اول انگریزی سے چند معلومات مترجمہ
مولوی کریم بخش ہیڈ منشی۔

ترجمہ ریاض رضوان شرح گلستان فارسی مترجمہ
مولانا ریاض علی۔

بندگی نامہ۔ مصنفہ شاعر باکمال منشی
کنہیا لال صاحب تخلص عاشق۔

مفید الصبیان۔ مجموعہ سندہائے شعر معلومات
مصنفہ علم تواریخ و جغرافیہ وغیرہ ہر قسم مصنفہ
رائے درگا پرشاد صاحب۔

دستور المعاش۔ طریقہ آموزی معاش
مولفہ و مترجمہ جان بارہ کوس
لیڈ

نصیحت نامہ ہندی مصنفہ رائے مہادر کنہیا لال

گلستان خبان۔ اردو۔ نادر کتاب ہے
از سید رزاق بخش۔

کلمات قدسیہ الہامات۔ عمدہ کتاب ہے

کنز الاسرار۔ ترجمہ اردو نظم مثنوی شاہ بو علی قلندر

تحفہ سروری۔ از مفتی غلام سرور لاہوری

اکسیر ہدایت۔ ترجمہ اردو کیمیائے سعادت مترجمہ
مولوی فخر الدین۔

مذاق العارفین۔ ترجمہ اردو احیاء العلوم غزالی

نجات المومنین۔ ذکر کرامات حضرت شاہ نجات سید
مولفہ حافظ سراج الیقین۔

تہذیب النفوس۔ از سید فخر الدین حسین متخلص بہ سخن

تہذیب الاخلاق۔ مؤلفہ مولوی نجم الحق۔

مثنوی سر حق۔ رموز تصوف مین از سید شاہ
عطا حسین۔

پند نامہ حبی۔ نصائح و اندرزار محمد حب علیخان

کیمیای حکمت۔ حصہ اول شرائف علم و اداب و
راست گوئی کے فوائد حکمیہ و حکایات مصنفہ مولوی
اوحد الدین احمد مدرس

بحر الحقیقت۔ اندرز و نصائح واسطے اصلاح نفس
کے مصنفہ احسن تخلص۔

چشمہ فیض۔ ترجمہ پند نامہ عطار ترجمہ مولوی
عبد الغفور خان۔

گلدستہ اخلاق۔ معروف بہ تالیف ہرگوبند مؤلفہ
بابو ہرگوبند سہائے۔

گلشن سروری۔ نظم تہذیب و اخلاق کا بیان
مؤلفہ مفتی غلام سرور لاہوری۔

تہذیب احسانی۔ در ترتیب اخلاق انسانی
مؤلفہ حکیم احسان علی۔

ترجمہ اردو عوارف المعارف۔ کامل دو جلد
مین مترجمہ مولانا ابو الحسن فرید آبادی۔

رسالہ معرفۃ السلوک۔ از شاہ محمود خوش الحان